جاء الحق وزهق الباطل
ان الباطل کان زهوقا
انا اعتدنا للکافرین سلاسل واغلالا وسعیرا

بحمد اللہ کہ این کحل الجواہر
شد از کوہ صواب وصدق ظاہر

کتاب سرمہ رو گر روشنی چشم مے باید — کہ عاقل از دل و جان دوست دارد چشم بینا را



از تالیفات مرزا **غلام احمد** صاحب مؤلف براہین احمدیہ دربارہ
رد اصول وید و اثبات حقیت اصول قرآن شریف بوعدہ انعام پانسو روپیہ ہمارا
اس ہندو یا آریہ کے لئے جو اس رسالہ کا رد لکھکر دکھلاوے

ریاض ہند پریس امرتسر میں باہتمام
شیخ نور احمد صاحب مالک و مہتمم کے طبع ہوا

بار اول ایکہزار جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار واجب الاظہار

یہ رسالہ کحل الجواہر سرمہ چشم آریہ نہایت صفائی سے چھپکر آگیا ہے بارہ آنہ اسکی قیمت عام لوگون کیلئے قرار پائی ہے اور خواص اور ذی استطاعت لوگ جو کچھ بطور امداد دین اُنکے لئے موجب ثواب ہے کیونکہ سراج منیر اور براہین کے لئے اسی قیمت سے سرمایہ جمع ہوگا اور اسکے بعد رسالہ **سراج منیر** انشاء اللہ القدیر چھپیگا پھر اسکے بعد پنجم حصہ کتاب براہین احمدیہ چھپنا شروع ہوگا جو بعض لوگ توقف طبع کتاب **براہین** سے مضطرب ہو رہے ہین اُنکو معلوم نہین کہ اس زمانہ توقف مین کیا کیا کارروائیان بطور تمہید کتاب کے لئے عمل مین آئی ہین ۲۰ ہزار کے قریب اشتہار تقسیم کیا گیا اور صدہا جگہ ایشیا یورپ و امریکہ مین خطوط دعوت اسلام اردو انگریزی مین چھپوا کر اور رجسٹری کرا کر بھیجے گئے جنکا تذکرہ انشاء اللہ پنجم حصہ مین آئیگا وانما الاعمال بالنیات۔ باین ہمہ اگر بعض صاحب اس توقف سے ناراض ہون تو ہم اُنکو فسخ بیع کی اجازت دیتے ہین وہ ہمکو اپنی خاص تحریر سے اطلاع دین تو ہم بدین شرط کہ جسوقت ہمکو اُنکی قیمت مرسلہ میسر آوے اُسوقت باخذ کتاب واپس کردینگے بلکہ ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ایسے صاحبون کی ایک فہرست طیار کیجائے اور ایک ہی دفعہ سب کا فیصلہ کیا جائے اور یہ بھی ہم اپنے گذشتہ اشتہار مین لکھ چکے ہین اور اب بھی ظاہر کرتے ہین کہ اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہین کہ کتاب تین سو جز تک ضرور پہنچے بلکہ جس طور سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھیگا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اسکو انجام دیگا کہ یہ سب کام اُسی کے ہاتھ مین اور اُسی کے امر سے ہے واجب تھا ظاہر کیا گیا

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب

سرمہ چشم آریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

اے دلبر و دلستان و دلدار / وے جانِ جہان و نورِ انوار

لرزان ز تجلیت دل و جان / حیران ز رخت قلوب و ابصار

در ذاتِ تو جز تحیرے نیست / ہنگامِ نظر نصیب افکار +

در غیبے و قدرتت ہویدا + / پنہانی و کارِ تو نمودار +

دوری و قریب تر ز جان ہم / نوری و نہان تر از شبِ تار

آن کیست کہ منتہائے تو یافت / وآن کو کہ شود محیطِ اسرار

کردی دو جہان عیان ز قدرت / بے مادہ و بے نیازِ انصار

و این طرفہ کہ ہیچ کم نہ گردد | با آنکہ عطائے تست بسیار
حُسن تو غنی کند ز ہر حُسن | مہرِ تو بجود کشد ز ہر یار
حُسنِ تمکینت ار نبودی | از حُسن نبودی ہیچ آثار
شوخی ز تو یافت روئے خوبان | رنگ از تو گرفت گُل بہ گلزار
سیمین ذقنان کہ سیب دارند | آمد ز ہمان بلند اشجار
این ہر دو ازان دیار آیند | گیسوئے بتان و مشک تاتار
از بہر نمائشِ جمالت ❊ | بینیم ہمہ چیز آئینہ دار
ہر برگ صحیفۂ ہدایت ❊ | ہر جوہر و عرض شمع بردار
ہر نفس بتو رہے نمائد | ہر جان بدہد صلائے این کار
ہر ذرّہ فشاند از تو نورے | ہر قطرہ براند از تو انہار
ہر سو ز عجائبِ تو شورے | ہر جا ز غرائبِ تو اذکار
از یادِ تو نورہا بہ بینیم | در حلقۂ عاشقانِ خونبار
آنکس کہ بہ بندِ عشقت اُفتاد | دیگر نہ شنید پندِ اغیار
اے مونسِ جان چہ دلستانی | کز خود بربودیم بیکبار
از یادِ تو این دلے بغم غرق | دارد گہرے نہان صدف وار
چشم و سرِ ما فدائے روئت | جان و دلِ ما بتو گرفتار
عشقِ تو بہ نقدِ جان خریدیم | تا دم نہ زند دگر خریدار
غیر از تو کہ سر زند دمے ز جیبم | در ہیچ دلم نماند دیّار (بفتحے دال)
عُمریست کہ ترک خویش و پیوند | کردیم و دمے جُدا ز تو دشوار

ہزار ہزار شکر اُس قادرِ مطلق کا جس نے انسان کی روح اور ہر یک مخلوق اور ہر ذرّہ کو محض اپنے ارادہ کی طاقت سے پیدا کر کے وہ استعدادیں اور قوّتیں

اور خاصیتین اُن مین رکھین جن پر غور کرنے سے ایک عجیب عالم عظمت اور
قدرتِ الٰہی کا نظر آتا ہے اور جن کے دیکھنے اور سوچنے سے معرفت الٰہی کا
کامل دروازہ کھلتا ہے۔ اُسی قادرِ توانا کی مدح اور حمد مین محو رہنا چاہئیے جسکی
ایجاد کے بغیر کوئی ایک چیز بھی موجود نہین ہوئی وُہی ایک ذات عجیب الحکمت
وعظیم القدرت ہے جسکے فقط حکمی طاقت سے جو کچھ وجود رکھتا ہے پیدا ہو گیا۔
ہر ایک ذرّہ انت ربی انت ربی کی آواز سے زبان کشا ہے۔ ہر ایک جان
انت مالکی انت مالکی کی شہادت سے نغمہ سرا ہے۔ وہی حکیمِ مطلق ہے جس
نے انسانی روحون کو ایک ایسا پُر منفعت جسم بخشا کہ جو اِس جہان مین کمالات
حاصل کرنے اور اُس جہان مین اُنکا پورا پورا حظ اُٹھانے کے لئے بڑا بھارا یار
ومددگار ہے روح اور جسم دونون ملکر اُس کے وجود کو ثابت کر رہے ہین
اور ظاہری باطنی دونون قوتین اُسکی شہادت دے رہی ہین۔ وُہی محسن حقیقی
ہے جس نے وفاداری سے ایمان لانے والون کو ہمیشہ کی رستگاری کی خوشخبری
دی اور اپنے صادق عارفون اور سچے محبّون کے لئے اُس جنتِ دائمی کا وعدہ دیا
جو بدرجۂ اکمل واتم مظہر العجائب ہے جسکی نہرین اِسی دنیوی حیات مین جوش مارنا
شروع کرتی ہین۔ جسکے درخت اِسی جگہ کی آبپاشی سے نشو و نما پاتے جاتے ہین۔
اُسکی قدرت وحکمت ہر جگہ اور ہر چیز مین موجود ہے اور اُسکی حفاظت جو ہر یک چیز
کے شامل حال ہے اُسکی عام خالقیّت پر گواہ ہے۔ اُسکی حکیمانہ طاقتین بے انتہا
ہین کون ہے جو اُنکی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اُسکی قادرانہ حکمتین عمیق در عمیق ہین
کون ہے جو اُن پر احاطہ کرسکتا ہے ہر یک چیز کے اندر اُسکے وجود کی گواہی چھپی
ہوئی ہے۔ ہر یک مصنوع اُس صانع کامل کی راہ دکھلا رہا ہے۔ موجود بوجودِ حقیقی
وہی ایک رب العلمین ہے اور باقی سب اُس سے پیدا اور اُسکے سہارے سے قائم

اور اسکی قدرتون کے نقشِ قدم ہین۔

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا ‏ بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھہ کر مین سخت بیکل ہوگیا ‏ کیونکہ کچھہ کچھہ تہا نشان اُسمین جمالِ یار کا
اس بہارِ حسن کا دل مین ہمارے جوش ہے ‏ مت کرو کچھہ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف ‏ جس طرف دیکھین وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید مین موجین تری مشہود ہین ‏ ہر ستارے مین تماشا ہے تری چمکار کا
تو نے خود روحون پہ اپنے ہاتہہ سے چہرکا نمک ‏ اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ مین رکہے ہین خواص ‏ کون پڑہ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بہی انتہا پاتا نہین ‏ کس سے کہل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
خوبرویون مین ملاحت ہے ترے اس حسن کی ‏ ہر گل و گلشن مین ہے رنگ اُس تری گلزار کا
چشمِ مستِ ہر حسین ہر دم دکہاتی ہے تجہے ‏ ہاتہہ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
آنکہہ کے اندہون کو حائل ہوگئے سو سو حجاب ‏ ورنہ تہا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا
ہین تری پیاری نگاہین دلبرا اک تیغ تیز ‏ جن سے کٹ جاتا ہے سب جہگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہین خاک مین ‏ تا مگر درمان ہو کچھہ اس ہجر کے آزار کا
ایکدم بہی کل نہین پڑتی مجہے تیرے سوا ‏ جان گہٹی جاتی ہے جیسے دِل گہٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ مین لے جلدی خبر ‏ خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنون وار کا

بعد اسکے اور بعد صلوۃ و سلام بر نبی کریم خیر الانام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین اور اُسکی آل و اصحاب مطہرین و مہذبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہہ عاجز مؤلف کتاب **براہین احمدیہ** خدمت مین طالبین حق کے گذارش کرتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء کے مہینے مین جب کہ یہہ عاجز بمقام ہوشیار پور مقیم تہا۔ لالہ مرلیدہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر سے جو آریہ سماج ہوشیار پور کے

ایک اعلیٰ درجہ کے رُکن اور مدار المہام ہین مباحثہ مذہبی کا اتفاق ہوا - وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ ماسٹر صاحب موصوف نے خود آکر درخواست کی کہ تعلیم اسلام پر میرے چند سوالات ہین اور چاہتا ہون کہ پیش کرون چونکہ یہہ عاجز ایک زمانہ دراز کی تحقیق اور تدقیق کے روسے خوب جانتا ہے کہ عقائد حقہ اسلام پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا اور جب کسی بات کو کوئی کوتہ اندیش مخالف اعتراض کی صورت مین دیکھتا ہے وُہ درحقیقت ایک بھاری درجہ کی صداقت اور ایک عالی مرتبہ کی حکمت ہوتی ہے جو اُسکی نظر بیمار سے چھپی رہتی ہے اس لئے باوجود شدّت کم فرصتی مین نے مناسب سمجھا کہ ماسٹر صاحب کو اُنکے اعتراضات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے مدد دون اور بطور نمونہ اُنکو دکھلاؤن کہ **وید** اور **قرآن شریف** مین سے کونسی کتاب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قُدرت اور شوکت اور شان کے مطابق ہے اور کس کتاب پر سچّے اور واقعی اعتراضات وارد ہوتے ہین سو اِس غرض سے ماسٹر صاحب کو کہا گیا کہ اگر آپکو مذہبی بحث کا کچھہ شوق ہے تو ہمین بسرو چشم منظور ہے لیکن مناسب ہے کہ دونون فریق کے اصُولون کی حقیقت کھولنے کی غرض سے ہر دو فریق کی طرف سے سوالات پیش ہون تا کوئی شخص جو اُن سوالات وجوابات کو پڑھے اُسکو دونون مذہبون کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے موقع مِل سکے چنانچہ بمنظوری جانبین اسی التزام سے بحث شروع ہوئی - اوّل گیاران مارچ ۱۸۸۶ء کی رات مین اِس عاجز کے مکان فرودگاہ پر ماسٹر صاحب کی طرف سے ایک تحریری اعتراض شق القمر کے بارہ مین پیش ہوا اور پھر چودہوین مارچ ۱۸۸۶ء کے دن مین اِس عاجز کی طرف سے آریہ صاحبون کے اِس اصول پر اعتراض پیش ہوا کہ پرمیشر نے کوئی روح پیدا نہین کی اور نہ وہ کسی روح کو خواہ کوئی کیسا ہی راست باز اور وفادار اور سچا پرستار ہو ہمیشہ کے لئے جنم مرن

کے عذاب سے نجات بخشیگا - اِن دونون بحثون کے وقت یہہ بات طے ہو چکی تہی کہ جواب الجواب کے جواب تک بحث ختم ہو اُس سے پہلے نہ ہو لیکن ہم افسوس سے لکہتے ہین کہ ماسٹر صاحب نے شرائط قرار یافتہ کو کچہہ ملحوظ نہ رکہا - پہلے جلسہ مین جو گیاران مارچ ۱۸۸۶ء کو بوقت شب ہوا تہا اُنکی طرف سے یہہ ناانصافی ہوئی کہ جب جواب الجواب کے جواب کا وقت آیا جسکی تحریر کے لئے وہ آپ ہی فرما چکے تہے تو ماسٹر صاحب نے رات بڑی چلے جانے کا عذر پیش کیا ہرچند اِس عاجز اور اکثر حاضرین نے سمجہایا کہ اے ماسٹر صاحب ابہی رات کچہہ ایسی بڑی نہین گئی ہم سب پر رات کا برابر اثر ہے مگر اقرار کے برخلاف کرنا اچہی بات نہین جواب ضرور تحریر ہونا چاہئے لیکن وہ کچہہ بہی ملتفت نہ ہوئے آخر بمواجہہ تمام حاضرین کہا گیا کہ یہہ جواب تحریر ہونے سے رہ نہین سکتا اگر آپ اِس وقت اسکو ٹالنا چاہتے ہین تو بالضرور اپنے طور پر رسالہ کے ساتہہ شامل کیا جائیگا چنانچہ اُنہون نے طوعاً و کرہاً بطور خود لکہا جانا تسلیم کیا پر اسی جلسہ مین وُہ تحریر ہو کر پیش ہونا انکو بہت ناگوارا معلوم ہوا جسکی وجہ سے وہ بلاتوقف اُٹہہ کر چلے گئے بات یہہ تہی کہ ماسٹر صاحب کو یہہ فکر پڑی کہ اگر اسی وقت جواب الجواب کا جواب پیش ہوا تو خدا جانے مجہے کیا کیا ندامتین اُٹہانی پڑینگی غرض یہہ جلسہ تو اس طور پر ختم ہوا اور اسکے تمام واقعات جو اِس مضمون مین مندرج ہین اُنکی شہادت حاضرین جلسہ جن کے نام حاشیہ مین درج ہین دے سکتے ہین ✠ اب دوسرا جلسہ جو چودہوین مارچ ۱۸۸۶ء

✠ **حاشیہ** حاضرین جلسہ بحث گیاران مارچ کے نام یہہ ہین - میان شتر و گہن صاحب پسر کلان راجہ زدودرسین صاحب والی ریاست سوکیت حال وارد ہوشیارپور - میان شتر بخی صاحب پسر خورد راجہ صاحب موصوف - میان جنمی جی صاحب پسر خورد راجہ صاحب - بابو

مین دن کے وقت شیخ مہر علی صاحب رئیس اعظم ہوشیارپور کے مکان پر ہوا اُسکی بہی کیفیت سُنئے - اوّل حسب قرارداد اِس عاجز کی طرف سے ایک تحریری اعتراض پیش ہوا جسکا مطلب یہہ تہا کہ خدا تعالی کی خالقیت سے انکار کرنا اور پہر اسی کے التزام سے جاودانی نجات سے منکر رہنا جو آریہ سماج والون کا اُصول ہے اِس سے خدا تعالی کی توحید و رحمت دونون دور ہوتی ہین - جب یہہ اعتراض جلسۂ عام مین سُنایا گیا تو ماسٹر صاحب پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی جسکی کیفیت کو ماسٹر صاحب ہی کا جی جانتا ہوگا اور نیز وہ سب لوگ جو فہیم اور زیرک حاضر جلسہ تہے معلوم کر گئے ہونگے - ماسٹر صاحب کو اُسوقت کچہہ بہی سوجہتا نہین تہا کہ اسکا کیا جواب دین سو ناچار حیلہ جوئی کی غرض سے گہنٹہ سوا گہنٹہ کے عرصہ تک یہی عذر پیش کرتے رہے کہ یہہ سوال ایک نہین ہے بلکہ دو ہین تو اُسکے جواب مین عرض کر دیا گیا کہ حقیقت مین سوال ایک ہی ہے یعنے خدا تعالی کی خالقیت سے انکار کرنا اور مُکتی میعادی اُسی خراب اُصول کا ایک بد اثر ہے جو اُس سے الگ نہین ہوسکتا اِس جہت سے دونون ٹکڑے سوال کے حقیقت مین ایک ہی ہین کیونکہ جو شخص خدا تعالی کی خالقیت سے منکر ہوگا اُسکے لئے ممکن نہین کہ ہمیشہ کی نجات کا اقرار کر سکے سوا انکار خالقیت

بقیہ حاشیہ مولراج صاحب نقل نویس - لالہ رام لچہمن صاحب ہیڈ ماسٹر لودہیانہ - بابو ہرکشن داس صاحب سکین ماسٹر ہوشیارپور اِس جگہ مکرر لکہا جاتا ہے کہ میان شنکر وگہن صاحب نے کئی بار ماسٹر صاحب کی خدمت مین التجا کی کہ آپ جواب الجواب کا جواب لکہنے دین ہم لوگ بخوشی بیٹہین گے ہمین کسی نوع سے تکلیف نہین بلکہ ہمین جواب سُننے کا شوق ہے ایسا ہی کئی ہندو صاحبون نے یہہ منشا ظاہر کیا مگر ماسٹر صاحب نے کچہہ ایسی مصلحت سوچی کہ کسی کی بات کو نہ مانا اور اُٹہہ کر چلے گئے - مولّف

اور انکارِ نجاتِ جاودانی باہم لازم ملزوم ہے اور ایک دوسرے سے پیدا ہوتا ہے سو در حقیقت جو شخص یہہ بات ثابت کرنا چاہے کہ خدائیتعالیٰ کے رب العلمین اور خالق نہ ہونے مین کچھہ حرج نہین اُسکو یہہ ثابت کرنا بھی لازم آجائیگا کہ خدائیتعالیٰ کے کامل بندون کا ہمیشہ جنم مرن کے عذاب مین مُبتلا رہنا اور کبھی دائمی نجات نہ پانا یہہ بھی کچھہ مضائقہ کی بات نہین غرض بعد بہت سے سمجھانے کے پہر ماسٹر صاحب کچھہ سمجھے اور جواب لکھنا شروع کیا اور تین گھنٹہ تک بہت سے وقت اور غم و غصہ کے بعد ایک ٹکڑہ سوال کا جواب قلمبند کرکے سُنایا اور دوسرے ٹکڑہ کی بابت جو مُکتی کے بارہ مین تہا یہہ جواب دیا کہ اِسکا جواب ہم اپنے مکان پر جاکر لکھہ کر بھیجدینگے چنانچہ اِس طرف سے ایسا جواب لینے سے انکار ہوا اور عرض کردیا گیا کہ آپ نے جو کچھہ لکھنا ہے اسی جلسہ مین حاضرین کے روبرو تحریر کرین اگر گھر مین بیٹھہ کر لکھنا تہا تو پہر اِس جلسہ بحث کی ضرورت ہی کیا تہی مگر ماسٹر صاحب نے نہ مانا اور کیونکر مانتے اُنکی تو اُس وقت حالت ہی اَور ہو رہی تہی۔ اب قصّہ کوتاہ یہہ کہ جب کسی طور سے ماسٹر صاحب نے لکھنا منظور نہ کیا تو ناچار پھر یہہ کہا گیا کہ جسقدر آپ نے لکھا ہے وہی ہمکو دین تا اُسکا ہم جواب الجواب لکھین تو اِسکے جواب مین اُنہون نے بیان کیا کہ اب ہماری سماج کا وقت ہے اب ہم بیٹھہ نہین سکتے ناچار جب وُہ جانے کے لئے مستعد ہوئے تو اُنکو کہا گیا کہ آپ نے یہہ اچھا نہین کیا کہ جو کچھہ باہم عہد ہو چُکا تہا اُسکو توڑ دیا نہ آپ پورا جواب لکھا اور نہ ہمین اب جواب الجواب لکھنے دیتے ہین۔ خیر بدرجۂ ناچاری یہہ جواب الجواب بہی بطورِ خود تحریر کرکے رسالہ کے ساتہہ شامل کیا جائیگا چنانچہ یہہ بات سُنتے ہی ماسٹر صاحب معہ اپنے رفیقون کے اُٹھہ کر چلے گئے اور حاضرین جلسہ جن کے نام حاشیہ مین درج ہین بخوبی معلوم کرگئے کہ ماسٹر صاحب کی یہہ تمام کارروائی گریز اور کنارہ کشی کے لئے ایک بہانہ تہی۔

+ اب ہم قبل اسکے کہ ماسٹر صاحب کا پہلا سوال جو شق القمر کے بارہ مین ہے

+ **حاشیہ** نام حاضرین جلسہ جو ماسٹر صاحب کی بیجا کارروائی کے گواہ ہین۔ شیخ مہر علی صاحب رئیس اعظم ہوشیارپور۔ مولوی الہی بخش صاحب وکیل ہوشیارپور۔ ڈاکٹر مصطفی علی صاحب۔ بابو احمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہوشیارپور۔ میان عبداللہ صاحب حکیم۔ میان شہاب الدین صاحب دفعدار۔ لالہ نراین داس صاحب وکیل۔ پنڈت جگن ناتھ صاحب وکیل۔ لالہ رام لچھمن صاحب ہیڈ ماسٹر لودہیانہ۔ بابو ہرکشن داس صاحب سکین ماسٹر۔ لالہ گنیش داس صاحب وکیل۔ لالہ سیتا رام صاحب مہاجن۔ میان شترو گہن صاحب پسر کلان راجہ صاحب سوکیت۔ میان شترن جی صاحب پسر خورد راجہ صاحب موصوف۔ منشی گلاب سنگہ صاحب سررشتہ دار۔ مولوی غلام رسول صاحب مدرس۔ مولوی فتح الدین صاحب مدرس۔ ان تمام حاضرین کے روبرو لالہ مرلیدہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر نے ہر ایک بات مین ناانصافی کی۔ اس عاجز نے اپنا اعتراض ایک گھنٹہ کے قریب سُنا دیا تھا مگر اُنہون نے تین گھنٹہ تک وقت لیا اور پہر بہی اعتراض کا ایک ٹکڑہ چہوڑ گئے اصلی منشا اُنکا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی طرح دن گُذر جائے اور اس بلا سے نجات پائین مگر دن اُنکا دشمن ابہی تیسرے حصّہ کے قریب سر پہ کہڑا تہا اور واضح رہے کہ ماسٹر صاحب کا یہہ عذر کہ اب ہماری سماج کا وقت آگیا ہے بالکُل عبث اور کچا بہانہ تہا اوّل تو ماسٹر صاحب نے پہلے کوئی ایسی شرط نہین کی تہی کہ جب سماج کا وقت ہوگا تو بحث کو درمیان چہوڑ کر چلے جائینگے ماسوائے اسکے یہہ تو دین کا کام تہا اور جن لوگون نے سماج مین حاضر ہونا تہا وہ تو سب موجود تہے بلکہ بہت سے ہندو اور مسلمان اپنا اپنا کام چہوڑ کر اسی غرض سے حاضر تہے اور تمام صحن مکان کا حاضرین سے بہرا ہوا تہا سو اگر ماسٹر صاحب کی نیّت مین فرق نہ ہوتا تو اسی جلسہ عظیمہ کو جو صدہا آدمیون

تحریر کرین صفائی بیان کے لئے ایک مقدمہ لکھتے ہین یہہ مقدمہ درحقیقت اُسی مضمون کا

بقیہ حاشیہ کا مجمع تہا سماج سمجہا ہوتا علت غائی سماجون کی لکچر وغیرہ ہی ہوا کرتی ہی سو وہ تو اُس جگہ ایسی میسر تہی کہ جو سماج مین کبہی میسر نہین آئی ہوگی - ماسوا اِسکے جب ماسٹر صاحب نے بہت سا حصہ وقت کا صرف باتون مین ہی ضایع کرکے پہر بہت سُستی اور آہستگی سے جواب لکہنا شروع کیا تو اُسی وقت ہم سمجہ گئے تہے کہ آپکی نیت مین خیر نہین ہے اِسی خیال سے اُنکو کہا گیا کہ بہتر یون ہے کہ جو جو ورق آپ لکہتے جائین وُہ مجہے دیتے جائین تا مین اُسکا جواب الجواب بہی لکہتا جاؤن اِس انتظام سے دونون فریق جلد تر فراغت کرلین گے مگر اُنکا تو مطلب ہی اَور تہا وُہ کیونکر ایسے انصاف کی باتون کو قبول کرتے سو اُنہون نے انکار کیا اور لالہ رام لچہمن صاحب اُنکے رفیق نے مجہے کہا کہ مین آپکی غرض کو سمجہہ گیا لیکن ماسٹر صاحب ایسا کرنا نہین چاہتے چنانچہ وُہی بات ہوئی اور اخیر برنا تمام کام چہوڑ کر سماج کا عُذر پیش ہوگیا اگر کوئی دُنیا کا مقدمہ یا کام ہوتا تو ماسٹر صاحب ہزار دفعہ سماج کے وقت کو چہوڑ دیتے پر سچ تو یہہ ہے کہ سماج کا عذر تو ایک بہانہ ہی تہا اصل موجب تو وُہ گہبراہٹ تہی جو اعتراض کی عظمت اور بزرگی کی وجہ سے ماسٹر صاحب کے دل پر ایک عجیب کام کر رہی تہی - اِسی باعث سے پہلے ماسٹر صاحب نے باتون مین وقت کہویا اور اعتراض کو سُنتے ہوئے ایسے گہبرائے اور کچہہ ایسے مبہوت سے ہوگئے کہ چہرہ پر پریشانی کے آثار ظاہر تہے اور ناکارہ عذرات پیش کرکے یہہ چاہا کہ بغیر تحریر جواب اُٹہہ کر چلے جائین اسی وجہ سے لوگ تحریر جواب سے نا اُمید ہوکر متفرق ہوگئے اور بعض یہہ کہتے ہوئے اُٹہہ گئے کہ اب کیا بیٹہین اب تو بحث ختم ہوگئی آخر ماسٹر صاحب نے طوعاً و کرہاً حاضرین کی شرم سے کچہہ لکہا جسکا آدہا دھڑ تو ماسٹر صاحب کے کاغذ پر اور آدہا اُنکے دل مین ہی رہا بہرحال وُہ اپنے جواب کو اِسی جان کندن مین چہوڑ کر اُٹہہ کہڑے ہوئے - ماسٹر صاحب کو اُٹہتے وقت مین نے یہہ بہی

ایک حصّہ ہے جسکو ہم نے جلسۂ بحث گیارہوین مارچ ۱۸۸۶ء مین ماسٹر صاحب کے
جواب الجواب کے ردّ مین لکہنا چاہا تہا مگر بوجہ عہد شکنی ماسٹر صاحب اور چلے جانے
اُنکے اور برخاست ہوجانے جلسۂ بحث کے لکہہ نہ سکے ناچار حسب وعدہ اب لکہنا پڑا سو
کچہہ اُسمین سے اس جگہ اور کچہہ جیسا کہ مناسب محل و ترتیب ہوگا بعد مین لکہین گے۔
وما توفیقی الّا باللہ ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

مقدّمہ

ماسٹر صاحب نے اسلام کے عقیدہ پر شق القمر کا اعتراض پیش کیا ہے اور اس
اعتراض سے انکا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ آج کل کے نو تعلیم یافتہ لوگ انگریزی
فلسفہ کے پہیلنے کی وجہ سے اُن سب عجائبات سماوی و ارضی کو قانون قدرت کے برخلاف
سمجہتے ہین جن پر اُنکی عقل محیط نہین ہو سکتی اور جنکو اُنہون نے نہ بچشم خود دیکہا اور نہ اپنے
فلسفہ کی کتابون مین اُسکا اثر یا نشان پایا اس لئے ماسٹر صاحب نے یہہ اعتراض پیش
کردیا تا فلسفی طبع لوگ جنکے دل و دماغ پر خیالات فلسفہ غالب آرہے ہین خواہ نخواہ
شق القمر کے محال ہونے مین اُنکے ساتہہ ہان کے ساتہہ ہان ملائین اور گو اُنکی بات کیسی
ہی اوسوری اور بودی ہو مگر بحیثیت کے اتّفاق سے کچہہ آب و رنگ لے ہووے۔ سو

بقیہ حاشیہ کہا کہ اگر آپ اس وقت کسی نوع سے ٹہرنا مصلحت نہین سمجہتے تو مین دو روز اَور اس
جگہ ہون اور اپنا دن رات اسی خدمت مین صرف کرسکتا ہون۔ لیکن اُنہون نے جواب دیا
کہ فرصت نہین۔ اخیر پر ہم یہہ بہی ظاہر کرنا مناسب سمجہتے ہین کہ ماسٹر صاحب جو کچہہ گہر پر
جاکر لکہین گے ہمین کچہہ اطلاع نہین اس لئے ہم اُسکی نسبت کچہہ تحریر کرنے سے معذور ہین
منہ

اوّل ہم یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ شق القمر کا معجزہ اہلِ اسلام کی نظر مین ایسا امر نہین ہے کہ جو مدارِ ثبوتِ اسلام اور دلیلِ اعظم حقانیّت کلام اللّٰہ کا ٹھہرایا گیا ہو بلکہ ہزارہا شواہد اندرونی و بیرونی و صدہا معجزات و نشانون مین سے یہہ بہی ایک قُدرتی نشان ہے جو تاریخی طور پر کافی ثبوت اپنے ساتہہ رکہتا ہے جسکا ذکر آئندہ عنقریب آئیگا سو اگر تمام کُہلے کُہلے ثبوتون سے چشم پوشی کر کے فرض بہی کر لین کہ یہہ معجزہ ثابت نہین ہے اور آئت کے اُس طور پر معنے قرار دین جس طور پر حال کے عیسائی و نیچری یا دوسرے مُنکرینِ خوارق کرتے ہین تو اِس صورت مین بہی اگر کچہہ حرج ہے تو شائد ایسا ہے کہ جیسے بیس کروڑ روپیہ کی جائداد مین سے ایک پیسے کا نقصان ہو جائے۔ پس اِس تقریر سے ظاہر ہے کہ اگر بفرضِ محال اہلِ اسلام تاریخی طور پر اِس معجزہ کو ثابت نہ کر سکین تو اِس عدمِ ثبوت کا اسلام پر کوئی بداثر نہین پہنچ سکتا✝ سچ تو یہہ ہے کہ کلامِ الٰہی نے مسلمانون کو دوسرے معجزات سے بکُلّی بے نیاز کر دیا ہے وُہ نہ صرف اعجاز بلکہ اپنی برکات و تنویرات کے رو سے اعجازِ

✝**حاشیہ** معجزات اور خوارقِ قرآنی چار قسم پر ہین۔ (۱) معجزاتِ عقلیہ (۲) معجزاتِ علمیہ (۳) معجزاتِ برکاتِ روحانیہ (۴) معجزاتِ تصرّفاتِ خارجیہ۔ نمبر اوّل و دو و تین کے معجزات خواصِ ذاتیہ قرآنِ شریف مین سے ہین اور نہائت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہین جنکو ہریک زمانہ مین ہریک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید با جرا کی طرح دریافت کر سکتا ہے لیکن نمبر چار کے معجزات یعنے تصرّفاتِ خارجیہ یہہ بیرونی خوارق ہین جنکو قرآنِ شریف سے کچہہ ذاتی تعلّق نہین انہین مین سے معجزہ شق القمر بہی ہے۔ اصل خوبی اور حُسنِ جمالِ قرآنِ شریف کا پہلے تینون قسم کے معجزات سے وابستہ ہے بلکہ ہر ایک کلامِ الٰہی کا یہی نشانِ اعظم ہے کہ یہہ تینون قسم کے معجزات کسی قدر اُسمین پائے جائین اور قرآنِ شریف مین تو یہہ ہر قسم کے اعجاز اعلیٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہین اور انہین کو قرآنِ شریف بہی بے مثل و مانند ہونے کے اثبات مین بار بار پیش کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ قل

آفرین ہی ہے فی الحقیقت **قرآن شریف** اپنی ذات مین ایسی صفات کمالیہ رکہتا ہے جو
اُسکو خارجیہ معجزات کی کچہہ ہی حاجت نہین - خارجیہ معجزات کے ہونے سے اُسمین کچہہ زیادتی نہین
ہوتی اور نہ ہونے سے کوئی نقص عائدحال نہین ہوتا - اسکا بازار حُسنِ معجزات خارجیہ کے زیور سے
رونق پذیر نہین بلکہ وُہ اپنی ذات مین آپ ہی ہزارہا معجزات عجیبہ وغریبہ کا جامع ہے جنکو ہر ایک زمانہ
کے لوگ دیکہہ سکتے ہین نہ یہہ کہ صرف گذشتہ کا حوالہ دیا جائے - وُہ ایسا ملیح الحُسن محبوب ہے کہ ہر ایک
چیز اُس سے ملکر آرائش پکڑتی ہے اور وُہ اپنی آرائش مین کسی کی آمیزش کا محتاج نہین -

ہمہ خوبانِ عالم را بزیورہا بیارایند — تو سیمین تن چنان خوبی کہ زیورہا بیارائی

پہر ما سوا اِسکے سمجہنا چاہیئے کہ جولوگ شق القمر کے معجزہ پر حملہ کرتے ہین اُنکے پاس صرف یہی ایک
ہتہیار ہے اور وُہ بہی ٹوٹا پہوٹا کہ شق القمر قوانینِ قدرتیہ کے برخلاف ہے اِس لئے مناسب معلوم ہوا
کہ اوّل ہم اُنکے قانونِ قدرت کی کچہہ تفتیش کرکے پہر وُہ ثبوت تاریخی پیش کرین جو اِس واقعہ کی صحت پر

بقیہ حاشیہ لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون
بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنے اِن منکرین کو کہہ دے کہ اگر تمام جن
و انس یعنے تمام مخلوقات اِس بات پر متفق ہوجائے کہ اِس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیئے
تو وُہ ہرگز اِس بات پر قادر نہین ہونگے کہ ایسی ہی کتاب اِنہین ظاہری باطنی خوبیون
کی جامع بنا سکین اگرچہ وُہ ایک دوسرے کی مدد بہی کرین اور پہر دوسرے مقام مین فرماتا
ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئ یعنے اِس کتاب (قرآن شریف) سے کوئی
دینی حقیقت باہر نہین رہی بلکہ یہہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پہر ایک
جگہ فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ یعنے ہم نے یہہ کتاب
(قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پہر فرماتا ہے یتلوا
صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ یعنے قرآن شریف وُہ پاک اوراق ہین جن مین

دلالت کرتے ہین سو جاننا چاہئیے کہ نیچر کے ماننے والے یعنے قانونِ قدرت کے پیرو کہلانے والے اِس خیال پر زور دیتے ہین کہ یہہ بات بدیہی ہے کہ جہانتک انسان اپنی عقلی قوتون سے جان سکتا ہے وُہ بجز قدرت اور قانونِ قدرت کے کچھہ نہین یعنے مصنوعات و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے چارون طرف یہی نظر آتا ہے کہ ہر یک چیز مادی یا غیر مادی جو ہم مین اور ہمارے اِردگرد یا فوق و تحت مین موجود ہے وُہ اپنے وجود اور قیام اور ترتّب آثار مین ایک عجیب سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اُسکی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبھی اُس سے جدا نہین ہوتا۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بناویا بغیر خطا کے اُسی طرح ہوتا ہے اور اُسی طرح پر ہوگا پس وُہی سچ ہے اور اُصول بھی وُہی سچے ہین جو اُسکے مطابق ہین مین کہتا ہون کہ بلاشبہ یہہ سب سچ مگر کیا اِس سے یہہ ثابت ہوگیا کہ قدرتِ الہی کے طریقے اور اُسکے قانون اُسی حد تک ہین جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ مین آچکے ہین اُس سے زیادہ نہین۔ جس حالت مین الہی قدرتون کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری مسئلہ ہے جو اُسی سے نظامِ کارخانۂ

بقیہ حاشیہ تمام آسمانی کتابون کا مغز اور لُبِ لباب بھرا ہوا ہے اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزّلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورة من مثله وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین یعنے اے منکرین اگر تم اُس کلام کے بارہ مین جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھہ شک مین ہو یعنے اگر تم اُسکو خدا کا کلام نہین سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورت جو انہین ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہین سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندہن پتّھر (بُت) اور آدمی ہین یعنے بُت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اُس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہین اگر دُنیا مین بُت پرستی و شرک و بے ایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو وہ آگ بھی افروختہ نہ ہوتی تو گویا اُسکا ایندہن یہی چیزین ہین جو علت موجبہ

الوہیت والبنوۃ اور اُسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے لئے دروازہ کُھلا ہوا ہے تو پھر کس قدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہہ ناکارہ حجت پیش کریں کہ جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وُہ قانونِ قدرت سے بھی باہر ہے بلکہ جس حالت مین ہم اپنے مُونہہ سے اقرار کرچکے کہ قوانینِ قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہین تو پھر ہمارا یہہ اُصول ہونا چاہیئے کہ ہر یک نئی بات جو ظہور مین آوے پہلے ہی اپنی عقل سے بالاتر دیکھہ کر اُسکو ردّ نہ کریں بلکہ خوب متوجہ ہوکر اُسکے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لین اگر وُہ ثابت ہو تو اپنے قانونِ قدرت کی فہرست مین اُسکو بھی داخل کرلین اور اگر وُہ ثابت نہ ہو تو صرف اتنا کہہ دین کہ ثابت نہین مگر اِس بات کے کہنے کے ہم ہرگز مجاز نہین ہونگے کہ وُہ امر قانونِ قدرت سے باہر ہے بلکہ قانونِ قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے یہہ ضرور ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانینِ ازلی و ابدی پر محیط ہوجائین اور بخوبی ہمارا فکر اِس بات پر احاطہ تام کرلے کہ خدا تعالیٰ نے روزِ ازل سے آج تک کیا کیا قدرتین ظاہر کین اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ

بقیہ حاشیہ اُسکے افروختہ ہونے کی ہین اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے ولو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون یعنے یہہ قرآن جو تم پر اوتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اوتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوفِ الٰہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہوجاتا اور یہہ مثالین ہم اِسلئے بیان کرتے ہین کہ تا لوگ کلامِ الٰہی کی عظمت معلوم کرنے کے لئے غور اور فکر کرین - یہہ تو قرآن شریف مین اُن اعجازی کمالات کا ذکر ہے جو خود اُسکے نفس نفیس مین پائے جاتے ہین لیکن باایں ہمہ تصرفاتِ خارجیہ کے اعجاز بھی قرآنِ شریف مین بکثرت درج ہین اور اِس قسم کے معجزات جمالِ قرآنی کے لئے بطور اُس زیور کے ہین جو خوبون کو پہنایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کے محتاج نہین گو اُس سے حُسن کی آب و تاب کسی قدر اور بڑھ جاتی ہے - اِس جگہ واضح رہے کہ تصرفاتِ خارجیہ کے معجزات قرآنِ شریف مین کئی نوع

مین کیا کیا قدرتین ظاہر کریگا - کیا وہ جدید در جدید قدرتون کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کوہلو کے بیل کی طرح انہین چند قدرتون مین مقیّد اور محصور رہیگا جنکو ہم دیکھہ چکے ہین اور جن پر ہمارا بخوبی احاطہ ہے اور اگر انہین مین مقیّد اور محصور رہیگا تو باوجود اسکے غیر محدود الوہیّت اور قدرت اور طاقت کے یہہ مقیّد اور محصور رہنا کس وجہ سے ہوگا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتون کے دکھلانے سے عاجز آئیگا یا کسی دوسرے قاسر نے اُسپر جبر کیا ہوگا یا اُسکی خدائی کو انہین چند قسم کی قدرتون سے قوّت پہنچتی ہے اور دوسری قدرتون کے ظاہر کرنے سے اُسپر زوال آتا ہے بہرحال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدرتون کو غیر محدود مانتے ہین تو یہہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اُسکی قدرتون پر احاطہ کرنے کی اُمید رکھین کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ مین محدود ہو سکین تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہین اور اِس صورت مین نہ صرف یہہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے ازلی وابدی کی [illegible] کا حد بست کرنے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بھاری نقص یہہ بھی ہے کہ اُس کی

بقیہ حاشیہ مندرج ہین ایک نوع تو یہی کہ جو دُعائے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرّف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا - دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جنابِ ممدوح کی دُعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہان تک کہ لوگون نے ہڈیون کو پیس کر کہایا - تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو شرِّ کفّار سے محفوظ رکہنے کے لئے بروزِ ہجرت کیا گیا یعنے جبکہ کفّار مکّہ نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جل شانہٗ نے اپنے اُس پاک نبی کو اِس بد ارادہ کی خبر دیدی اور مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پہر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدہ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سختی گرمی کے دن تہے جب یہہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اُس مصیبت کی حالت مین جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ایک ناگہانی طور پر اپنے

قدرتون کے محدود ہونے سے وُہ خود ہی محدود ہو جائیگا اور پہر یہہ کہنا پڑیگا کہ جو کُچہہ خدا تعالیٰ کی حقیقت اور کُنہہ ہے ہم نے سب معلوم کرلی ہے اور اُسکے گہراؤ اور تہ تک ہم پُہنچ گئے ہین اور اس کلمہ مین جس قدر کُفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بہری ہوئی ہے وُہ ظاہر ہے حاجت بیان نہین سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانونِ قُدرت خیال کرلینا اور اُسپر غیر متناہی سلسلۂ قُدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کے نئے اسرار کُہلنے سے نا اُمید ہو جانا اُن پست نظرون کا نتیجہ ہے جنہون نے خدائے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئے شناخت نہین کیا اور جو اپنی فطرت مین نہایت منقبض واقعہ ہوئے ہین یہانتک کہ ایک کنوئین کی مینڈک ہوکر یہہ خیال کر رہے ہین کہ گویا ایک سمندر ناپیداکنا

بقیہ حاشیہ قدیمی شہر کو چہوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیّت سے چارون طرف سے اُس مبارک گہر کو گہیر لیا تب ایک جانی عزیز جسکا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تہا جانبازی کے طور پر آن حضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے مُونہہ چہپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفون کے جاسوس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے نکل جانے کی کچہہ تفتیش نہ کرین اور اُسی کو رسول اللہ سمجہہ کر قتل کرنے کے لئے ٹہرے رہین۔ کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند ؛ عشق است کہ این کار بصد صدق کناند سو جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے اُس وفادار اور جان نثار عزیز کو اپنی جگہ چہوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد اُن نالائق بد باطن لوگون نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ مین کسی جگہ پاکر قتل کر ڈالین اُس وقت اور اُس مصیبت کے سفر مین بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور ولی دوست کے اَور کوئی انسان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ نہ تہا ہان ہر وقت اور نیز اُس پُرخطر سفر مین وُہ مولیٰ کریم ساتہہ تہا جس نے اپنے اُس کامل وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کے لئے دُنیا مین بہیجا تہا سو اُس نے اپنے اُس پیارے بندہ کو محفوظ رکہنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرّفات اُس راہ مین دکہلائے

پر اُنکو عبور ہوگیا ہے تمام خوشیاں عارفوں کی اور تمام راحتیں غمزدوں کی اسیمیں ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا کنارہ لایدرک ہے میں یہہ نہیں کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت عقلی یا آزمائشی یا تاریخی کسی نئی بات کو مان لو کیونکہ اِس عادت سے بہت سے رطب یابس کا ذخیرہ اکٹھا ہو جائیگا بلکہ میں

بقیہ حاشیہ جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں منجملہ اُنکے ایک یہہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آن حضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اسکا ذکر کیا ہے اُن سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آن حضرت اُنکے سروں پر خاک ڈالکر چلے گئے - از ان جملہ ایک یہہ کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کے لئے یہہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اُس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھہ نہ سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جسنے اُسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دے دیئے اور اسی طرح اذنِ الٰہی سے عنکبوت نے اُس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دہوکا میں پڑکر ناکام واپس چلے گئے ازانجملہ ایک یہہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پکڑنیکے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا جب وہ اتفاقاً آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بددعا سے اُسکے گھوڑے کے چاروں سم بہمیروں دہس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا - چوتھی وہ تصرفِ اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر چڑہائی کی تا مسلمانوں کو جو اسی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کر دیں اور دینِ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جل شانہٗ نے جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈال دیا اور اُنکے لشکر کو شکست فاش ہوئی

یہہ کہتا ہون کہ خدائے ذوالجلال کی تعظیم کرکے اُسکے نئے کامون کی نسبت (جو تمہاری محدود نظرون مین نئے دکہائی دیتے ہین) بیجا ضد ہی مت کرو کیونکہ جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون خدا تعالی کی عجائب قدرتون اور دقائق حکمتون اور پیچ در پیچ اسرارون کے ابہی تک انسان نے بکلّی حد بست نہین کی

بقیہ حاشیہ اور خدا تعالی نے اُن چند کنکریون سے مخالفین کے بڑے بڑے سردارون کو سراسیمہ اور اندہا اور پریشان کرکے وہین کہا اور اُنکی لاشین اُنہین مقامات مین گرائین جنکے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے الگ الگ نشان تبلا رکہے تہے۔ ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات وتصرّفات الہیہ کا (جو خارق عادت ہین) قرآن شریف مین ذکر ہے جنکا ماحصل یہہ ہے کہ کیونکر اللہ تعالی نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت مین مبعوث کرکے پہر ایک نہایت قلیل عرصہ مین جو تیس برس سے بہی کم تہا ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام ومصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تہوڑے ہی عرصہ مین فتوحات کو جزیرۂ نماء عرب سے لیکر دریاے جیحون تک پہیلایا اور ان ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیش گوئی قرآن شریف مین خبر دی اُس حالت بے سامانی اور پہر ایسی عجیب وغریب فتحون پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزون نے بہی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا مین پہیلا ہے اسکی نظیر صفحۂ تواریخ دنیا مین کسی جگہ نہین پائی جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اُسی کو دوسرے لفظون مین خارق عادت بہی کہتے ہین غرض قرآن شریف مین تصرفات خارجیہ کا ذکر بہی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ ذرا نظر کہولکر دیکہو تو اُس پاک کلام کا ہر یک مقام تائیدات الہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کہینچ کر دکہلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اوّل حالت مین ایک خورد تخم کی طرح دنیا مین بویا گیا اور پہر وہ تہوڑے ہی عرصہ مین جو خارق عادت ہے کیسا بزرگ وعظیم القدر

اور نہ آگے کو اُسکی لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی ہے کہ اُس مالک الملک کے وراء الوراء بھیدون کے ایک چھوٹے سے رقبہ زمین کی طرح پیمائش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احاطہ کرنیکا دم مار سکے مجھے اُن صاف باطن لوگون کے آگے منطقی دلائل کی حاجت نہین جو اپنے اُس پیارے

بقیہ حاشیہ ہو کر اکثر حصہ دُنیا مین پھیل گیا اور ہر ایک موقعہ پر کیا کیا عجیب تائیدات الہٰیہ اُسکی حالت مین ظہور مین آتی رہین - اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہین) اسی قدر کافی سمجھ کر اُن معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہین جو قرآنِ شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہین اور اُسکی بطنی اور نفسی خاصیتین ہین کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی شہود اور وجود کے قوی الاثر ہین جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھون سے دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک منصف کی نظر مین بالضرورت قابل یقین ٹھہر سکتے ہین - سو اوّل جاننا چاہئیے کہ معجزہ عادت الہٰیہ مین سے ایک ایسی عادت یا یون کہو کہ اُس قادرِ مطلق کے افعال مین سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارقِ عادت کہنا چاہئیے پس امر خارقِ عادت کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ جو پاک نفس لوگ عام طریق و طرزِ انسانی سے ترقی کر کے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قُربِ الہٰی کے میدانون مین آگے قدم رکھتے ہین تو خدا تعالیٰ حسبِ حالت اُنکے ایک ایسا عجیب معاملہ اُن سے کرتا ہے کہ وُہ عام حالاتِ انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر خارقِ عادت دکھائی دیتا ہے اور جسقدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابون کو پھاڑ کر عرصاتِ عشق و محبت مین دور تر چلا جاتا ہے اُسی قدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تابان ظہور مین آتے ہین - جب تزکیہ نفس انسانی کمالِ تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اُسکا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبتِ الہٰی سے بھر جاتا ہے تو اُسکے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات

مالک سے دلی محبت رکھتے ہین کیونکہ مین جانتا ہون کہ خود اُنکو وہی اُنکی سچی محبت یہہ طریق
ادب سکھا دیگی کہ ذات جامع الکمالات حضرت احدیت کے علم کے ساتھہ اپنے محدود علم کو برابر
جاننا اور اُسکی ازلی ابدی قُدرتون کو اپنے مشاہدات یا معلومات سے زیادہ نہ سمجھنا بہت بُرا

بقیہ حاشیہ

ومعاملات واخلاق جو انتہائی درجہ پر اُس سے صادر ہوتے ہین وہ سب خارقِ عادت ہی ہوجاتے ہین سو بمقابل اُسکے ایسا ہی معاملہ باریتعالیٰ کا بھی اُس مبدّل تام سے بطور خارقِ عادت ہی ہوتا ہے سو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبدّل تام اور سید المبدّلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادرِ مطلق نے اپنے ہاتھہ سے صاف کیا تہا اس لئے تمام سراپا وجود اُنکے کا حقیقت مین معجزہ ہی تہا اور ضرور تہا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوا تہا وہ بہ باعثِ تبدّلِ تام اُسکے غائت درجہ کا خارقِ عادت ہوتا جس سے تمام اوّلین آخرین کی نظرین خیرہ رہجاتین کیونکہ اگرچہ کلام الٰہی فی ذاتہٖ کلامِ انسانی سے ایسا ہی ممیّز ہے جیسا خدا انسان سے تمیزِ تام رکھتا ہے لیکن باوجود اسکے فیضانِ وحی حسبِ استعداد وحالتِ صفوت واخلاق فاضلہ وملکاتِ صالحہ وحی یاب ہوا کرتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف مین پایا جاتا ہے یعنے یہہ کہ وُہ پاک کلام بہت سے فرشتون کی حفاظت کے ساتھہ اُترا ہے۔ سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی ہین مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتین اور شوق وذوق سے بہری ہوئی واردتین اور دردِ دل اور جوشِ محبت اور صدق وصفا وتبتّل ووفا وتوکل ورضا ونیستی وفنا اور شورشہاے عشقِ مولیٰ ایک قسم کے فرشتے ہی ہین جو قادرِ مطلق نے اپنے اُس محبوب افضل الرسل کے وجود مین اکمل واتم طور پر پیدا کئے تھے اور پہر اُسی کے اتباع سے ہریک مومنِ کامل کے دل مین بھی باذنہٖ تعالیٰ پیدا ہوجاتے ہین اور اگرچہ عام مومنون مین بھی جو ابھی حالتِ کمالیہ تک نہین پہنچے اُنکا

اور نالائق خیال ہے جو ادب اور تعظیم اور عجز اور عبودیت کی حقیقت سے نہایت دور پڑا ہوا ہے لیکن
مین اُن خشک فلسفیون کو جو عشقِ الٰہی اور اُسکی بزرگ ذات کی قدر شناسی سے غافل ہین
جہانتک مجھے طاقت عقلی دی گئی ہے بدلائلِ شافیہ راہِ راست کی طرف پھیرنا چاہتا ہون کیونکہ

بقیہ حاشیہ

تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کی طرح ہے جو افروختہ ہو کر آگ کا کام نہین
دے سکتی جیسے ظاہر ہے کہ انڈا مرغ کا قائم مقام نہین ہوسکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے،
اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جان کنی اور محنت اور مدّت
تک زمین کھودنے کے وہ پانی نکل نہین سکتا اسی طرح آتشِ شوقِ الٰہی جب تک
اپنے کمال اشتعال کی حالت مین نہ آئے تب تک اُسکے فوائد مترتّب نہین ہوسکتے
لیکن جب وہ کامل طور پر افروختہ ہوجاتی ہے اور چارون طرف سے بھڑک اُٹھتی
ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کے لئے فرشتون کا کام دیتی ہے اور
ملائک حفاظت مین شمار کی جاتی ہے۔ پاک اعمال اور پاک حالتین اور پاک واردتین اور
پاک جوش اور پاک ارادہ اور پاک جذبہ اور پاک اخلاقی ظہور جب اپنے اشتعال اور کمال کی حالت
مین ہون تو اُن نیک اور ہوشیار چوکیدارون کی طرح ہین جو اپنے مالک کے محل
کے دروازون پر چارون طرف دن رات پہرہ کے لئے کھڑے رہتے ہین سو ہرچند
اُس محل کے سارے دروازے کھلے ہین (یعنے ہر ایک قسم کی قوتین اور استعدادین)
مگر بباعثِ تقیّدِ محافظین بجز سرد ہوا اور محبوب چیزون کے کوئی نابکار چیز اندر نہین
جا سکتی اور اگر کتّا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مار کھاتا ہے
لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہین مگر دروازون پر کوئی نیک و ہوشیار
چوکیدار نہین گو اُسمین ٹھنڈی ہوا اور اچھی چیزین بھی داخل ہوتی ہین مگر ایسے
گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہین اور کتّے اُسکی چیزون کو پلید کرتے رہتے ہین سو یہہ

مین دیکھتا ہون کہ اُنکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہوگئی ہے اور اُنکی سچی آزادی اور ضعف ایمان نے بہت ہی برا اثر اُنکے ارادت باطنی اور اُنکی دینی اولوالعزمی اور اُنکی اندرونی حالت پر ڈالا ہے اور عجیب طور پر اُنہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا دیا ہے مذہب وہ چیز ہے جسکی برکات کی اصل جزو ایمان و اعتبار حُسن

بقیہ حاشیہ

گہرخرابی کی حالت مین رہتا ہے پس جس جگہ صفوت وعصمت وتبتل ومحبت کامل و تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اُس جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر آمیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہین اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہین اور جس جگہ یہہ مرتبہ کمال تام کا نہین اُس جگہ وحی بھی اُس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے غرض وحی الہی ایک ایسا آئینہ ہے جس مین خدائیتعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری وعصمت وحیا وصدق وصفا و توکل و وفا اور عشق الہی کے تمام لوازم مین سب انبیا سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہٗ نے اُنکو عطر کمالات خاصّہ سے سب سے زیادہ معطّر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اِسی لائق ٹھہرا کہ اُس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیون سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اُسکی تیز شعاعون اور شوخ کرنون کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہین سکتا جو پہلے ہی سے اُسمین درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہین کرسکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہین سکتی جیسے قوی اثر

اعتقاد و حسنِ ظن و اطاعت و اتباعِ مخبرِ صادق و کلامِ الٰہی ہے لیکن وہ لوگ اپنے غلط فلسفہ کی وجہ سے مذہب کی حقیقت کچھہ اَور ہی سمجھہ رہے ہین سو انہین لازم ہے کہ تعصب اور خود پسندی کے شور و غوغا سے اپنے تئین الگ کر کے سیدہی نظر اور سیدہے خیال سے اِس سوال پر غور کرین کہ ایمان کیا شیئے ہے اور اُسپر

بقیہ حاشیہ پُر برکت اثر لاکہون دلون پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلا شبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مُصفّا آئینہ ہے جس مین سے وہ سب کچھہ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔

اور جیسا کہ ہم عنوان اِس حاشیہ پر لکھہ چکے ہین معرفت حقانی کے عطا کرنے کے لئے تین دروازے قرآن شریف مین کہلے ہوئے ہین ایک عقلی یعنے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کے لئے جہانتک علومِ عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اِس استدلال کے ضمن مین صناعت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علومِ طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقائق فلسفیہ و طریق جدل و مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزون طور پر بیان کیا جس سے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کہلتا ہے پس یہہ طرزِ بیان جو فوق العادت ہے از قسم اعجازِ عقلی ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہون نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھہ طبعی اور ہیئت مین کوشش و مغززنی کی وہ بباعث نقصانِ عقل اپنے اُن علوم سے اپنے دین کو مدد نہین دے سکے اور نہ اپنی غلطیون کی اصلاح کر سکے اور نہ اَورون کو فائدہ دینی پہنچا سکے بلکہ اکثر اُنکے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض اُن مین سے کسیقدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اُنہون نے ضلالت کو صداقت کے ساتہہ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتہہ مخلوط

ثواب مترتب ہونے کی کیون امید کیجاتی ہے سو جاننا چاہیئے کہ ایمان اُس اقرار لسانی و تصدیق قلبی سے مُراد ہے جو تبلیغ و پیغام کسی نبی کی نسبت محض تقویٰ اور دور اندیشی کے لحاظ سے صرف نیک ظنی کی بنیاد پر یعنے بعض وجوہ کو معتبر سمجھکر اور اُس طرف غلبہ اور رجحان پاکر بغیر انتظار کامل اور قطعی ثبوت

بقیہ حاشیہ

کر کے راہ راست کو چھوڑ دیا۔ پس یہہ الہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جسکے استدلال مین کوئی غلطی نہین اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے کہ کبھی کسی انسان نے نہین لی اور اسکے ثبوت کے لئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عزاسمہ اور اُسکی توحید و خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات مین بیان قرآن شریف کا ایسا محیط و حاوی ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کرسکے اگر کسی کو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عزاسمہ یا اُسکی توحید یا اُسکی خالقیت یا کسی دوسری الہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے تا با بالمقابل قرآن شریف مین سے وہی دلائل یا اُن سے بڑھ کر اُسکو دکھلائے جائین جس کے دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ وار ہین غرض یہہ دعویٰ اور یہہ تعریف قرآنی لاف وگزاف نہین بلکہ حقیقت مین حق ہے اور کوئی شخص عقائد حقہ کے اثبات مین کوئی ایسی دلیل پیش نہین کر سکتا جس کے پیش کرنے سے قرآن شریف غافل رہا ہو قرآن شریف با واز بلند بیسون جگہ اپنے احاطہ تامہ کا دعویٰ پیش کرتا ہے چنانچہ بعض آیات اُن مین سے ہم اس حاشیہ مین درج بھی کر چکے ہین سو اگر کوئی طالب حق آزمائش کا شائق ہو تو ہم اُسکی تسلی کامل کرنے کے لئے مستعد اور تیار اور ذمہ وار ہین مگر افسوس تو یہہ ہے کہ اس پُرغفلت اور لاپروائی اور بے قدری کے زمانہ مین ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہین جو صدق دلی سے طالب حق ہوکر اس خاصیت عظمیٰ و معجزہ کبریٰ کی آزمائش چاہین بلکہ وہ اسی مین اپنی سرخروئی سمجھ لیتے ہین کہ بات کو

واشگاف ثبوت کے دلی انشراح سے قبولیت وتسلیم ظاہر کیجائے لیکن جب ایک خبر کی صحت
پر وجوہ کاملہ قیاسیہ اور دلائل کافیہ عقلیہ مل جائین تو اُس بات کا نام ایقان ہے جسکو دوسرے
لفظون مین علم الیقین بہی کہتے ہین اور جب خدا تعالیٰ خود اپنے خاص جذبہ اور موہبت سے خارق عادت

بقیہ حاشیہ

سُنتے ہی انکار کردین لیکن ظاہر ہے کہ صرف اِس بات کے کہنے سے کہ ہم نہین مانتے
یا ہم اسکو خلاف عقل یا خلافِ قانونِ قُدرت سمجھتے ہین امر متنازعہ فیہ انفصال نہین
پاتا اور صداقت پسندون کا یہہ طریق ہرگز نہین - ایک شخص کو ایک امر متنازعہ
فیہ کے اثبات کے لئے میدان مین کہڑے دیکہہ کر اور آواز پر آواز مارتے سُنکر پہر
اُسکی طرف رُخ نہ کرین اُسے آزما کر نہ دیکہہ لین اور دور بیٹھے یون ہی کہتے رہین کہ اسکی
یہہ باتین جہوٹ اور بے اصل ہین کیا یہہ شیوہ کسی واقعی راست باز کا ہوسکتا ہے
ہرگز نہین ہرگز نہین دوسرا دروازہ معرفتِ الٰہی کا جو قرآن شریف مین نہایت وسیع طور
پر کُہلا ہوا ہے دقائق علمیہ ہین جسکو بوجہ خارقِ عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا
چاہئے وُہ علوم کئی قسم کے ہین اوّل علم معارف دین یعنے جس قدر معارف عالیہ دین
اور اُسکی پاک صداقتین ہین اور جس قدر نکات ولطائف علمِ الٰہی ہین جن کی اِس
دُنیا مین تکمیلِ نفس کے لئے ضرورت ہے ایسا ہی جس قدر نفس امّارہ کی بیماریان
اور اُسکے جذبات اور اُسکی دوری یا دائمی آفات ہین یا جو کچہہ اُنکا علاج اور اصلاح کی
تدبیرین ہین اور جسقدر تزکیہ وتصفیہ نفس کے طریق ہین اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے
انتہائی ظہور کی علامات وخواص ولوازم ہین یہہ سب کچہہ باستیفائے تام فُرقانِ مجید
مین بہرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ
یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستشِ الٰہی کا نکال نہین سکتا جو اُس پاک کلام
مین درج نہ ہو - دوسرے علم خواص روح وعلم نفس ہے جو ایسے احاطہ تام سے اُس

کے طور پر انوار ہدایت کھولے اور اپنے آلاء و نعماء سے آشنا کرے اور لدُنّی طور پر عقل اور علم عطا فرماوے اور ساتھ اُسکے ابواب کشف اور الہام بھی منکشف کرکے عجائبات الوہیّت کا سیر کراوے اور اپنے محبوبانہ حُسن و جمال پر اطلاع بخشے تو اِس مرتبہ کا نام عرفان ہے جسکو دوسرے

بقیہ حاشیہ کلام معجز نظام مین اندراج پایا ہے کہ جس سے غور کرنیوالے سمجھہ سکتے ہین کہ بجز قادرِ مطلق کے یہہ کسی کا کلام نہین - تیسرے علم مبدء و معاد و دیگر امورِ غیبیہ جو عالم الغیب کے کلام کا ایک لازمی خاصّہ ہے جس سے دلون کو تسلّی و تشفّی ملتی ہے اور غیب دانی خدائے قادرِ مطلق کی مشہودی طور پر ثابت و متحقّق ہوتی ہے یہہ علم اِس تفصیل اور کثرت سے قرآنِ شریف مین پایا جاتا ہے کہ دُنیا مین کوئی دوسری کتاب اِسکا مقابلہ نہین کرسکتی پہر علاوہ اُسکے قرآنِ شریف نے تائیدِ دین مین اور اور علوم سے بھی اعجازی طور پر خدمت لی ہے اور منطق اور طبعی اور فلسفہ اور ہیئت اور علم نفس اور طبابت اور علمِ ہندسہ اور علمِ بلاغت و فصاحت وغیرہ علوم کے وسائل سے علمِ دین کا سمجھانا اور ذہن نشین کرنا یا اُسکا تفہیم درجہ بدرجہ آسان کردینا یا اُسپر کوئی برہان قائم کرنا یا اُس سے کسی نادان کا اعتراض اُٹھانا مدِّ نظر رکھا ہے غرض طفیلی طور پر یہہ سب علوم خدمتِ دین کے لئے بطور خارقِ عادت قرآنِ شریف مین اِس عجیب طرز سے بھرے ہوئے ہین جنسے ہریک درجہ کا ذہن فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور اگرچہ دلی جوش اِس عاجز کا اِس بات کی طرف دامن دل کھینچ رہا ہے کہ اِن سب علوم مین سے دو دو تین تین مسائل علمی جو قرآنِ شریف مین درج ہین نمونہ کے طور پر اِس جگہ لکھے جائین اور کچھہ براہینِ عقلیہ بھی جو اُس پاک کلام مین اثباتِ اُصولِ دین کے لئے اندراج پائے ہین تحریر ہون لیکن چونکہ یہہ سب بیانات طوالت طلب ہین اور رسالہ ہذا بوجہ قلیل الحجم ہونے کے اُنکی برداشت نہین کرسکتا اور کتاب **براہین احمدیہ** خود اِن سب باتون کے متکفل ہے اسلئے خوفِ اطناب سے ترک کردیا گیا طالبینِ حق انشاءالله تعالیٰ براہین احمدیہ مین اِن

لفظون مین عین الیقین اور ہدایت اور بصیرت کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور جب
ان تمام مراتب کی شدّت اثر سے عارف کے دِل مین ایک ایسی کیفیّت حالی عشق اور محبّت کے
باذنہ تعالیٰ پیدا ہو جائے کہ تمام وجود عارف کا اُسکی لذّت سے بھر جائے اور آسمانی انوار اُس کے

بقیہ حاشیہ

سب مقاصد کو پالین گے مگر اِس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ اگرچہ یہہ علوم
کبھی طور پر بھی لوگ حاصل کرتے ہین لیکن ایک اُمّی محض جو سخت تاریکی اور جہالت
کے زمانہ مین ایک جنگلی مُلک مین پیدا ہوا جس نے مکتب مین ایک حرف نہ پڑھا اور فلاسفہ
سے کبھی مخالطت نہ ہوئی اور منطق اور طبعی اور ہیئت اور علم نفس وغیرہ کا اپنی پُرجہالت
مُلک مین نام بھی نہ سُنا اُس سے یہہ چشمۂ فیض کامل اور صحیح طور پر جوش مارنا ایسا کہ کوئی
فلسفی اُس پر سبقت نہ لیجا سکے یہ بداہتِ عقل خارقِ عادت ہے۔ جو شخص بالکل
اَن پڑھ ہو کر ایسے بے مثل طور پر حقائقِ عالیہ فلسفہ وطبعی وہیئت وعلم خواص روح
ومعارفِ دین بغیر کسی کے سکہائے اور پڑہائے کے بیان کرے تو اُسکے معجزہ ہونے
مین کسی دانا اور مُنصف مزاج کو تامّل نہین ہو سکتا۔ تیسرا دروازہ معرفتِ الٰہی کا جو
قُرآن شریف مین اللہ جل شانُہ نے اپنی عنایتِ خاص سے کہول رکہا ہے برکاتِ
روحانیہ ہین جنکو اعجازِ تاثیری کہنا چاہئیے۔ یہہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہین ہو گی
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما مُلک ہے جسکو عرب
کہتے ہین جو دوسرے ملکون سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی مین پڑا
رہا ہے۔ اِس مُلک کا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور
درندون کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر
محض ہونا اور سینکڑون برسون سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات مین ڈوبے
چلے آنا اور عیّاشی اور بدمستی اور شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے

دل پر بکلی احاطہ کرکے ہر یک ظلمت وقبض وتنگی کو درمیان سے اُٹھا دین یان تک کہ بوجہ کمال رابطۂ عشق ومحبت وبباعث انتہائی جوش صدق وصفا کی بلا اور مصیبت بہی محسوس اللذت ومدرک الحلاوت ہو تو اس درجہ کا نام اطمینان ہے جسکو دوسرے لفظون مین حق الیقین اور فلاح اور

بقیہ حاشیہ

طریقون مین انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزاقی اور خون ریزی اور دختر کشی اور یتیمون کا مال کہا جانے اور بیگانہ حقوق دبالینے کو کچہہ گناہ نہ سمجہنا غرض ہر یک طرح کی بُری حالت اور ہر یک نوع کا اندہیرا اور ہر قسیم کی ظلمت وغفلت عام طور پر تمام عربون کے دلون پر چہائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہورہ ہے کہ کوئی متعصب مخالف بہی بشرطیکہ کچہہ واقفیت رکہتا ہو اس سے انکار نہین کر سکتا اور پہر یہہ امر بہی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام مین داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنیکے بعد کیسے ہوگئے اور کیونکر تاثیرات کلام الہی اور صحبت نبی معصوم نے بہت ہی تہوڑے عرصہ مین اُنکے دلون کو یک لخت ایسا مُبدل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالامال ہوگئے اور محبت دنیا کے بعد الہی محبت مین ایسے کہوئے گئے کہ اپنے وطنون اپنے مالون اپنے عزیزون اپنی عزتون اپنی جان کے آرامون کو اللہ جل شانہ کے راضی کرنے کے لئے چہوڑ دیا۔ چنانچہ یہہ دونون سلسلے اُنکی پہلی حالت اور اُس نئی زندگی کے جو بعد اسلام اُنہین نصیب ہوئے قرآن شریف مین ایسی صفائی سے درج ہین کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑہنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے پس وہ کیا چیز تہی جو اُنکو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کہینچ کرلے گئے وہ دو ہی باتین تہین ایک یہہ کہ وہ نبی معصوم اپنی قوت قدسیہ مین نہایت ہی قوی الاثر تہا ایسا کہ نہ کبہی ہوا اور نہ ہوگا دوسری خدائے قادر مطلق حی قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب

نجات سے بھی تعبیر کرتے ہین مگر یہہ سب مراتب ایمانی مرتبہ کے بعد ملتے ہین اور اُسپر مترتب ہوتے ہین جو شخص اپنے ایمان مین قوی ہوتا ہے وُہ رفتہ رفتہ اِن سب مراتب کو پا لیتا ہے لیکن جو شخص ایمانی طریق کو اختیار نہین کرتا اور ہریک صداقت کے قبول کرنے سے اوّل قطعی اور یقینی

بقیہ حاشیہ

تاثیرین نہین کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزارون ظلمتون سے نکالکر نور کی طرف لے آئین بلاشبہ یہہ قرآنی تاثیرین خارقِ عادت ہین کیونکہ کوئی دُنیا مین بطور نظیر نہین بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی کون اِس بات کا ثبوت دیسکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل و اصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی وید تو خود تہیدست ہے اور ایک شخص بھی ثابت نہین ہو سکتا کہ جو کبھی اور کسی زمانہ مین بذریعہ تاثیرات وید کمالاتِ باطنی تک پہنچا ہو اور اسقدر تو وید کے پیرو خود اقرار کرتے ہین کہ صرف وید کے چار رشی کمال تک پہنچے ہین وبس مگر چار کا کامل ہونا بھی بے ثبوت ہے سچ تو یہہ ہے کہ وید کے ماننے والون کو کبھی اسقدر بھی نصیب نہین ہوا کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مان کر مبدء جمیع فیوض کا سمجھین اور اُسی کے کامل القُدرت ہاتھ کو ہریک وجود کا موجد قرار دین اور اُسکے بھائی بند نہ بن بیٹھین اگر کوئی شخص اِس بات کو بُرا مانین تو اُسی کی گردن پر ہے کہ تاثیرات طیبہ وید کو ثابت کرکے دکہلا دے اور اُن الزامون کو اُسکے سر پر سے اُٹھا دے جن سے ہندؤن کے پرمیشر کی کچھ بھی عزت باقی نہ رہی ہمین وید سے کوئی بے وجہ عناد نہین مگر ہم سچ سچ کہتے ہین اور ہم اپنے خُدائے قادرِ مُطلق کو گواہ رکھ کر بیان کرتے ہین کہ ہمارا اور کسی خدا ترس کا دلی انصاف اِس بات کو ہرگز قبول نہین کر سکتا کہ جس کامل ذات کے برکت وجود سے ذرہ ذرہ قائم ہے اور جو تمام دُنیا کا مالک کہلاتا ہے اُسکی بادشاہی صرف دوسرون کے سہارے سے چلی آتی ہے نہ اپنی قدرت خاصہ سے اور تمام روحین اور اجسام یون ہی اتّفاق اور قسمت سے اُسکو مل گئے ہین نہ آپ پیدا کر نیسے اور اُسکی خدائی اتّفاقی ہے نہ حقیقی لا اب وید سے مونہہ پھیر کر قرآن شریف کی طرف دیکھنا چاہئے کہ کیسی پاک تاثیرین دکہتا ہے

اور نہائت واشگاف ثبوت مانگتا ہے ؟ سکی طبیعت کو اس راہ سے کچھ مناسبت نہین اور وُہ اس لائق ہرگز نہین ہوسکتا کہ اُس قادر غنی بے نیاز کے فیوض حاصل کرے عادت اللہ قدیم سے اسی طرح پر جاری ہے اور یہہ اس فن علم الٰہی کا نہائت باریک نکتہ ہے جسپر سعادت منداون کو

بقیہ حاشیہ

لاکہون مُقدّسون کا یہہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دلپر نازل ہوتی ہین اور ایک عجیب پیوند مولی کریم سے ہوجاتا ہے خدا تعالیٰ کے انوار و الہام اُنکے دلون پر اُترتے ہین اور معارف اور نکات اُنکے مُونہہ سے نکلتے ہین ایک قوی توکّل اُنکو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین اُنکو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذّت وصال سے پرورش یاب ہے اُنکے دلون مین رکہی جاتی ہے اگر اُنکے وجودون کو ہاون مصائب مین پیسا جائے اور سخت شکنجون مین دیکر نچوڑا جائے تو اُنکا عرق بجز حُب الٰہی کے اور کچہہ نہین دُنیا اُن سے ناواقف اور وہ دُنیا سے دور تر و بلند تر ہین خدا کے معاملات اُن سے خارق عادت ہین اُنہین پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے اُنہین پر کہلا ہے کہ ایک ہے جب وُہ دُعا کرتے ہین تو وُہ اُنکی سُنتا ہے جب وہ پکارتے ہین تو وُہ اُنہین جواب دیتا ہے جب وُہ پناہ چاہتے ہین تو وہ اُنکی طرف دوڑتا ہے وہ باپون سے زیادہ اُن سے پیار کرتا ہے اور اُنکی در و دیوار پر برکتون کی بارش برساتا ہے پس وہ اُسکی ظاہری و باطنی و روحانی وجسمانی تائید۔ ون سے شناخت کئے جاتے ہین اور وہ ہر یک میدان مین اُنکی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکے اور وُہ اُسکے ہین یہہ باتین بلا ثبوت نہین اور ہم عنقریب رسالہ سراج منیر مین انشاءاللہ القدیر ایک کہلا کہلا ثبوت اسکا دکہلائین گے لیکن ہم اِس جگہ یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ کسی دوسرے دین مین یہہ برکتین ہرگز نہین وید نے اگر آریون کے دلون پر کچہہ اثر ڈالا ہے تو وُہ صرف گالیان اور دشنام دہی ہے تمام مُقدّسون کو فریبی کہنا سب پاک

غور کرنی چاہئے کہ ہمیشہ ثواب اور فیضان سماوی ایمان پر ہی مترتب ہوتا ہے۔ اِس راہ کا سچّا فلسفہ یہی ہے کہ انسان دین قبول کرنے کی ابتدائی حالت میں اُس بے نیاز مُطلق اور اُسکی قُدرت اور اُسکے وعدہ وعید اور اُسکے اخبار و اسرار کے ماننے میں لنبے لنبے انکاروں سے مجتنب رہے کیونکہ ایمانی صورت کے قائم رکھنے کے لئے (جسپر تمام ثواب وابستہ ہے) ضرور تھا کہ خُدا تعالیٰ اُمورِ ایمانیہ کو ایسا منکشف نہ کرتا کہ وہ دوسرے بدیہیات کی طرح ہریک عام اور خاص کی نظر میں مسلّم الوجود ہوجاتی ہیں ہاں یہ تو سچ ہے کہ انسان مُکلّف بوجہ عقل ہے نامعقول باتوں کو مان نہیں سکتا اور نہ در حالت انکار قابلِ الزام ٹھہرتا ہے لیکن خُدا تمہیں ہدائت کرے تُم خوب سوچ لو کہ خُدا تعالیٰ بھی کسی نامعقول بات پر (جو عند العقل اُسکی قُدرت اور طاقت سے بعید ہے) ایمان لانے کے لئے تمہیں مجبور نہیں کرتا اور ہمارے کسی لفظ سے یہہ نہیں نکلتا کہ تُم کسی ایسی بات پر ایمان لاؤ جو فی الحقیقت دور بین نظروں میں نامعقول ہے بلکہ ہماری تقریر کا مدعا اور لُبِ لباب یہہ ہے کہ ایمانی اُمور ایسے ہونے چاہئے کہ جو من وجہٍ ظاہر اور من وجہٍ مخفی ہوں اور امکانی طور پر عقل اُنکا وجود باور تو کرسکے مگر دوسرے مشہودات

بقیہ حاشیہ نبیوں کا نام مکّار رکھنا دُنیا کے برگزیدوں کو بجز اپنے تین یا چار وید کے رشیوں نامعلوم الوجود کو جھوٹا اور دغا باز اور ٹھگ قرار دینا اُنہیں لوگوں کا کام ہے کیا اِن لوگوں کے مونہہ سے بجز بدظنیوں اور بدزبانیوں کے کبھی کچھہ معارفِ الٰہی کے نکات بھی نکلے ہیں کیا بجز گندی باتوں اور نابکار خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پُرشرارت اور بدبودار لفظوں کے کبھی کوئی دقیق بھید معرفتِ الٰہی کا بھی اُنکی زبان سے سُنا گیا ہے کیا اِن برتنوں سے کبھی کوئی صفا دلی کا قطرہ بھی مُترشح ہوا ہے یا اُنہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھہ ترقی کی ہے ہرگز نہیں سو جو کچھہ دید کا اثر ہے سو ظاہر ہے حاجتِ بیان نہیں۔

منہ

و مرئیات بدیہہ کی طرح ہاتھ پکڑ کر دکھلا نہ سکے یعنے انسان اور گدہے وغیرہ محسوس چیزون کی طرح اُنکا وجود نہ ہو جنکو ٹٹول کر معلوم کر سکین یا بچشم خود دیکھہ سکین یا دکھا سکین یا اشکالِ ہندسے اور اعمالِ حسابی کی طرح ایسے مُنکشف نہ ہون جن مین دس برس کے بچّے بہی اختلاف نہ کر سکین غرض وُہ کیفیّت اُن مین محفوظ ہو جو ایمان کا مفہوم قایم رکہنے کے لئے ضروری ہے اور پہر با این ہمہ بالغ نظرون اور حقیقت شناسون کی نگاہون مین نامعقول اور بعید از عقل بہی نہون -

نہ چندان بخور کز دہانت برآید ٭ نہ چندان کہ از ضُعف جانت برآید

اب خلاصہ و ماحصل اِس تقریر کا یہہ ہے کہ کسی مذہب کے قبول کرنے سے غرض یہہ ہے کہ وُہ طریق اختیار کیا جائے جس سے خدائے غنی مُطلق جو مخلوق اور مخلوق کی عبادت سے بکلّی بے نیاز ہے راضی ہو جائے اور اُسکے فیوضِ رحمت اُترنے شروع ہو جائین جن سے اندرونی آلائشین دور ہو کر صحنِ سینہ یقین اور معرفت سے پُر ہو جائے سو یہہ تدبیر اپنی فکر سے پیدا کرنا انسان کا کام نہین تہا اِس لئے اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے وجود اور اپنے عجائباتِ قُدرت خالقیّت یعنے ارواح و اجسام و ملایک و دوزخ و بہشت و بعث و حشر و رسالت و دیگر تمام اسرار مبدء و معاد کو یکسان طور پر پردۂ غیب مین رکہہ کر اور کچہہ کچہہ قیاسی یا امکانی طور پر عقل کو اُس کوچہ مین گذر بہی دیکر غرض کچہہ دکہلا کر اور کچہہ چہپا کر بندون کو اُن سب باتون پر ایمان لانے کے لئے مامور کیا اور یہہ سب کچہہ اِس لئے کیا کہ جب بندہ باوجود کشمکش مخالفانہ خیالات کے خدا تعالی کی ہستی پر ایمان لائیگا اور سب عجائباتِ اُخروی و وجود دوزخ و بہشت و ملایک وغیرہ کو اُسکی قُدرت مین داخل سمجھ کر دیکہنے سے پہلے ہی قبول کر لیگا تو یہہ قبول کرنا اُسکے حق مین صدق شمار کیا جائیگا کیونکہ ہنوز یہہ چیزین در پردۂ غیب ہین اور مرئی اور مشہود طور پر نمایان اور ظاہر نہین ہین سو یہہ صدق خدا تعالی کی توجّہ رحمت کے لئے ایک موجب ہو جائیگا کیونکہ خدا تعالی بوجہ اپنی استغناء ذاتی کے اُنہین لوگون پر توجّہ رحمت کرتا ہے جنکا صدق ظاہر ہوتا ہے یون تو انسان کی

فطرتی عادت ہے کہ جو چیز کُہلے کُہلے طور پر مُضّر یا مفید ہو اُس سے بنفرت بہاگتا یا اُسکے لینے کو بصد رغبت دوڑتا ہے یعنے جیسی صورت ہو لیکن وہ اپنی اِس عادت سے کسی ثواب کا مستحق نہین ٹہر سکتا اگر کوئی شخص بجلی سے ڈر کر اپنے کوٹہے مین چھپ جائے یا شیر سے خوف کہا کر اپنے شہر کی طرف بہاگے تو وہ ہرگز یہہ نہین کہہ سکتا کہ اے بجلی یا شیر مین نے تم سے خوف کیا تم مجھہ سے راضی ہو جاؤ سو ظاہر ہے کہ جو ڈرنا یا اُمید کرنا ضروری طور پر لازم آتا ہے وُہ کسی تحسین یا آفرین کا موجب نہین ٹہر سکتا اِسی وجہ سے لازم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ اور اُسکے عجائبات آخر کو مان کر رضامندی الٰہی کا خواہشمند ہے وُہ اِن سب چیزون کے ماننے مین بہجا اڑون سے پرہیز کرے اور جہانتک ممکن ہو مطالبۂ دلائل مین نرمی اختیار کرکے فقط اِتنا کرے کہ ایک راہ کو دوسری راہون پر ترجیح دیکھہ لے اور ایسے یقینی ثبوت کے لئے کہ جیسے چار کا نصف دو ہے اپنی نابالغ عقل کو آوارہ اور سرگردان نہ ہونے دے بلکہ تمام تر سعادت تو اِس مین ہے کہ غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کرے اور ظاہری حواس کی خواہ نخواہ شہادت طلب کرنے سے اور فلسفہ کے طول طویل اور لاطائل جھگڑون سے حتی الوسع اپنے تئین بچا وے کیونکہ اگر خُدا کو دیکھہ کر ہی یا انتہائی تحقیقات سے ہی قبول کرنا ہے اور جزا سزا کو تجربہ کرکے ہی ماننا ہے تو پہر ایسے ماننے مین کونسی خاص فضیلت یا صدق پایا جاتا ہے اِس طرح پر کون ہے جو قبول نہین کرتا دُنیا مین ایسی طبیعت کا کوئی بہی آدمی نہین کہ اگر اُسکو پورا پورا ثبوت خدا کی ہستی یا عالمِ مجازات یا عجائبات قُدرت کا مل جائے تو پہر وُہ مُنکر ہی رہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ ہر ایک انسان کو نظر آجائے اور سب کو اپنی خُدائی قُدرتین دکہلا دے یا اگر مثلاً ایسا ہو کہ دس بیس ہزار آدمی ہر ایک قوم اور ہر ایک مُلک کی قبرون سے اُٹہہ کر اپنی اپنی قوم اور قبیلہ مین آجائین اور اپنے اپنے بیٹون اور پوتون کو خُدا اور اُسکی سزا و جزا کی ساری حقیقت سُنا دین تو پہر ممکن نہین کہ پہر بہی کوئی شخص کافر اور بے دین رہ جائے اب اسجگہ بالطبع سوال ہوتا ہے کہ جس حالت مین خدا تعالیٰ اُن باتون کے کرنے پر قادر تہا اور اِس پختہ ثبوت سے کفر اور بیدینی کی جڑہ کاٹے جاتے تہے تو پہر اُس نے ایسا کیون نہین کیا بلاشُبہ اگر وہ ایسا کرتا تو پہر حق اور

باطل کا بکمال صفائی فیصلہ ہوجاتا اور فلسفہ کی نکمی اور بودی اور ظنّی اور وہمی دلائل کی کچھ حاجت نہ رہتی تو اسکا جواب یہی ہے کہ جو اوپر گذر چکا یعنے بے شُبہ خدا تعالیٰ ایسا کرسکتا تھا بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر ایسا جلوۂ دیدار دکھا سکتا تھا کہ ایک ہی تجلّی سے سب گردنین جھک جاتین اور ایک ہی دفعہ تمام دُنیا کی دینی نزاعون کا تصفیہ ہوجاتا لیکن ایسا کرنے مین وُہ بات جس سے ثواب ملتا ہے اور صادقون کو مراتبِ عالیہ اور قُرب اور وجاہت عطا کی جاتی ہے وُہ باقی نہ رہتی یعنے ایمان بالغیب جسکی وجہ سے درجات اُخروی ملتے ہین وُہ اپنی صورت مین محفوظ نہ رہتا سو یہ بڑے بھاری درجہ کی صداقت ہے جو سوال مذکورہ بالا پر غور کرنے سے ہریک اعلیٰ و ادنیٰ کو سمجھ آسکتی ہے غرض ایمان پر ثواب اور اجر ملنے کا یہی بھید ہے کہ جن چیزون پر ایمان لایا جاتا ہے وہ اگرچہ غور اور نظر کرنے سے صحیح اور راست ہین لیکن اُنکا ثبوت ایسا کُھلا کُھلا ثبوت نہین ہے جیسے اوّر مشہودات اور محسوسات کا ہوا کرتا ہے بلکہ ایمان بالغیب کی حد مین ہین سو صادق آدمی جب خدا اور اُسکی سزا و جزا وغیرہ اُمورِ غیبیہ پر ایمان لاتا ہے تو اِس ایمان مین بوجہ انواع اقسام کے اوہام اور نفسِ امّارہ کی چار طرفہ کشاکش کی سخت آزمائش مین پڑتا ہے آخر چونکہ وہ صادق ہوتا ہے اِس لئے سب راہین چھوڑ کر اور سب خیالات پر غالب آکر اُسی ربّ رحیم کی راہ اختیار کرلیتا ہے اور اِس صدق کی برکت سے کہ وُہ اپنے علم سے زیادہ رجوع اور اپنی واقفیت سے زیادہ وفا اور اپنے تجربہ سے زیادہ استحکام اختیار کرتا ہے جنابِ الٰہی مین قبول کیا جاتا ہے۔ اور پھر اسی صدق و صفا کی برکت سے عرفانی آنکھین اُسکو عنایت ہوتی ہین اور ربّانی لذّت اور محبّت اُسکو عطا کی جاتی ہے یہان تک کہ وُہ اُس مرتبہ تک جا پہنچتا ہے جہان تک انسانی کمالات ختم ہوجاتے ہین مگر یہ سب کچھ کامل طور پر پیچھے سے ملتا ہے پہلے نہین۔ یہ تو معرفت صحیحہ تک پہنچنے کے لئے سنت اللہ یا یون کہو کہ قانونِ قدرت ہے لیکن اِس زمانہ کے خشک فلسفیون نے اِس صداقت پر ایک ذرہ اطلاع نہین پائی * اور وُہ بالکل اِس بات سے بے خبر ہین کہ کیونکر انسان

* **حاشیہ** جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر اُمور مبدا و معاد کے ماننے مین

ایمان کے محکم و استوار زینہ سے عرفان کے بلند مینار تک پہنچتا ہے اور اسی بے خبری کی وجہ سے اُن مین اپنے قدم اوّل مین ہی تعجیل اور جلدی بہری ہوئی ہے اور نہایت شتاب کاری سے علمِ دین کو ایک ادنیٰ سا کام اور ایک ناکارہ سا ہنر سمجھ کر یہہ ارادہ کر رہے ہین کہ مذہب کے تمام اصول و فروع کو اپنی ابتدائی حالت مین ہی بغیر انتظار دوسرے حالات متّرقبہ کمالات فطرت کے اس طرح پر دریافت کرلین جیسے کوئی ہندسہ یا حساب کا مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے اور اگر کوئی دقیقہ دینی اِس حدّ کے انکشاف تک نہ پہنچ سکے تو اُسکی نسبت صاف حکم صادر کر دین کہ یہہ سراسر باطل اور پیرایہ صداقت سے خالی ہے مگر جیسا کہ ہم ابہی بیان کرچکے ہین یہہ ایمانی حکمت کا طریق نہین ہے

بقیّہ حاشیہ

× فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مُختلف ہے نبیون کے طریق کا اصلِ اعظم یہہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مُترتّب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جائے اور ظاہری حواس کی کُہلی کُہلی شہادتین یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام و کمال مدار ثواب اور استحقاقِ قُرب و توصّلِ الہی کا تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کی حقیقت وُہی شخص اپنے اندر رکہتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور لنبے چوڑے انکارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور صرف دوراندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکہہ کر بحُسنِ ظن قبول کرلیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوضِ الہی کا دروازہ کُہلتا ہے اور دُنیا و آخرت مین سعادتین حاصل ہوتی ہین جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پہر دُعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالتِ علمی مین ترّقی چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اُسکا متوّلی ہوکر اور آپ اُسکا ہاتہہ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اُسکو پہنچا دیتا ہے مگر یہہ سب کچہہ بعد استقامت و مجاہدات و

بلکہ انسانی ظُلمت یا شیطانی رعونت کی ایک تاریکی ہے کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا اور مذہب کے تمام اجزا اور جو کچھ اُسمین بھرا ہوا ہے پہلے ہی سے اظہر من الشمس اور بدیہی اور بیّن الانکشاف ہوتے یا اشکال ہندسی اور حساب کے اعمال کی طرح قطعی الثبوت دکھائی دیتے تو پھر اس حالت مین ایمان ایمان نہ رہتا اور جو ایمان لانے پر ثواب اور سعادتین اور برکتین مُترتّب ہوتی ہین اُنکو انسان ہرگز نہ پاسکتا کیونکہ ظاہر ہے کہ بیّن الحقیقت اور ظاہر الوجود باتون کو مان لینا ایمان نہین ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین اس بات پر ایمان لایا کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے اور ہر ایک انسان آنکھون سے دیکھتا اور کانون سے سُنتا اور مُونہہ سے کہتا اور پانو سے چلتا ہے اور مین اِس

بقیہ حاشیہ ریاضات وتزکیہ وتصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلّی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بد اعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وُہ اِس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اُسی حدّ تک ایمان ہے جب تک وُہ امور جنکو مانا گیا ہی کسیقدر پردہ غیب مین ہین یعنے ایسی حالت پر واقعہ ہین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے اُن پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وُہ نظر آئی بلکہ اُنکا ثبوت صرف غلبۂ ظن تک پہنچا ہے و بس۔

یہ تو انبیا کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑ ہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بےشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکی ہین اور ہمیشہ پہنچتی ہین اور جن اعلیٰ درجہ کے تعینون کو شوخی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وُہ سب مراتب اِن ایماندار بندون کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اُس سے بھی بڑھ کر اُسمین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اُسکو نہین سُنا

بات پر ایمان لایا کہ آفتاب اور قمر موجود ہین اور زمین پر بہت سے جمادات اور نباتات اور حیوانات پائے جاتے ہین تو ایسا ایمان لانا ایک ہنسی کی بات ہے نہ کہ ایمان اور اسی وجہ سے بدیہی اور کُھلی کُھلی باتون کو ماننا عند اللہ وعند العقلا ثواب پانے کا موجب نہین ٹھہر سکتا بلکہ ایمان وہ شیئے ہے کہ جن باتون کو عقل قبول تو کرتی ہے مگر بوجہ در پردہ غیب ہونے کے جیسا کہ چاہئے اُنکی حقیقت تک نہین پُہنچ سکتی اُن باتون مین اپنی فراستِ فطرتی سے کچھ ترجیح یعنے آثارِ صداقت دیکھکر اور کسیقدر دلائل عقلیہ کا غلبہ اُس طرف پاکر اور پھر خُدا کے کلام کو اُس پر شاہد ناطق و صادق معلوم کرکے اُن باتون کو مان لیا جائے یہی ایمان ہے جو ذریعہ خوشنودی خداوند کریم

بقیہ حاشیہ اور نہ اُسکی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اُسکے دل مین گذرا - لیکن اسکے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا جھوٹا اور مغشوش فلسفہ جسپر آجکل کے نوتعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہین اور جس کے بدنتائج کی بے خبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کر دیا ہے یہہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جائے اور بکُلّی اُسکا انکشاف نہ ہو جائے تب تک اُسکو ہرگز ماننا نہین چاہئے گو خُدا ہو یا کوئی اور چیز ہو - ان مین سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنہون نے ان اُصولون کی سخت پابندی اختیار کی تھی اُنہون نے اپنا نام محققین رکھا جنکا دوسرا نام دہریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا بہ پابندی اپنے اُصول قدیمہ کے یہہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خُدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعۂ عقل ثابت نہین ہو سکتا اور نہ ہم نے اُسکو بچشم خود دیکھا اس لئے ایسے خُدا کا ماننا ایک امر مظنون اور مُشتبہ کا مان لینا ہے جو اُصول مُقرّرہ فلسفہ سے بکُلّی بعید ہے سو اُنہون نے پہلے ہی خُدا تعالیٰ کو درمیان سے اُڑا یا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہہ بھی خُدا تعالیٰ کی طرح نظر نہین آتے چلو یہہ بھی درمیان سے اُٹھاؤ پھر روحون کی طرف مُتوجّہ ہوئے اور یہہ رائے

جل شانہٗ ہوجاتا ہے اور بعد اسکے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین مرتبہ ایقان ہے اور پھر اسکے بعد مرتبہ عرفان کا ہے یعنے جب کہ بندہ ایسی باتون کو مان لیتا ہے جنکو اُسکی عقل امکان یا جواز یا وجوب کی صورت مین قبول تو کر لیتی ہے مگر انکشاف کُلّی کے طور پر اُن پر احاطہ نہین کر سکتے تو خدا تعالیٰ کی نظر مین وُہ شخص صادق ٹھہر جاتا ہے اور حضرتِ خداوند کریم عز اسمہٗ بہ برکت اُس ایمان کے عرفان کا مرتبہ اُسکو عطا کر دیتا ہے یعنے اپنی طرف سے علم و معرفت و سکینت اُسپر نازل کرتا ہے اور کشفی اور الہامی نورون سے وہ بقیۂ ظلمت بھی اُٹھا دیتا ہے جسکے اُٹھانے سے عقل دود آمیز عاجز رہ گئی تھی اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے جیسے انسان کی فطرت مین مبادی اُمور کے کسی قدر سمجھنے

بقیہ حاشیہ

ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہین دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہ جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھہ اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر و بے نشان ہین سو انکا بھی وجود ماننا خلافِ دلیل وبرہان ہے۔ ان سب فیصلون کے بعد انکی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال حرام کا فرق اُصولِ فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اِسلئے اُنہون نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی کہ ماں اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزون مین سے بلاثبوتِ ضررِ طبّی بعض چیزون کو حرام سمجھہ لینا یہہ سب بناوٹی باتین ہین جن پر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہو سکتی اسی طرح اُنہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ زنکار رہنے مین کوئی شناعت عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ اسمین طبّی قواعد کے رو سے فوائد ہین اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُنکے مذہب کا یہی ہے کہ وُہ بجز دلائل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور اُنکی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی کوئی بدعملی ہو جب تک براہینِ قطعیہ فلسفیہ سے اسکا بد ہونا ثابت نہ ہولے یعنے جب تک اُسمین کوئی طبّی ضرر یا دنیوی بدانتظامی متصوّر

کے لئے ایک عقلی قوّت رکھی ہے اسی طرح انسان مین کشف اور الہام کے پانے کی بھی ایک قوّت مخفی ہے جب عقلِ انسانی اپنی حدّ مقرّرہ تک چلکر آگے قدم رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اُس جگہ خدائیتعالیٰ اپنے صادق اور وفادار بندون کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے دستگیری فرماتا ہے اور جو منزلین بذریعہ عقلی طے کرنے سے رہ گئی تھین اب وہ بذریعہ کشف اور الہام طے ہو جاتی ہین اور سالکین مرتبہ عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہین یہی سنت اللّٰہ اور عادت اللہ ہے جسکی رہنمائی کے لئے تمام پاک نبی دُنیا مین آئے ہین اور جس پر چلنے کے بغیر کوئی شخص سچی اور کامل معرفت تک نہین پہنچا مگر کم بخت خشک فلسفی کو کچھ ایسی جلدی ہوتی ہے کہ وہ

بقیہ حاشیہ

نہ ہو تب تک اُسکا ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہین انہون نے لوگون کے لعن طعن سے اندیشہ کرکے اپنے فلاسفری اصولون کو کچھ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنّی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہین لیکن یہ اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اُنکو سخت نالائق اور بدفہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائیٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ انہون نے فلاسفر ہونے کا دعویٰ تو کیا لیکن اُصولِ فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہین چلے اس لئے اوّل درجہ کے فلاسفر اِس بات سے عار رکھتے ہین کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ اُنہون نے کچھ کچھ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچھ عام لوگون کی ملامت لعنت سے ڈر کر نبیون کے عقائد مین بھی (جو فلسفیون کے منشاء کے موافق قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت نہین ہو سکتے) ٹانگ اڑا دی اس لئے یہ لوگ اُنکی نظر مین نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ہان ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اور اُمید کیجاتی ہے کہ جیسے جیسے ایک سخت جوش قطعی اور یقینی اور بہائت وانکشاف ثبوت عقلی طلب کرنیکا انکے مستعد اور ہونہار لوگون کے دلون مین آتا جائیگا ویسی ویسی وہ کمین

یہی جانتا ہے کہ جو کچھ کھلنا ہے وہ عقلی مرتبہ پر ہی کھل جائے اور نہیں جانتا کہ عقل انسانی اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں اُٹھا سکتی اور نہ طاقت سے آگے قدم رکھ سکتی ہے اور نہ اس بات کی طرف فکر دوڑاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اُسکے کمالات مطلوبہ تک پہنچانے کے لئے صرف جوہر عقل ہی عطا نہیں کیا بلکہ کشف اور الہام پانے کی قوت بھی اُسکی فطرت میں رکھی ہے سو جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے وسائل خداشناسی انسان کی سرشت کو عطا کئے ہیں اُن وسائل میں سے صرف ایک ابتدائی اور ادنیٰ درجہ کے وسیلہ کو استعمال میں لانا اور باقی وسائل خداشناسی سے بکلّی بے خبر رہنا بڑی بھاری بدنصیبی ہے اور اُن قوّتوں کو ہمیشہ بیکار رکھ کر ضائع کر دینا اور اُن سے فائدہ نہ اُٹھانا پرلے درجہ کی بے سمجھی ہے سو ایسا شخص سچا فلسفی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو کشف اور الہام پانے کی قوّت کو معطّل اور بیکار چھوڑتا ہے بلکہ اُس سے انکار کرتا ہے حالانکہ ہزاروں مقدّسوں کی شہادت سے کشف اور الہام کا پایا جانا بپایۂ ثبوت پہنچ چکا ہے اور تمام سچے عارف اسی طریق سے معرفت کاملہ تک

بقیہ حاشیہ

جو باقی رہ گئے ہیں اُنکے خیالات سے وہ سب نکل جائینگے اور عقائد اور اعمال میں پوری پوری مطابقت اپنے بڑے بھائیوں سے کر لینگے تب وہ شیطانی اور ظلمانی زد کا بانی دُنیا کے برباد کرنے کے لئے ایک ہی ہو کر رہیں گے اور اگر آئندہ ذرّیت میں فلسفہ نے ترقی کی تو وہ بجائے اسکے کہ حال کے فلسفیوں کی طرح یہہ سوال کریں کہ اگر ملائک یا شیاطین کچھ چیز ہیں تو ہمیں دکھلاؤ یہہ اعلیٰ درجہ کے سوالات کرینگے کہ اگر خدا اور اُس کی قدرتیں کچھ چیز ہیں تو ہمیں ظاہر ظاہر بلاواسطہ اسباب دکھلاؤ اور اگر روحیں بعد مفارقت بدن باقی رہ جاتی ہیں اور اُنکا وجود بھی کچھ چیز ہے تو وہ بھی ہمیں دکھلاؤ غرض جیسے جیسے ان نوآموزوں کے فلسفہ میں صیقل ہوتا جائیگا اعلیٰ سے اعلیٰ سوال اُنکے دلوں میں پیدا ہوتے جائینگے یہاں تک کہ اوّل درجہ کے فلاسفروں سے ہاتھ جا ملائینگے پھر تو حال کیا اور خیال ہی کیا ہے۔ منہ

پہنچے ہین ✗ آریہ مت والے جنکا دہرم دلی روشنی سے علاقہ نہین رکہتا وُہ کشف اور ایسے الہام سے تو قطعًا منکر ہین جو امورِ غیبیہ اور خوارق اعجازیہ پر مشتمل ہو بقول اُنکے وید پیش گوئیون سے بکلی خالی اور قدرتی نشانون سے بکلی تہیدست ہے مگر با این ہمہ پہر بہی الہامی کتاب وید ہی کو مانتے ہین غرض جیسا کہ خدا تعالی کا کلام اسکی صفات کمالیہ کا آئینہ ہونا چاہئیے یہہ انوارِ الہی وید مین ثابت نہین کر سکتے بلکہ اپنے ہی مونہہ سے اقرار کرتے ہین کہ اُنکا وید اخبارِ غیب اور اسرارِ قدرت سے بکلی عاری اور عاجز ہے لیکن ان سب خرابیون کے ساتہہ اِس بات پر بہی اصرار کرتے ہین کہ الہام الہی وید ہی پر ختم ہے وُہ ہمیشہ کے کشف اور الہام سے منکر ہین اور کہتے ہین کہ صرف چار آدمیون کو جن پر وید اُترا یہہ قوتِ الہامی بوجہ اُنکی نیک اعمال کے قدرت نے عطا کی تہی مگر بعد اُنکے کسی کو نہین ملی گویا وُہ چار آدمی ایک انوکہی پیدائش کے تہے جن سے باقی جمیع بنی آدم کو اُنکی فطرت یا عمل کے رو سے کچہہ مناسبت نہین سو یہہ قوم روحانی اندہا ہونے پر راضی ہے ہان آج کل عقل عقل تو پکارتے ہین اور قانونِ قدرت بہی کسی کے مونہہ سے سُن لیا ہے تب ہی تو لالہ مرلیدہر صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ شق القمر قانونِ قدرت کے برخلاف ہے مگر ہمین لالہ صاحب موصوف کے اس تقلیدی اعتراض پر نظر کر کے بڑا ہی افسوس آتا ہے کاش اُنہون نے کہین سے یہہ بہی سُنا ہوتا کہ خدائے تعالی کی خدائی اور الوہیت اسکی قدرتِ غیر محدودہ اور اسرارِ نامحدودہ سے وابستہ ہے جسکو قانون کے طور پر کسی حد کے اندر گہیر لینا انسان کا کام نہین ہے۔ خداشناسی کے لئے یہہ بڑا بہاری بنیادی مسئلہ ہے کہ خدائے ذوالجلال کی قدرتین اور حکمتین بے انتہا ہین اِس مسئلہ کی حقیقت سمجہنے اور اُسپر عمیق غور کرنے سے سب اُلجہاؤ اور پیچ خیالات کا رفع ہو جاتا ہے اور سیدہا راہ حق شناسی اور حق پرستی کا نظر آنے لگتا ہے - ہم اِس جگہ اِس بات سے انکار نہین کرتے کہ خدا تعالی ہمیشہ اپنی ازلی ابدی صفات کے موافق کام کرتا ہے اور اگر ہم دوسرے لفظون مین انہین ازلی ابدی صفات پر چلنے کا نام قانونِ الہی رکہین تو بیجا نہین مگر ہمارا کلام اور بحث اِس مین ہے کہ وُہ آثارِ صفات ازلی ابدی یا یون کہو کہ وُہ قانونِ قدیم الہی محدود یا محدود کیون مانا جائے ہان بیشک یہہ تو ہم مانتے ہین اور مان لینا چاہئے کہ جو کچہہ صفتین جنابِ الہی کی ذات مین موجود ہین اُنہین صفات

غیر محدود کے آثار اپنے اپنے وقتون مین ظہور مین آتے ہین نہ کوئی امر انکا غیر اور وُہ صفات ہر یک مخلوق ارضی و سماوی پر مؤثر ہو رہی ہین اور اُنہین آثار الصفات کا نام سنت اللہ یا قانونِ قدرت ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ مع اپنی صفات کاملہ کے غیر محدود اور غیر متناہی ہے اس لئے ہماری بڑی نادانی ہوگی اگر ہم یہہ دعوی کرین کہ اُسکے آثار الصفات یعنے قوانینِ قدرت باندازہ ہمارے تجربہ یا فہم یا مشاہدہ کے ہین اُس سے بڑھ کر نہین۔ آج کل کے فلسفی الطبع لوگون کی یہہ بڑی بھاری غلطی ہے کہ اوّل وُہ قانونِ قدرت کو ایسا سمجھہ بیٹھے ہین جسکی من کل الوجوہ حد بست ہو چکی ہے اور پھر بعد اسکے جو امر نیا پیش آئے اُسکو ہرگز نہین مانتے اور ظاہر ہے کہ اس خیال کی بنا راستی پر نہین ہے اور اگر یہی سچ ہوتا تو پھر کسی نئی بات کے ماننے کے لئے کوئی سبیل باقی نہ رہتا اور امورِ جدیدہ کا دریافت کرنا غیر ممکن ہو جاتا کیونکہ اس صورت مین ہر یک نیا فعل بصورت نقض قوانین طبعی نظر آئیگا اور اُسکے ترک کرنے سے ناحق ایک جدید صداقت کو ترک کرنا پڑیگا یہی وجہ ہے کہ یہہ منحوس اُصول آج تک دکھانے کے ہی دانت رہے ہین نہ کھانے کے اور امورِ جدیدہ کا قوی ظہور اس قاعدہ کی تار و پود کو ہمیشہ توڑتا رہا ہے جب کسی زمانہ مین کوئی جدید خاصہ متعلق علم طبعی یا ہیئت وغیرہ علوم کے متعلق ظہور پکڑتا ہے تو ایک مرتبہ فلسفہ کے شیش محل پر ایک سخت بھونچال کا موجب ہوا ہے جس سے متکبر فلسفیون کا شور شرارہ کچھہ عرصہ کے واسطے فرو ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ان لوگون کے خیالات ہمیشہ پلٹے کھاتے رہے ہین اور کبھی ایک ہی صورت یا ایک ہی نقشہ پر ہرگز قائم نہین رہی اگر کوئی صفحات تاریخ زمانہ مین واقعات سوانح عمری حکماء پر غور کرے تو اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ اُنکے خیالات کی ٹرین کتنی مختلف سڑکون یا یہہ کہ کسقدر متناقض چالون پر چلی ہے اور کیسے داغ خجالت اور ندامت کے ساتھہ ایک رائے کو دوسری رائے سے تبدیل کرتے آئے ہین اور کیونکر اُنہون نے ایک مدّت دراز تک کسی بات کا انکار کرکے اور قانونِ قدرت سے اُسکو باہر سمجھہ کر آخر نہایت متندمانہ حالت مین اُسی بات کو قبول کر لیا ہے سو اس تبدیل آرا کا کیا سبب تھا یہی تو تھا کہ جو کچھہ اُنہون نے سمجھہ کہا تھا وُہ ایک ظنّی بات تھی جسکے

مشاہدات جدیدہ نے تکذیب کی سو جن شکلون اور حالتون مین وُہ مشاہدات جدیدہ جلوہ گر ہوئے اُنہین کے موافق اُنکی راؤن کی پٹہری بدلتی اور اُلٹتی پلٹتی رہی اور جدہر تجارب جدیدہ کا رُخ پلٹتا رہا اُدہر ہی اُنکے خیالات کی ہوا مین پلٹا کہاتی رہین غرض فلسفیون کے خیالات کی لگام ہمیشہ اُمور جدید الظہور کے ہاتھہ مین رہی ہے اور اب بہی بہت کچہہ اُنکی نظرون سے چہپا ہوا ہے جسکی نسبت اُمید کی جاتی ہے کہ وُہ آئندہ ٹہوکرین کہا کہا کر اور طرح طرح کی رسوائیان اُٹہا اُٹہا کر کسی نہ کسی وقت قبول کرینگے کیونکہ قوانین قُدرت انسانی عقل کے دفتر مین ابہی تک ایسے منضبط نہین اور نہ ہو سکتے ہین جن پر نظر کرکے نئی تحقیقاتون سے نو امیدی ہو - کیا کوئی عقلمند خیال کر سکتا ہے کہ انسان دُنیا کے مکتب خانہ مین باوجود اپنی اِسقدر عمر قلیل کے تحصیل اسرار ازلی ابدی سے بکُلّی فراغت پا چکا ہے اور اب اُسکا تجربہ عجائبات الہیہ پر ایسا محیط ہو گیا ہے کہ جو کچہہ اُسکے تجربہ سے باہر ہو وُہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ کی قُدرت سے باہر ہے مین جانتا ہون کہ ایسا خیال بجُز ایک بے شرم اور ابلہ آدمی کے کوئی دانشمند نہین کر سکتا - فلاسفرون مین سے جو واقعی نیک دانا اور سچے روحانی آدمی گُذرے ہین اُنہون نے خود تسلیم کر لیا کہ ہمارے خیالات جو محدود اور منقبض ہین خدا اور اُسکے بے انتہا بہیدون اور حکمتون کی شناخت کا ذریعہ نہین ہو سکتے - بارہا فلاسفرون نے اپنی راؤن مین ندامتین اُٹہائین اور صدہا خواص قاعدہ طبعی کے برخلاف اور قوانین طبعیہ کے نقیض ہو کر پہر مشاہدہ کے رو سے ثابت ہو گئے تو آخر وہ ماننے ہی پڑے اور علوم طبعی یا ہیئت کی وہان کچہہ پیش نہ گئی - ہان بعض سوانح عجیبہ جو تاریخی طور پر ثابت کی جاتی ہین جیسے یہی مُعجزہ شق القمر جو لالہ مرلیدہر صاحب کی نظر مین پرمیشر کے ازلی ابدی قانون قُدرت کے برخلاف ہے ایسے سوانحہ پر یقین لانا یا نہ لانا اپنے علم وسیع یا محدود پر موقوف ہے یہہ حجت ہرگز نہین ہو سکتی کہ یہہ واقعہ علوم طبعی یا ہیئت کے برخلاف ہے کیونکہ قُدرت قدیمہ کاملہ کے موافق یا مخالف ہونا بعد احاطۂ قدرت کے معلوم ہو سکتا ہے اِس لئے یہہ علوم ناقصہ ہیئت و طبعی جو ہمارے دفترون مین منضبط ہین وُہ اِس تعریف کے ہرگز لائق نہین جو اُنہون نے کوئی دقیقہ اور کوئی امر تہ مین چہپا ہوا

نہیں سیوڑا اور نہ ایسا بھروسہ اُن پر کرنا عقلمندی ہے - خواص جدید الظہور کا ایک عجیب کرشمہ ہے جو ہمیشہ قیاسی علوم کی بربادی اور بے عزتی کرتا رہا ہے اور کریگا اور جس طرح ہمارے زمانہ نے ایسے علوم جدیدہ پائے جن سے پہلے لوگ بیخبری میں گذر گئے یا باطل کو حق کہتے سو گئے ایسا ہی ممکن بلکہ قرین قیاس ہے کہ آنے والی ذرّیت اس زمانہ کی غلطیاں نکالے اور وُہ باتیں اُن پر ظاہر ہوں جو اس زمانہ پر ظاہر نہیں ہوئیں آسمان تو آسمان ہے زمین کے خواص جاننے سے ابھی کب فراغت ہو چکی ہے -

توکار زمین را نکو ساختی　　کہ با آسمان نیز پرداختی

غرض علوم جدیدہ کا سلسلہ منقطع ہوتا نظر نہیں آتا شق القمر کے ایک تاریخی واقعہ سے کیوں اتنا نفرت یا تعجب کرو گذشتہ دنوں میں تو جسکو کچھ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے ایک یورو پین فلاسفر کو سورج کے ٹوٹنے کی ہی فکر پڑ گئی تہی پہر شاید منکشف ہو کر مل گیا - فلاسفروں کو ابھی بہت کچھ سمجھنا اور معلوم کرنا باقی ہے - کہ آدمی کی پیدایش ہی - ابھی تو نام خدا ہے غنچہ صبا تو چھو ہی نہیں گئی ہے - یہہ نہایت محقق صداقت ہے کہ ہریک چیز اپنے اندر ایک ایسی خاصیت رکھتی ہے جس سے وُہ خدا تعالٰی کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی رہی سو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواص اشیاء ختم نہیں ہو سکتی گو ہم اُن پر اطلاع پائیں یا نہ پائیں اگر ایک دانہ خشخاش کے خواص تحقیق کرنے کے لئے تمام فلاسفر اوّلین و آخرین قیامت تک اپنی دماغی قوتیں خرچ کریں تو کوئی عقلمند ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ وُہ اُن خواص پر احاطہ تام کر لیں سو یہہ خیال کہ اجرام علوی یا اجسام سفلی کے خواص جس قدر بذریعہ علم ہیئت یا طبعی دریافت ہو چکے ہیں اُسی قدر پر ختم ہیں اس سے زیادہ کوئی بے سمجھی کی بات نہیں

اب خلاصہ اس تمام مقدمہ کا یہہ ہے کہ قانون قدرت کوئی ایسی شئے نہیں ہے کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدا تعالٰی کے اُن افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا تعالٰی اپنی قدرتوں کے دکھلانے سے تھک نہیں گیا ہے اور نہ یہہ کہ اب قدرت نمائی سے بے زور ہو گیا ہے یا سو گیا ہے یا کسی طرف کو

کھسک گیا ہے یا کسی خارجی قاسر سے مجبور کیا گیا ہے اور مجبوراً آئیندہ کے عجائب کاموں سے دستکش ہوگیا ہے اور ہمارے لئے وُہی چند صدیون کی کارگذاری (یا اُس سے کچھہ زیادہ سمجھہ لو) چھوڑ گیا ہے اِس لئے ساری عقلمندی اور حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اِسی مین ہے کہ ہم چند موجودہ مشہودہ قُدرتون کو جنہین ابہی صدہا طور کا اجمال باقی ہے مجموعہ قوانین قُدرت خیال نہ کر بیٹھین اور اُسپر نادان لوگون کی طرح ضد نہ کرین کہ ہمارے مشاہدات سے خُدا تعالی کا فعل ہرگز تجاوز نہین کر سکتا کیونکہ یہہ صرف احمقانہ دعوی ہے جو ہرگز ثابت نہین کیا گیا اور نہ ثابت کیا جا سکتا ہے - ہم نے مانا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہین ہے مگر یہہ آپ کیونکر ہم سے تسلیم کراتے ہین کہ سب خواص نیچریہ پر انسان محیط ہُوچکا ہے کیا اِسپر کوئی دلیل بہی ہے یا نرا تحکّم ہی سے مُونہہ بند کرنا چاہتے ہین یہہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجارب و مشاہدات جو آج تک قلمبند ہُوچکے ہین صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکہنے کی جگہہ نہ رہتی حالانکہ آپ لوگ بہی کہا کرتے ہین کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کُھلا ہے مین سوچ مین ہون کہ کیونکر ایسی چیزین کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصداقت یا میزان الحق ٹہر سکتی ہین جن کے اپنے ہی پورے طور کے انکشاف مین ابہی بہُت سی منازل باقی ہین اور اِس پیچ در پیچ معمانے یان تک حُکما کو حیران اور سرگردان کر رکہا ہے کہ بعض اُن مین سے حقائقِ اشیا کے مُنکر ہی ہو گئے (مُنکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جسکو سوفسطائی کہتے ہین) اور بعض اِن مین سے یہہ بہی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص اشیائ ثابت ہین تاہم دائمی طور پر اُنکا ثبوت نہین پایا جاتا پانی آگ کو بجہا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ پانی کا اِس خاصیّت سے باہر آجائے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجبات اندرونی یا بیرونی سے اِس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے کیونکہ ایسی عجائب باتین ہمیشہ ظہور مین آتی رہتی ہین حُکماء کا یہہ بہی قول ہے کہ بعض تاثیرات ارضی یا سماوی ہزارون بلکہ لاکہون برسون کے بعد ظہور مین آتی ہین جو ناواقف اور بے خبر لوگون کو بطورِ خارقِ عادت معلوم دیتی ہین اور کبہی کبہی کسی کسی زمانہ مین ایسا کچہہ ہوتا رہتا ہے کہ کچہہ عجائبات

آسمان مین یا زمین مین ظاہر ہوتے ہین جو بڑے بڑے فیلسوفون کو حیرت مین ڈالتے ہین اور پھر فلسفی لوگ اُنکے قطعی ثبوت اور مشاہدہ سے خیرہ اور متندم ہوکر کچھہ نہ کچھہ تکلّفات کر کے طبعی یا ہیئت مین اُنکو گھسیڑ دیتے ہین تا اُنکے قانونِ قدرت مین کچھہ فرق نہ آجائے ایسا ہی یہہ لوگ اِدہر کے اُدہر لگاکر اور نئی باتون کو کسی علمی قاعدہ مین جبرًا و قہرًا گذارہ کر لیتے ہین جب تک سیہ دار مچھلی نہین دیکھے گئے تھے تب تک کوئی فلسفی اُسکا قایل نہ تھا اور جب تک متواتر دُم کے کٹنے سے دُم کٹّے کتّے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اِس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقراری نہ ہوا اور جب تک بعض زمینون مین کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ نکلے کہ وُہ پتّھرون کو پگھلا دیتی تھی مگر لکڑی کو جلا نہین سکتی تھی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ مین ہونا خلاف قانونِ قدرت سمجھتے رہے جب تک ۲ سیپی ریڈو کا آلہ نہین نکلا تھا کس فلسفی کو معلوم تھا کہ عمل ٹرینس فیوزن آف بلڈ (یعنے ایک انسان کا خون دوسرے انسان مین داخل کرنا) قانونِ قطرت مین داخل ہے بھلا اُس فلاسفر کا نام لینا چاہئے جو الیکٹرک مشین یعنے بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اِس بجلی لگانے کے عمل کا قائل تھا۔

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود

یہہ ثابت ہوچکا ہے اور ہمیشہ مشاہدہ مین آتا ہے کہ جو لوگ خواہ نخواہ قانونِ قدرت کے پابند کہلاتے ہین وُہ اپنی رائے مین بہُت کچّے ہوتے ہین اگر دس بیس مُعتبر اور پُختہ عقلمند اور اُنکے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات ہنسی کی طور پر بہی بیان کردین مثلًا یہہ کہہ دین کہ ہم ایک پر دار آدمی کو بچشم خود دیکھہ آئے ہین یا ایک پتّھر مین سے شہد مترشح ہوتا ہم نے دیکھا گیا بلکہ کہا یا ہے یا آسمان سے ہم نے پہول برستے دیکھے اور پہولون مین سے سونا نکلا یا شائد کوئی واقعہ صحیحہ ہی پیش آوے جیسے آج کل کے بعض اخبارون مین شایع کیا گیا ہے کہ یوروپ کے ایک مُلک مین ایک پتّھر تیس سن وزنی برساجسمین ہڈّیان بہی ملی ہوئی ہین شائد اُنکی ہڈّیان ہین جو چاند کے کرہ مین رہنے والے ہین تو فی الفور فلاسفر صاحب کے دِل مین ایک دھڑکا سا

شروع ہوجائیگا تو یہہ دہڑکا اور اضطراب اس کم بخت کا اسکے نقصانِ عقل اور فہم پر صریح شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اسکا ظن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت مین انسان کبھی تردّد نہین کرسکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہہ کہین کہ تو زندہ نہین بلکہ مرا ہوا ہے - تو اسقدر کیا وُہ دس ہزار آدمی کی شہادت سے بہی اپنی زندگی سے شک مین نہین پڑیگا بلکہ بے شمار اشخاص کا مجمع بہی اپنے حلفی گواہون سے اُسکو اضطراب مین نہین ڈالیگا کیونکہ اُسکو اپنی زندگی پر پورا یورا الیقین ہے - یہہ بہی دیکہا گیا ہے کہ فلسفہ مین جو واقعی دانا ہین وُہ تجارب فلسفیہ پر بہت ہی کم یقین رکہتے ہین کیونکہ اُنکے معلومات وسیع ہین اور اُنکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے -

علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بہاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب مین لکہتا ہے کہ جو یونانیون مین یہہ قصّے بہت مشہور ہین جو بعض عورتون کو جو اپنے وقت مین عفیفہ اور صالحہ تہین بغیر صحبت مرد کے حمل ہوکر اولاد ہوئی ہے پہر علاّمہ موصوف بطور رائے کے لکہتا ہے کہ یہہ سب قصّے افترا پر محمول نہین ہوسکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مُختلف افراد اور مہذّب قومون مین ایسے دعاوے ہرگز فروغ نہین پاسکتے ہین اور نہ عورتون کو جُرأت ہوسکتی ہے کہ وُہ زانیہ ہونے کی حالت مین اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کرین جس سے اَور بہی ہنسی کرائین اور ہمین اِس بات سے پرہیز کرنا چاہئیے کہ خواہ نخواہ ایسی تمام عورتون پر زنا کا الزام لگائین جو مختلف مُلکون اور قومون اور زمانون مین مستور الحال گذرچکی ہین کیونکہ طبّی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہہ کہ بعض عورتین جو بہت ہی نادر الوجود ہین بباعث غلبۂ رجولیّت اِس لائق ہوتی ہین کہ اُنکی منی دونون طور قوّت فاعلی وانفعالی رکہتی ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش مین آکر خود بخود حمل ٹہرنے کا موجب ہوجائے - مین کہتا ہون کہ ایسے قصّے ہندؤن مین بہی مشہور ہین سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کی انہین قصّون پر مُبنیاد پائی جاتی ہے -

غرض یہہ خیال ہندؤن مین ہی پُرانا چلا آتا ہے یہان تک کہ رگ وید مین لکہا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی ہی توجہ سے حمل ہوگیا تہا اور ایسا ہی شمس و قمر سے بہی شُرفا آریہ کی پاکدامن لڑکیون کو حمل ہوتا رہا ہے اب اِن قصّون اور کہانیون کو جو بہ کثرت مُختلف قومون مین پائی جاتی ہین یکمرتبہ مردود اور باطل سمجہہ کر پایۂ اعتبار سے ساقط کر دینا عقلمندی کا طریق نہین ہے بلکہ حق تو یہہ ہے کہ اگر اِن قصّون کو اُنکے زوائد سے الگ کرکے دیکہا جائے تو اُنکے نیچے وہی ایک دقیق خاصہ علمِ طبعی کا چہپا ہوا نظر آتا ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اس بات پر ضد نہین کرنی چاہئے کہ اگر یہہ بات کچہہ حقیقت رکہتی ہے تو پہر عام طور پہ کیون وقوع مین نہین آتی کیونکہ اوّل تو یہہ سوانح ایسے نادر الوقوع نہین ہین جیسے آج کل کے نئے فلسفی انکو خیال کر رہے ہین بلکہ مُختلف قومون مین اسکے آثار سلسلہ وار چلے آئے ہین اگرچہ عبرانیون مین تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش مین بیان کئے گئے ہین لیکن یونانیون اور آریون کی کتابون مین اسکی نظیرین بہت پائی جاتی ہین اور حال کے زمانہ اور اسکے قریب قریب بہی بعض ممالک کی عورتین حمل دار ہوکر ایسا کچہہ بیان کرتی رہی ہین اب ان سب قصّون کی نسبت گو کسی منکر کی کیسی ہی رائے ہو مگر صرف اُنکے نادر الوقوع ہونے کی وجہ سے وہ سب کی سب رّد نہین کی جا سکتی اور اُنکے ابطال پر کوئی دلیل فلسفی قائم نہین ہو سکتی بلکہ اکثر یونانی فلسفی (آسمانون کے ماننے والے) اور انہین مین سے افلاطون اور ارسطو بہی اس بات پر متفق ہین کہ حادث چیزون کی مبادی آسمانون کی حرکتین اور اُنکے مختلف دورے ہین اسی جہت سے علوی اور سفلی چیزون کے حُکم اور حال مُختلف ہوتے ہین اور اسی بنا پر اُنکے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک دَور مین ایسی عجائب چیزین یا عجائب شکلون کے جانور پیدا ہون کہ نہ تو دَور سابق مین اور نہ دورِ لاحق مین اُنکی نظیر پائی جائے غرض نادر الظہور اشیاء کا سلسلہ اس وضعِ عالم کو لازمی پڑا ہوا ہے - اور علامۂ موصوف نے اِس مقام مین ایک تقریر بہت ہی عمدہ لکہی ہے وہ لکہتے ہین کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع مین ہونے کی وجہ سے باہم مناسب الطبع واقعہ ہین مگر پہر بہی اُن

مین سے بعض کو نادر طور پر کبھی کبھی کسی زمانہ مین خاص خاص طاقتین یا کسی اعلیٰ درجہ کی قوتین عطا ہوتی ہین جو عام طور پر دوسرون مین نہین پائی جاتین جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ مین تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہے اور بعض کی قوتِ حافظہ یا قوتِ نظر ایسے کمال درجہ کو پہنچی ہے جو اُسکی نظیر نہین پائی گئی اور اس قسم کے لوگ بہت نادر الوجود ہوتے ہین جو صدہا یا ہزارون برسون کے بعد کوئی فرد اُن مین سے ظہور مین آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر اُمور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر ہوا کرتی ہے اور یہہ بہی ہوتا ہے کہ عام لوگون کی نگاہ مین جو باتین کثیر الوقوع اور متواتر الظہور ہون وُہ بطور قاعدہ یا قانونِ قدرت کے مانی جاتی ہین اور اُنہین کی سچائی پر اُنہین اعتماد ہوتا ہے اس لئے دوسرے اُمور جو نادر الوقوع ہوتے ہین وُہ بمقابل اُمور کثیر الوقوع کی نہائت مضحل اور مُشتبہ بلکہ باطل کے رنگ مین دکہائی دیتے ہین اسی وجہ سے عوام کیا بلکہ خواص کو بہی اُنکے وجود مین شکوک اور شُبہات پیدا ہو جاتے ہین سو بڑی غلطی جو حکما کو پیش آتی ہے اور بڑی بہاری ٹھوکر جو اُن کو آگے قدم رکہنے سے روکتی ہے یہہ ہے کہ وُہ اُمورِ کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہین ہوتے اور جو کچہہ اُنکے آثار چلے آتے ہین اُنکو صرف قصّے اور کہانیان خیال کرکے اپنے سر پر سے ٹال دیتے ہین حالانکہ یہہ قدیم سے عادت اللہ ہے جو اُمور کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع عجائبات بہی کبہی کبہی ظہور مین آتے رہتے ہین اسکی نظیرین بہت ہین جنکا لکہنا موجب تطویل ہے اور حکیم بقراط نے اپنی ایک طبی کتاب مین چند چشم دید بیمارون کا بہی حال لکہا ہے جو قواعد طبی اور تجربہ اطبّاء کے روسے وُہ ہرگز قابل علاج نہین تہے مگر اُن بیمارون نے عجیب طور پر شفا پائی جسکی نسبت اُنکا خیال ہے کہ یہہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے اس جگہ ہم اسقدر اَور لکہنا چاہتے ہین کہ یہہ بات صرف نوعِ انسان مین محدود نہین کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع خواص کا انہین سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کرکے دیکہین تو یہہ دوسرا سلسلہ ہر یک نوع مین پایا جاتا ہے مثلاً نباتات مین سے آک کے درخت کو دیکہو کہ کیسا تلخ اور زہرناک

ہوتا ہے مگر کبھی مدتون اور برسون کے بعد ایک قسم کی نبات اسمین پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت
شیرین اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدیمی
تلخی کو دیکھتا آیا ہو بے شک وہ اس نبات کو ایک امر طبعی کی نقیض سمجھیگا ایسا ہی بعض دوسری
نوع کی چیزون مین بھی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور مین آجاتا ہے
کچھ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ مظفر گڈہ مین ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریون کی طرح دودہ
دیتا تھا جب اسکا شہر مین بہت چرچا پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڈہ کو بھی
اطلاع ہوئی تو انہون نے یہہ ایک عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھہ کر وہ بکرا اپنے
روبرو منگوایا چنانچہ وہ بکرا جب انکے روبرو دوہا گیا تو شائد قریب ڈیرہ سیر دودہ کے
اُس نے دیا اور پھر وہ بکرا بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور مین بھیجا گیا تب ایک شاعر
نے اسپر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہہ ہے ✤ مظفر گڈہ جہان ہے مکالف صاحب عالی ✤
یہان تک فضل باری ہے کہ بکرا دودہ دیتا ہے ✤ اسکے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی
نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے بچشم خود چند مردون کو عورتون کی طرح دودہ دیتے دیکھا ہے
بلکہ ایک نے اُن مین سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گانون مین اپنے باپ کے
دودہ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اسکی مان مرگئی تھی ایسا ہی بعض لوگون کا تجربہ ہے کہ
کبھی ریشم کے کیڑے کی مادہ بے نر کے انڈے دیدیتی ہین اور اُن مین سے بچے نکلتے ہین بعض
نے یہہ بھی دیکھا کہ چوہا مٹی خشک سے پیدا ہوا جبکہ آدہا دھڑ تو مٹی تھی اور آدہا چوہا بن گیا۔
حکیم فاضل قرشی یا شائد علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بیمار ہم نے دیکھا جسکا کان ماؤف
ہوکر بہرہ ہوگیا تھا پھر کان کے نیچے ایک ناصور سا پیدا ہوگیا جو آخر وہ سوراخ سے ہوگئے اُس
سوراخ کی راہ سے وہ برابر سنتا تھا گویا خدا نے اسکے لئے دوسرا کان عطا کیا ان دونون
طبیبون مین سے ایک نے اور غالبا قرشی نے خود اپنی اڈی مین سوراخ ہو کر اور پھر اُس راہ سے
مدت تک براز یعنے پاخانہ آتے رہنا تحریر کیا ہے۔ جالینوس سے سوال کیا گیا کہ کیا انسان

کی راہ سے سُن سکتا تہا اُس نے جواب دیا کہ ہنوز تجربہ شہادت نہین دیتا لیکن ممکن ہے کہ کوئی ایسی مشارکت کانون اور آنکہون کی مخفی ہو جو کسی ہاتہہ کے عمل سے یا کسی سماوی موجب سے ظہور پذیر ہو کر اِس خاصیت کے ظہور کا موجب ہو جائے کیونکہ ابہی علم استدراک خواص مختتم نہین - ڈاکٹر جونی آسا نے اپنے سفرنامہ کشمیر مین پیر پنجال کی چڑہائی کی تقریب بیان پر بطور ایک عجیب حکائت کے لکہا ہے جو ترجمہ کتاب مذکور کے صفحہ ۸۰ مین درج ہے کہ ایک جگہ پتہرون کے ہلانے جلانے سے ہمکو ایک بڑا سیاہ بچہو نظر پڑا جسکو ایک نوجوان مُغل نے جو میری جان بچہانے والون مین سے تہا اُٹہا کر اپنی مُٹہی مین دبا لیا اور پہر میرے نوکر کے اور میرے ہاتہہ مین دیدیا مگر اُس نے ہم مین سے کسی کو بہی نہ کاٹا اُس نوجوان سوار نے اُسکا باعث یہہ بیان کیا کہ مین نے اُس پر قرآن کی ایک آئت پڑہ کر پہونک دی ہے اور اِسی عمل سے اکثر بچہوون کو پکڑ لیتا ہون - اور صاحب کتاب فتوحات وفصوص جو ایک بڑا بہارا نامی فاضل اور علوم فلسفہ و تصوف مین بڑا ماہر ہے وہ اپنی کتاب فتوحات مین لکہتا ہے کہ ہمارے مکان پر ایک فلسفی اور کسی دوسرے کی خاصیت احراق آگ مین کچہہ بحث ہو کر اُس دوسرے شخص نے یہہ عجیب بات دکہلائی کہ فلسفی کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیکر کوئلون کی آگ مین جو ہمارے سامنے مجمر مین پڑی ہوئی تہی ڈال دیا اور کچہہ عرصہ اپنا اور فلسفی کا ہاتہہ آگ پر رہنے دیا مگر آگ نے اُن دونون ہاتہون مین سے کسی پر ایک ذرا بہی اثر نہ کیا - اور راقم اِس رسالہ نے ایک درویش کو دیکہا کہ وہ سخت گرمی کے موسم مین یہہ آئت قرآنی پڑہ کر وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جبارین زنبور کو پکڑ لیتا تہا اور اُسکی نیش زنی سے بکلّی محفوظ رہتا تہا اور خود اِس راقم کے تجربہ مین بعض تاثیرات عجیبہ آئت قرآنی کی آچکی ہین جن سے عجائبات قدرت حضرت باری جلشانہ معلوم ہوتے ہین - غرض یہہ عجائب خانہ دُنیا کا بے شمار عجائبات سے بہرا ہوا ہے جو دانا اور شریف حکیم گذرے ہین اُنہون نے اپنے چند معدود معلومات پر ہرگز ناز نہین کیا اور وہ اِس بات کو بہت بے شرمی اور گستاخی سمجہتے رہے ہین کہ اپنے محدود تجربہ کا نام

خُدائیتعالیٰ کا قانونِ قُدرت رکھین مگر اُنکے مُقلّد بباعث اپنی خامی اور ناتمامی کے سخت درجہ پر قانونِ قُدرت کے قائل بلکہ غلام پائے جاتے ہین سو یہہ اُسی مثل کا مصداق ہے کہ در پدر شیر نیکی بسیار است لیکن پسر گرمی دار است - بالخصوص اِس زمانہ کے نو آموز لڑکون مین قانونِ قُدرت کا خیال واجبی حد سے بڑھ گیا ہے اکثر نامقید اور آوارہ طبع اور ملحدانہ طبیعت کے آدمی اُن کم فہم لڑکون کو بگاڑتے جاتے ہین جنکی نادانی اور سادہ لوحی رحم کے لائق ہے - یہہ لوگ نہین سمجھتے کہ اگر خواص قدرتیہ کا خاتمہ ہو چکا ہے تو اُسکا یہہ لازمی نتیجہ ہونا چاہئیے کہ آئندہ خواص جدیدہ ظہور مین نہ آوین اور اگر ابھی خاتمہ نہین ہوا اور نئے انکشافات اور تازہ معلومات کے کُھلنے کی اُمید ہے تو پہر کیون ایک نئی بات کو سُنتے ہی بکری کی طرح انکار مین گردن ہلادین خُدا نے اُنکو یہہ سمجھ نہین دی کہ عجائبات الٰہی کا میدان جو رنگارنگ اور بے انتہا چشمون اور کہوتون اور آبشارون سے آب پاشی پاوہ نفس ناطقہ انسان کے لئے پڑے ہے وُہ کیونکر تجارب محدودہ کی ظرف تنگ مین سما سکتا ہے اور اگر ایسا فرض ہی کر لیا جائے کہ خُدائیتعالیٰ کی قُدرتین اُسی حد تک ختم اور خرچ ہو چکی ہین جو ہمین معلوم ہے تو پہر اِس سے کیونکر خدائیتعالیٰ کا اپنی ذات اور اپنی قُدرتون اور اپنی حکمتون مین بے انتہا ہونا قایم رہ سکتا ہے اُسکی غیر محدود حکمتون اور قُدرتون کو سمجھنے کے لئے یہی ایک تو راہ ہے کہ ایک ذرّہ کے موافق بھی اگر کوئی چیز ہو تو اُسپر اگر تمام انسانی عقلین قیامت تک غور کرین تو اُسکے عجائبات کی تہہ تک نہین پہنچ سکتین کیا جس نے یہہ پُر بہار آسمان جو مہر و ماہ اور ستارون کے چراغون سے سج رہا ہے اور یہہ رشکِ گُلزار زمین جو رنگارنگ مخلوقات سے آباد ہو رہی ہے بغیر ایک ذرّہ مشقت اُٹھانے کے صرف اپنے ارادہ سے پیدا کر دیا اُسکی قُدرتون کا کوئی انتہا پا سکتا ہے اور یہہ بات نہائت ظاہر و بدیہی ہے کہ جب تک علوم و خواص جدیدۃ الظہور کی اِس عالم بے ثبات کے ساتہہ دم لگی ہوئی ہے تب تک کوئی دانا اپنے معلوماتِ محدودہ و معدودہ کو قانونِ قُدرت کے نام سے موسوم نہین کر سکتا اور خود ہمین اپنی اِس غیر مُستقل اور اوباشانہ عادت سے شرمندہ ہونا چاہئیے کہ اوّل ہم کسی بات کے عدم امکان پر ایسا سخت اصرار کرین کہ گویا خُدائیتعالیٰ کو اُسکی خُدائی کے

کانون سے ہی جواب دے دین اور پہر اُسی بات کا وقوع اور ظہور اور ثبوت دیکہہ کر اُسی مُونہہ سے یہہ کہنا شروع کر دین کہ ہان یہہ قانونِ قُدرت مین ہی داخل ہے ایسے لوگ جن مین فطرتی طور پر مادّہ حیا کا کم پایا جاتا ہے وُہ اگر یہہ سیرت اختیار رکہین تو اُنہین کچہہ مضائقہ نہین لیکن اگر ایک باعزت اور ماتہذیب با مرتبت جنٹلمین یہہ طریقہ متنزلانہ اختیار کرے جو اُسے بیسون مرتبہ سخت انکارون کے بعد اقرار کرنا پڑے تو البتّہ یہہ افسوس کا مقام ہے۔ بعض کہتے ہین کہ اگر ہم اپنے مجرّبات ومشاہدات کا اعتبار نہ کرین تو پہر سب علوم ضائع ہوجائینگے مگر مین اسکے جواب مین بجز اِس دُعا کے کہ اے خُدائے قادرِ مطلق اِنکو حقیقت شناسی کی سمجہہ بخش اور کیا کہہ سکتا ہون۔ کیا خواص جدیدہ کے پیدا ہونے سے پہلے علوم ضائع ہوجایا کرتے ہین مثلاً آگ بالخاصیت مُحرق ہے جسکی اِس خاصیت کو بارہا ہم تم آزما چکے ہین بلکہ یہہ خاصیت ہمارے مجرّبات ومشاہدات متواترہ مین سے ہے مگر با این ہمہ یہہ بہی ممکن ہے کہ کوئی ایسی دوا یا روغن پیدا ہو کہ جب وُہ کسی عضو یا کسی اَور چیز پر لگایا جائے تو آگ اپنی خاصیت احراق اُسپر ظاہر نہ کرسکے اور یہہ بہی ممکن ہے کہ خود آگ مین ہی باذنہٖ تعالیٰ کسی اندرونی یا بیرونی حوادث سے یہہ صورت پیدا ہوجائے ایسا ہی یہہ بہی ممکنات مین سے ہے کہ کوئی اِس قسم کی آگ زمین سے یا آسمان سے پیدا ہو جو اپنے خواص مین اِس آگ سے اختلاف رکہتی ہو جیسی نارِ حجاز جسکے نکلنے کی خبر چہہ سو باون برس پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے دی تہی جو صحیح بخاری اور مُسلم مین پانسو برس پہلے ظہور سے مُندرج اور شائع ہو چکی تہی۔ غرض صدہا ایسی صورتین تاثیرات ارضی یا سماوی اور موجباتِ اندرونی یا بیرونی سے ظہور مین آسکتی ہین کہ جو ایک چیز کی خاصیت موجودہ مجربہ مین خلل انداز ہو سکین اور علوم جدیدہ کا دروازہ جو نہایت وسیع اور غیر متناہی طور پر کہلا ہوا ہے وُہ اسی بنا پر تو ہے۔ مین یہہ نہین کہتا کہ تم بے سمجہے سوچے میری بات کو اپنی رائے کی بُنیاد قرار دو بلکہ مین کہتا ہون کہ تم خوب جانچو اور پرکہو اور کہوٹے کہرے مین تمیز کرو اور جو کچہہ زمانہ تمہین دکہلا رہا ہے اُسے اچہی طرح آنکہین کہولکر دیکہو پہر اگر یہی رائے غالب اور فائق نظر آئے تو اے ہمارے مُلک کے نوجوانو، اُسے قبول کرو۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند جوانانِ سعادتمند پند پیر دانا را

میری رائے مین فلسفیون سے بڑھ کر اور کسی قوم کی دلی حالت خراب نہ ہوگی خدا مین اور بندہ مین وہ چیز جو بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خودبینی اور متکبّری ہے سو وہ اِس قوم کے اُصول کو ایسی لازم پڑی ہوئی ہے کہ گویا انہین کے حصہّ مین آگئی ہے - یہہ لوگ خدا تعالیٰ کی قدرتون پر حاکمانہ قبضہ کرنا چاہتے ہین اور جس کے مونہہ سے اِسکے برخلاف کچھہ سُنتے ہین اُسکو نہایت تحقیر اور تذلیل کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور افسوس کا مقام یہہ ہے کہ نوخیزون کے عام خیالات اسی طرف بڑہتے جاتے ہین یہہ کسی قوی دلیل کا اثر نہین بلکہ ہمارے مُلک کے لوگون مین بھیڑیا چال چلنے کا بہت سا مادّہ موجود ہے جس سے تعلیم یافتہ جماعت بھی مستثنیٰ نہین سو اِس فطرت اور عادت کے جو لوگ ہین وُہ ایک بڑی ڈاڑھی والے کو گڑھے مین پڑا ہوا دیکھہ کر فی الفور اُسمین کود پڑتے ہین اور اِس سے بڑھ کر اُنکے ہاتھہ مین اور کوئی دلیل نہین ہوتی کہ یہہ فُلان عقلمند کا قول ہے غرض زہرناک ہوا کے چلنے سے کمزور لوگ بہت جلد ہلاک ہوتے ہین لیکن ایک روشن دل آدمی جسکی فطرت مین خدا تعالیٰ نے وسعتِ علمی کی استعداد رکھی ہوئی ہے وُہ ایسے خیالات کو کہ خدا تعالیٰ کے اسرار پر احاطہ کرنا کسی انسان کا کام ہے بغایت درجہ عقل و ایمان سے دور سمجھتا ہے - و واقعی جتنا انسان عجائبات غیر متناہیہ حضرت باری جل شانُہ پر اطلاع پاتا ہے اُتنا ہی غرور اور گھمنڈ اُسکا ٹوٹتا جاتا ہے اور نئے طالب علمون کی شوخیان اور بے راہیان اُس کے دل و دماغ سے جاتی رہتی ہین اور مدّت دراز تک ٹھوکرین کھانے کی وجہ سے ابتدائی حالت کی تہ و بالا ہوئے ہوئے خیالات کچھہ کچھہ روبراہ ہوتے جاتے ہین جیسے ایک بڑے فلاسفر کا قول ہے کہ مین نے علم اور تجربہ مین ترقّیات کین یہان تک کہ آخری علم اور تجربہ یہہ تھا کہ مجھہ مین کچھہ علم اور تجربہ نہین سچ ہے دریائے غیر متناہی علم و قدرت باری جل شانُہ کے آگے ذرّہ ناچیز انسان کیا حقیقت ہے کہ دم مارے اور اُسکا علم اور تجربہ کیا شئے ہے تا اُس پر ناز کرے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا کیا عمدہ اور صاف اور پاک اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کے موافق یہہ عقیدہ

ہے کہ جو کچھہ اُس سے ہونا ثابت ہے وُہ قبول کیا جائے اور جو کچھہ آئندہ ثابت ہو اُسکے قبول کرنے کے لئے آمادہ رہین اور بجز اُمور منافی صفات کاملہ حضرت باری عزاسمہٗ سب کامون پر اُسکو قادر سمجھا جائے اور امکانی طور پر سب ممکنات قُدرت پر ایمان لایا جائے یہی طریق اہلِ حق ہے جس سے خدا تعالیٰ کی عظمت وکبریائی قبول کی جاتی ہے اور ایمانی صورت بھی محفوظ رہتی ہے جس پر ثواب پانے کا تمام مدار ہے۔ نہ یہہ کہ چند محدود باتین اُس غیر محدود کی گلے کا ہار بنائی جائین اور یہہ خیال کیا جائے کہ گویا اُس نے اپنے ازلی ابدی زمانہ مین ہمیشہ اِسی قدر قُدرتون مین اپنی جمیع طاقتون کو محدود کر رکھا ہے یا اِسی حد پر کسی قاہر سے مجبور ہو رہا ہے اگر خدا تعالیٰ ایسا ہی محدود القُدرت ہوتا تو اُسکے بندون کے لئے بڑے ماتم اور مصیبت کی جگہ تھی وہ عظیم الشّان قُدرتون والا اپنی ذات وصفات مین لایدرک ولا انتہا ہے کون جانتا ہے کہ اُس نے پہلے کیا کیا کام کیا اور آئندہ کیا کیا کریگا تعالی اللہ علوا کبیرا ایک حکیم کا قول ہے کہ اِس سے بڑھ کر کوئی بھی گمراہی نہین کہ انسان اپنی عقل کے پیمانہ سے باری عزّاسمہٗ کے مُلک کو ناپنا چاہے یہہ بیانات بہُت صاف ہین جن کے سمجھنے مین کوئی دقّت نہین لیکن بڑے مُشکل کی یہہ بات ہے کہ دُنیا پرست آدمی جسکی نظر دُنیا کی مدح وذم پر لگی ہوئی ہے وُہ جب ایک رائے اپنی قائم کرکے مشہور کر دیتا ہے تو پھر اُس رائے کا چھوڑنا (خواہ کیسی ہی وجوہات بیّنہ مخالف رائے نکل آوین) اُس پر بہُت مُشکل ہو جاتا ہے اور پھر جب ایسے غلط خیالات مین چند نامی عُقلاء مُبتلا ہو جائیں تو ادنی استعداد کے آدمی اُن خیالات کی تقلید کرنا اور بے سوچے سمجھے اُس پر قدم مارنا اپنی عقلمندی ثابت کرنے کے لئے ایک ذریعہ سمجھہ لیتے ہین فلسفی تقلید ہمیشہ اسی طرح پھیلتی رہی ہے کم استعداد لوگ جو بچّون کی سی کمزوری رکھتے ہین وُہ بڑے بابا کا مُونہہ دیکھہ کر وُہی باتین کہنے لگتے ہین جو اُس بزرگ کے مُونہہ سے نکلین گو وُہ واقعی ہون یا غیر واقعی اور صحیح ہون یا غیر صحیح اُنکو اپنی سمجھہ تو ہوتی ہی نہین ناچار وُہ کسی نامی صیّاد کے دام مین پھنس جاتے ہین واقعی جتنا انسان تقلید سے نفرت کرکے بھاگتا ہے اُتنا ہی تقلید مین باربار پڑتا ہے۔

اس جگہ اس بات کا جواب دینا بھی مناسب ہے کہ اگر سب اُمور قوانین ازلیّہ وابدیّہ مین
داخل ہین یعنے پہلے ہی سے بندھے ہوئے چلے آتے ہین تو پھر معجزات کیا شیئے ہین سو جاننا
چاہئے کہ بیشک یہہ تو سچ ہے کہ قوانین ازلیّہ وابدیّہ سے یا یون کہو کہ خدائیتعالی کے ازلی ارادہ
اور اُسکے قضا و قدر سے کوئی چیز باہر نہین گو ہم اُسپر اطلاع پاوین یا نہ پاوین جف القلم بما هو
کائن مگر اُسی عادت الہیہ نے جو دوسرے لفظون مین قانونِ قدرت سے موسوم ہو سکتی ہے
بعض چیزون کے ظہور کو بعض کے ساتھہ مشروط کر رکھا ہے پس جو اُمور ازلی ابدی ارادہ نے
مُقدّسون کی دُعاؤن اور اُنکی برکاتِ انفاس اور اُنکی توجہ اور اُنکی عقد ہمّت اور اُنکے اقبال تام
سے وابستہ کر رکھے ہین اور اُنکے تضرعات اور ابتہالات پر مترتب کیجاتی ہین وہ اُمور جب اُنہین
شرائط اور اُنہین وسائل سے ظہور مین آتے ہین تب اُن اُمور کو اُس خاص حالت مین معجزہ
یا کرامت یا نشان یا خارقِ عادت کے نام سے موسوم کرتے ہین - اور اس جگہ خارقِ عادت کے
لفظ سے اس شبہہ مین نہین پڑنا چاہئے کہ وہ کونسا امر ہے جو عادتِ الہیہ سے باہر ہے کیونکہ اس
محل مین خارقِ عادت کے قول سے ایک مفہوم اضافی مراد ہے یعنے یون تو عاداتِ ازلیہ وابدیہ
خدائے کریم جل شانہ سے کوئی چیز باہر نہین مگر اُس کی عادات جو بنی آدم سے تعلّق رکھتی ہین
دو طور کی ہین ایک عاداتِ عامّہ جو روپوش اسباب ہو کر سب پر مؤثر ہوتی ہین دوسری عاداتِ
خاصّہ جو بتوسطِ اسباب اور بلا توسطِ اسباب خاص اُن لوگون سے تعلّق رکھتی ہین جو اُسکی محبت
اور رضا مین کھوئی جاتی ہین یعنے جب انسان بکلّی خدائیتعالی کی طرف انقطاع کر کے اپنی عاداتِ
بشریہ کو استرضاء حق کے لئے تبدیل کر دیتا ہے تو خدائیتعالی اُسکی اُس حالتِ مُبدّلہ کے موافق
اُسکے ساتھہ ایک خاص معاملہ کرتا ہے جو دوسرون سے نہین کرتا یہہ خاص معاملہ نسبتی طور پر گویا
خارقِ عادت ہے جسکی حقیقت اُنہین پر کھلتی ہے جو عنایتِ الہی سے اُس طرف کھینچے جاتے ہین -
جب انسان اپنی بشری عادتون کو جو اُس مین اور اُسکے ربّ مین حائل ہین شوق توصّل الہی
مین توڑتا ہے تو خدائے تعالی بھی اپنی عام عادتون کو اُسکے لئے توڑ دیتا ہے یہہ توڑنا بھی عادت

ازلیہ مین سے ہے کوئی امر مستحدث نہین ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیّت
جل شانہ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسا خدائیتعالی پر بڑھتا ہے ایسا ہی
اُس طرف سے الوہیّت کی قدرتون کے چمکار اور اُسکی کرنین زیادہ سے زیادہ اُسپر پڑتی ہین
اور جیسے جیسے اِس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق ہوتا جاتا ہے ایسا ہی اُس طرف سے بھی
کامل اور طیّب برکتین ظاہر و باطن پر اُترتی ہین اور جیسی جیسی محبّتِ الٰہی کی موجین عاشق صادق
کے دل سے اُٹھتی ہین ایسا ہی اُس طرف سے بھی ایک نہائت صاف اور شفاف دریائے محبّت کا
زور شور سے چھوٹتا ہے اور دائرہ کی طرح اُسکو اپنے اندر گھیر لیتا ہے اور اپنے الہی زور سے کھینچ کر
کہین کا کہین پہنچا دیتا ہے اور جیسا یہ امر صاف صاف ہے ویسا ہی ہمارے نیچر کے مطابق بھی
ہے ہم تم ہی جیسے جیسے دوستی اور محبت اور اخلاص مین بڑھتے ہین تو اُسی طرز صفائی محبّت کی یہی
نشانی ہوا کرتی ہے کہ دونون طرف سے آثار خلوص و اتحاد و یگانگت کے ظاہر ہون نہ صرف ایک
طرف سے سو ہر ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ عوام الناس کی نسبت معاملہ خارق عادت رکھتا
ہے جب انسان اپنی پہلی زندگی کی نسبت ایک ایسی نئی زندگی حاصل کرتا ہے جسکو نسبتی طور پر خارقِ
عادت کہہ سکتے ہین تو اُسی دم سے وُہی قدیم خدا اپنی تجلیّاتِ نادرہ کے رو سے ایک نیا خدا اُسکے
لئے ہو جاتا ہے اور وُہ عادتین اُسکے ساتھ ظہور مین لاتا ہے جو پہلی زندگی کی حالت مین کبھی خیال مین
بھی نہین آئی تہین - خوارق کی کل جس سے عجائباتِ قُدرتیہ حرکت مین آتی ہین انسان کی تبدیل یافتہ
روح ہے اور وُہ سچی تبدیلی یہان تک آثار نمایان دکہاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے شور
محبّت دل پر استیلا پکڑتا ہے اور عشق الہی کے پُرزور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کششین ایسے
مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہین کہ اُس عجیب حالت مین اگر وہ آگ مین ڈالا جائے تو آگ اُس پر
کچھ اثر نہین کر سکتی اگر وُہ شیرون اور بھیڑیون اور ریچھون کے آگے پھینک دیا جائے تو وُہ اُسکو
نقصان نہین پہنچا سکتے کیونکہ اُس وقت وُہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلّیات سے لباس بشریت
کے خواص کو پہاڑ کر کچھ اَور ہی ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پر آگ مستولی ہو کر

اُسکو اپنے رنگ مین لے آتی ہے اسی طرح یہہ بہی آتشِ محبتِ الٰہی کے ایک سخت استیلا سے کچہہ کچہہ اس طاقتِ عظمیٰ کے خواص ظاہر کرنے لگتا ہے جو اُس پر محیط ہو گئی ہے سو یہہ کچہہ تعجب کی بات نہین کہ عبودیت پر ربوبیّت کا کامل اثر پڑنے سے اُس سے ایسے خوارق ظاہر ہون بلکہ تعجب تو یہہ ہے کہ ایسے اثر کے بعد بہی عبودیّت کی معمولی حالت مین کچہہ فرق پیدا نہ ہو کیونکہ اگر لوہا آگ مین تپانے سے کسی قدر خاصۂ آگ کا ظاہر کرنے لگے تو یہہ امر سراسر مطابق قانونِ قُدرت ہے لیکن اگر سخت تپانے کے بعد بہی اُسی پہلی حالت پر رہے اور کوئی خاصیّت جدیدہ اُسمین پیدا نہ ہو تو یہہ عند العقل صریح باطل ہے سو فلاسفی تجارب بہی اُن خوارق کے ضروری ہونے پر شہادت دے رہے ہین۔ یہہ افسانہ نہین اس پر عارفانہ روح لیکر غور کرو۔ کیا بد نصیب وُہ شخص ہے جو اِسکو افسانہ سمجہے اور غور نہ کرے اس حالتِ خارقہ کو عارف کا دل جو مُبدّل ہے خوب شناخت کرتا ہے۔ دُنیا اِس حالت سے غافل ہے اور انکار کرتی ہے پر وُہ جو اس مرتبہ تک پہنچا ہے وہ اس یقینی صداقت کے تصوّر سے سرور مین ہے۔ یہہ تجلّیاتِ الٰہیہ کا ایک دقیق بہید ہے اور اعلیٰ درجہ کا رازِ معرفت ہے اور انسانی روح کے تعلّقات جو در پردہ اپنے ربِّ کریم سے نہایت نازک اور لایُدرک طور پر واقعہ ہین وُہ اِسی نقطہ پر آکر کہلتے ہین اور اسی نقطہ پر ایک طرفۃ العین کے لئے بندہ کے ہاتہ خدا کے ہاتہ اور اُسکی آنکہین خدا کی آنکہین اور اُسکی زبان خدا کی زبان کہلاتی ہے اور ربوبیّت کی چادر ذرّہ عبودیت پر پڑکر اُسکو اپنے انوار مین متواری اور اپنی پُرزور موجون کے نیچے گُم کردیتی ہے۔ فلسفیون کی پُرغرور روحین اِس انتہائی مرتبہ کے دریافت کرنے سے بے نصیب گئین اور خدائے عزّوجل نے دل کے غریب اور سادہ لوگون کو یہہ حالتین دکہا دین اور اُن پر وارد کردین ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اب خلاصۂ کلام یہہ کہ خدا تعالیٰ کی ذات مین بہت سی عجائب رحمتین اور بہت سی نادر وفاداریان ہین مگر کہلے کہلے طور پر اُنہین پر ظاہر ہوتی ہین کہ جو لوگ اُسی کے ہو جاتے ہین اور اُسی کے ہو رہتے ہین اور اُس ایک کے پانے کے لئے بہتون کی جدائی اختیار کرتے ہین خاک مین گرتے ہین تا وُہ پکڑلے

نام و ننگ سب کہو دیتے ہین تاوہ راضی ہوجائے ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا
فی امرنا وادخلنا فی عبادک المخلصین آمین

جنس نام و ننگ عزت راز دامان ریختیم
یار آمیز دگر با ما بہ خاک آمیختیم
دل بدادیم از کف و جان در رہے انداختیم
از پئے وصل نگاری حیلہ ہا انگیختیم

اب ہم وہ **مباحثہ مذہبی** جو مابین ہمارے اور لالہ مرلیدہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر کے بالمواجہہ وقوع مین آیا ذیل مین درج کرتے ہین۔

وہ یہہ ہے

اعتراض ازطرف لالہ مرلیدہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر

مین نے اسوقت چند سوال پوچہنے ہین جن مین سے پہلا یہہ ہے۔ کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی معجزے دکھلاتے رہے ہین چنانچہ حضرت محمدؐ صاحب نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے دونون آستینون سے نکال دیا۔ سو یہہ امر قانون قدرت کے برخلاف ہے کہ ایک شیئے ہزارون میل لمبی چوڑی یا ہزارون میل قطر والی چہہ انچہ یا ایک فٹ کے سوراخ سے نکل جاوے اور چاند جو ہماری گردش زمین کے گرد کرتا ہے وہ اپنی گردش کو چہوڑکر ادہر ادہر ہوجائے جس سے انتظام عالم مین ہی فرق آجائے۔ اور پہر علاوہ اسکے سوائے دوچار شخصون کے کوئی نہ دیکہے۔ کیونکہ کسی ملک مین مثلاً ہندوستان چین برہما وغیرہ کی تاریخون مین اسکا کچہہ ذکر نہین پایا جاتا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ باتین بالکل بناوٹی ہین اگر اصلی ہین تو انکا کیا ثبوت ہے۔ مرلیدہر

جواب از مولف رسالہ ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماسٹر صاحب نے جو معجزہ شق القمر پر اعتراض کیا ہے کہ شق قمر ہونا خلاف عقل

ہے اور دوسرے یہہ کہ آستین مین سے چاند کا دو ٹکڑے ہو کر نکل جانا صریح عقل کے برخلاف ہے۔ اسکے جواب مین واضح ہو کہ یہہ اعتراض کہ کیونکر چاند دو ٹکڑے ہو کر آستین مین سے نکل گیا تہا یہہ سراسر بے بنیاد اور باطل ہے کیونکہ ہم لوگون کا ہرگز یہہ اعتقاد نہین ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین مین سے نکلا تہا اور نہ یہہ ذکر قرآن شریف مین یا حدیث صحیح مین ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث مین ایسا ذکر آیا ہے تو وُہ پیش کرنا چاہئے یہہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی آریہ صاحبون پر یہہ اعتراض کرے کہ آپکے بیان لکہا ہے کہ **مہان دیوجی** کی لٹون سے گنگا نکلی ہے۔ پس جس اعتراض کی ہمارے قرآن یا حدیث مین کچہہ بہی اصلیت نہین اُس سے اگر کچہہ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ماسٹر صاحب کو اُصول اور کُتب معتبرہ اسلام سے کچہہ بہی واقفیت نہین بہلا اگر یہہ اعتراض ماسٹر صاحب کا کسی اصل صحیح پر مبنی ہے تو لازم ہے کہ ماسٹر صاحب اِسی جلسہ مین وُہ آیت قرآن شریف پیش کرین جس مین ایسا مضمون درج ہے یا اگر آیت قرآن نہ ہو تو کوئی حدیث صحیح ہی پیش کرین جسمین ایسا کچہہ بیان کیا گیا ہو اور اگر بیان نہ کرسکین تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے قند نادم ہونا چاہئے کیونکہ منصب بحث ایسے شخص کے لئے زیبا ہے جو فریق ثانی کے مذہب سے کچہہ واقفیت رکہتا ہو باقی رہا یہہ سوال کہ شق قمر ماسٹر صاحب کے زعم مین خلاف عقل ہے جس سے انتظام ملکی مین خلل پڑتا ہے یہہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلّت تدبّر سے ناشی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جل شانہٗ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وُہ کام سراسر قدرت کاملہ کی ہی وجہ سے ہوتا ہے نہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے یعنے جس ذات قادر مطلق کو یہہ اختیار اور قدرت حاصل ہے کہ چاند کو دو ٹکڑہ کر سکے اُسکو یہہ بہی تو قدرت حاصل ہے کہ ایسے پُر حکمت طور سے یہہ فعل ظہور مین لاوے کہ اُسکے انتظام مین بہی کوئی خلل عائد نہ ہو اسی وجہ سے تو وہ سرب سکتی مان اور قادر مطلق

کہلاتا ہے اور اگر وہ قادر مطلق نہ ہوتا تو اسکا دنیا مین کوئی کام نہ چل سکتا ہان
یہہ شناعت عقلی آریون کے اکثر عقائد مین جابجا پائی جاتی ہے جس سے ایک طرف
تو انکے اعتقادات سراسر خلاف عقل معلوم ہوتے ہین اور دوسری طرف خلاف قدرت
وعظمت الہی بہی جیسے روحون اور اجزاء صغار عالم کا غیر مخلوق اور قدیم اور انادی ہونا
اصول آریہ سماج کا ہے - اور یہہ اصول صریح خلاف عقل ہے اگر ایسا ہو تو پرمیشر کی طرح
ہر ایک چیز واجب الوجود ٹھہر جاتی ہے اور خدا تعالی کے وجود پر کوئی دلیل قایم نہین
رہتی بلکہ کاروبار دین کا سب کا سب ابتر اور خلل پذیر ہوجاتا ہے - کیونکہ اگر ہم سب کے
سب خدا تعالی کی طرح غیر مخلوق اور انادی ہی ہین تو پہر خدا تعالی کا ہم پر کونسا حق ہے
اور کیون وہ ہم سے اپنی عبادت اور پرستش اور شکر گذاری چاہتا ہے اور کیون گناہ کرنے
سے ہمکو سزا دینے کو طیار ہوتا ہے اور جس حالت مین ہماری روحانی بینائی اور روحانی تمام
قوتین خود بخود قدیم سے ہین تو پہر ہمکو فانی قوتون کے پیدا ہونے کے لئے کیون پرمیشر
کی حاجت ٹھہری - غرض خلاف عقل بات اگر تلاش کرنی ہو تو اس سے بڑہکر اور کوئی
بات نہین جو خدا تعالی کو اول اپنا خدا کہہ کر پہر اسکو خدائی کے کامون سے الگ رکہا جائے
لیکن جو کام خدا تعالی کا صرف قدرت سے متعلق ہے اسپر وہ شخص اعتراض کرسکتا ہے
کہ اول خدا تعالی کی تمام قدرتون پر اس نے احاطہ کرلیا ہو اور اس جگہ یہہ بہی واضح رہے
کہ مسئلہ شق القمر ایک تاریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف مین درج ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن
شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اسکی بروقت نزول ہزارون مسلمانون اور
منکرون کو سنائی جاتی تہی اور اسی کی تبلیغ ہوتی تہی اور صدہا اسکے حافظ تہے مسلمان
لوگ نماز اور خارج نماز مین اسکو پڑہا کرتے تہے پس جس حالت مین صریح قرآن شریف مین
وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور جب کافرون نے یہہ نشان دیکہا تو کہا کہ جادو ہے
جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے اقتربت الساعتہ وانشق القمر وان یروا آیتہ یعرضوا

ویقولوا سحر مستمر تو اس صورت مین اُس وقت کے منکرین پر لازم تہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے کیا اور کب اُسکو ہم نے دیکہا لیکن جس حالت مین بعد مشہور اور شایع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چُپ رہے اور کسی نے دم ہی نہ مارا تو صاف ظاہر ہے کہ اُنہون نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکہا تہا تب ہی تو اُنکو چون وچرا کرنیکی گنجایش نرہی غرض یہہ بات بہت صاف اور ایک راست طبع محقق کے لئے بہت فایدہ مند ہے کہ قرآن شریف مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جہوٹا معجزہ بحوالہ اپنے مخالفون کی گواہی کے لکہہ نہین سکتے تہے اور اگر کچہہ جہوٹ لکہتے تو اُن کے مخالف ہمعصر اور ہم شہر اُس زمانہ کے اُسے کب پیش جانے دیتے علاوہ اِسکے سوچنا چاہئے کہ وُہ مسلمان لوگ جنکو یہہ آیت سُنائی گئی اور سُنائی جاتی تہی وُہ بہی تو ہزارون آدمی تہے اور ہر یک شخص اپنے دل سے یہہ محکم گواہی پاتا ہے کہ اگر کسی پیر یا مرشد یا پیغمبر سے کوئی امر محض دروغ اور افترا ظہور مین آوے تو سارا اعتقاد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا شخص ہر ایک شخص کی نظر مین بُرا معلوم ہونے لگتا ہے اِس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ اگر یہہ معجزہ ظہور مین نہین آیا تہا اور افترا محض تہا تو چاہئے تہا کہ ہزارہا مسلمان جو آن حضرت پر ایمان لائے تہے ایسے کذب صریح کو دیکہہ کر یک لخت سارے کے سارے مُرتد ہو جاتے لیکن ظاہر ہے کہ ان باتون مین سے کوئی بات بہی ظہور مین نہین آئی پس اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر ضرور وقوع مین آیا تہا ہر یک منصف اپنے دل مین سوچ کر دیکہہ لے کہ کیا تاریخی طور پر یہہ ثبوت کافی نہین ہے کہ معجزہ شق القمر اُسی زمانہ مین بحوالہ شہادت مخالفین قرآن شریف مین لکہا گیا اور شایع کیا گیا اور پہر سب مخالف اُس مضمون کو سُنکر چُپ رہے کسی نے تحریر یا تقریر سے اُسکا ردّ نہ کیا اور ہزارون مسلمان اُس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے رہے اور یہہ بات ہم مکرر لکہنا چاہتے ہین کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدائیتعالی ہے کیونکہ اگر خدائیتعالی

کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسب اصول تناسخ آریہ صاحبان یہہ اعتقاد رکہا جائے
کہ جب تک زید نہ مرے بکر ہرگز پیدا نہین ہوسکتا اس صورت مین تمام خدائی اُسکی باطل
ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پرمیشر کو سرب شکتی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا
جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محک امتحان
نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعوی پر اس قدر اعتراض وارد ہونگے اور ایسی خجالتین
اُٹھانی پڑینگی کہ جنکا کچہہ ٹہکانا نہین انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر
دیکہتا ہے اُسکو خلاف عقل سمجہہ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شیئے دیگر ہے اور خلاف عقل
ہونا شیئے دیگر بہلا مین ماسٹر صاحب سے پوچہتا ہون کہ خدائیتعالی اس بات پر قادر رہتا یا نہین
کہ جسقدر اب جرم قمری مشہود و محسوس ہے اس سے آدہے سے بہی کام لے سکتا
اور اگر قادر نہین تو اُس پر عقلی دلیل جو عند العقل تسلیم ہوسکے کونسی ہے اور کس کتاب مین
لکہی ہے تو جس حالت مین معجزہ شق القمر مین یہہ بات ماخوذ ہے کہ ایک ٹکڑا اپنی حالت معہودہ
پر رہا اور ایک اُس سے الگ ہوگیا وہ بہی ایک یا آدہ منٹ تک یا اس سے بہی کم - تو
اسمین کونسا استبعاد عقلی ہے اور بفرض محال اگر استبعاد عقلی بہی ہو تو ہم کہتے ہین کہ عقل
ناقص انسان کی ہریک کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے بہلا آپ ہی بتلاوین کہ یہہ مسئلہ
جو آپکے اصول کے رو سے ستیارتہہ پرکاش مین پنڈت دیانند صاحب نے لکہا
ہے کہ روح انسانی اوس کی طرح کسی گہاس پات وغیرہ پر گرتی ہے پہر اسکو کوئی عورت
کہا لیتی ہے اُس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہہ کس قدر عقل کے برخلاف اور تمام اطبا اور فلاسفر
کی تحقیق کے مخالف ہے * کیونکہ ظاہر ہے کہ بچہ صرف عورت ہی کی منی سے پیدا نہین ہوتا

---

* **حاشیہ** لالہ مرلیدہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر نے چودہوین مارچ ۱۸۸۶ء کے جلسہ بحث مین
جس مین راقم رسالہ ہذا کا حق تہا کہ پہلے اپنا اعتراض پیش کرے وقت کو ناحق ضایع کرنیکے لئے گیارہ مارچ ۱۸۸۶ء

بلکہ عورت اور مرد دونوں کی منی سے پیدا ہوتا ہے اور اُسکے اخلاق روحانی بہی صرف
ماں سے مشابہت نہیں رکہتے بلکہ ماں اور باپ دونوں سے مشابہت رکہتے ہیں۔ تو
پہر یہہ اعتقاد کس قدر نامعقول اور خلافِ عقل ہے کہ گویا ایک عورت کی غذا میں ہی وُہ
رُوح مخلوط ہوکر کہائی جاتی ہے اور مرد اُس سے محروم رہجاتا ہے پہر سوچنا چاہئے کہ کیا
رُوح کوئی جسم کی قسم ہے کہ جسم سے مخلوط ہو جاتی ہے دیکہو کسقدر یہہ اُصول بعید از
عقل ہے ماسوا اِسکے زمین کے نیچے سے ہزاروں جانور زندہ نکلتے ہیں اور بہت سی
چیزوں میں سیکڑوں برسوں کے بعد کیڑے پڑجاتے ہیں ان چیزوں میں کہاں سے
اور کس راہ سے رُوح آجاتی ہے۔ غرض اگر آپ یہہ دعوی نہ کرتے کہ جو امر بظاہر برتر
از عقل معلوم ہو وُہ خدائیتعالیٰ کی قُدرت سے بعید ہے تو ہمیں کچہہ ضرور نہ تہا کہ آپ پر

بقیہ حاشیہ کے بحث کے متعلّق ایک فضول جہگڑا شروع کردیا اور چند سطریں مُندرجۂ ذیل
لکہہ کر اور اُن پر اپنے دستخط کر کے جلسۂ عام میں ایک بڑے جوش سے کہڑے ہوکر سنائیں
اور وُہ یہہ ہیں۔

آج پہلے اِسکے کہ میں کوئی نیا سوال پیش کروں مرزا صاحب کی پہلے روز کی تقریر
میں سے وُہ حصّہ جو اُنہوں نے فرمایا ہے کہ ستیارتہہ پرکاش میں لکہا ہے کہ رُوحیں
اوس وغیرہ پر پہلتی ہیں اور عورتیں کہاتی ہیں تو آدمی پیدا ہوتے ہیں پیش کرتا
ہوں یہہ ستیارتہہ پرکاش میں کسی جگہ نہیں اگر ہے تو ستیارتہہ پرکاش میں دیتا
ہوں اُسمیں سے نکالکر دکہلاویں تاکہ سچ اور جہوٹ کی تمیز لوگ کرلیں۔ ۱۴
مارچ ۱۸۸۶ء۔ مرلیدہر ڈرائنگ ماسٹر

اِسکے جواب میں اوّل تو میں نے یہہ کہا کہ پہلے روز کی تقریر اُسی روز کے ساتہہ
ختم ہوئی آپ پر لازم تہا کہ اُسی روز جہگڑا شروع کرتے یہہ کیونکر اِس جلسۂ بحث میں

اعتراض کرتے لیکن اب تو ماسٹر صاحب آپ پر فرض ہوگیا کہ اوّل اپنے گھر کی باتون کو (جو صریح خلافِ عقل معلوم ہوتی ہین) عقل کے رو سے ثابت کرلین پھر کسی دوسرے پر اعتراض کرین بھلا جس حالت مین آپ کے نزدیک رُوح ہی ایک باریک جسم ہے جو اوس یعنے شبنم کی طرح ہوکر آسمان سے گرتی ہے تو آپ پر یہہ ہی سوال وارد ہوگا کہ انڈے مین جب بچہ مرجاتا ہے تو وُہ کس راہ سے نکل جاتی ہے - اور پھر جب اُس لاش یا میت مین اندر ہی اندر کیڑے پڑجاتے ہین تو وُہ کس راہ سے آتے ہین پانی کے کیڑے اور ہوا کے کیڑے اور پھلون کے کیڑے کس اُوس سے پیدا ہوتے ہین ہر یک منصف سمجھ سکتا ہے کہ یہہ بات کہنا کہ یہہ امر خلافِ عقل ہے اُس شخص کے لئے حق پہنچتا ہے کہ جس نے اوّل اپنے گھر کی صفائی کرلی ہو لیکن در حقیقت عقائد اِسلام مین تو ایک بات ہی خلافِ عقل

بقیہ حاشیہ

تحریک کے لائق نہین بلکہ از قبیل مشتے کہ بعد از جنگ یاد آمد - ہے اگر آپکو چار روز کی بات اب جاکر سوجھی ہے تو آپ بر وقت شایع کرنے اپنے مضمون کے بطورِ خود لکھہ دین کہ یہہ حوالہ غلط ہے پھر دیکھا جائیگا - اور مین اب بھی کتاب نکالکر دکھلا دیتا لیکن مجھے پتہ یاد نہین اور نہ مین ناگری پڑھ سکتا ہون یہہ سب عذرات سُنکر ماسٹر صاحب نے سراسر مکابرہ کی راہ سے اسی پر ضد کرنا شروع کیا کہ جب تک اِسکا تصفیہ نہ ہولے دوسری گفتگو نہین کرسکتے اِسپر مولوی الہٰی بخش صاحب وکیل نے بھی اُنہین بہت سمجھایا کہ اس موقع پر گذشتہ قصون کو لے بیٹھنا بیجا ہے آج کے دن آج ہی کی بحث ہونی چاہئے بھلا اتنی بڑی کتاب جسکا پتہ و مقام خاص یاد نہین اگر کسی سے پڑھائی بھی جائے تو کیا دو چار روز سے کم مین ختم ہوسکتی ہے اُسکے جواب مین لالہ صاحب نے تُند ہوکر اُنکو فرمایا کہ آپ عدالتون مین ایسی ہی وکالتین کیا کرتے ہین یہہ رعایت کی بات ہے غرض جب دیکھا گیا کہ خُدا نے ماسٹر صاحب کی کچھ ایسی ہی سمجھ کہی ہے

پائی نہین جاتی ہان بعض اُمور دقیقہ برتراز عقول ناقصہ ہین جو کمال معرفت کی حالت مین مُنکشف ہو جاتے ہین مگر آپکے مذہب مین تو ہزارون باتین خلاف عقل اور خلاف شانِ اُلوہیت پائی جاتی ہین تو پہر آپ دوسرون پر کیونکر اعتراض کرسکتے ہین پس اسی قدر کافی ہے۔

ماسٹر صاحب کا جواب الجواب معہ اُسکی ردّ کے

قولہٗ مرزا صاحب میرے سے حدیث یا آیت مانگتے ہین اور ساتھہ ہی قرآن کی آیت تحریر فرماکر اقرار کرتے ہین کہ قمر کے دو ٹُکرے حضرت نے کئے۔

اقول صاحب سن مین نے چاند کے دو ٹکُرے ہونے پر تو آپ سے کسی آیت یا حدیث

بقیہ حاشیہ کہ وُہ بہرحال اپنے اُلٹے کو سیدہا اور دوسرے کے سیدہے کو اُلٹا خیال کرتے ہین توقصہ کوتاہ کرنے کی غرض سے اُنکو کہا گیا کہ جب ہم یہہ بحث شایع کرینگے تو اِس مقام پر ستیارتھہ پرکاش کا حوالہ ہی ضرور لکھہ دینگے چنانچہ ماسٹر صاحب نے جب تک یہہ اقرار تحریری نہ لکہا لیا تب تک صبر نہ آیا سو آج وُہ روز ہے جو ہم اُس وعدہ کو پورا کرین اور دیکھین کہ ماسٹر صاحب کس قدر انسانی غیرت کو کام مین لاکر شرمندہ اور مُنفعل ہوتے ہین۔

لیکن اوّل اِس بات کا کہول دینا ازبس ضروری ہے کہ جس حالت مین ستیارتھہ پرکاش مین وُہ مضمون جسکا حوالہ دیا گیا تہا صاف درج تہا تو پہر کیون ماسٹر صاحب نے اِسکے اندراج سے صاف انکار کیا اور اُسکے مطالبہ مین اِسقدر بیجا ضدّ کی کہ بہت سے وقت کو کہویا جس سے ہمارا حق بالمقابل اعتراض کرنے کا بہت سا ضایع ہوا اِسکا سبب تین مین سے ایک ہے یا تو یہہ کہ ابہی ماسٹر صاحب کو اپنے مذہب کی کتابون کی کچھہ خبر ہی نہین صرف دیکھا دیکھی بحث کرنے کا شوق ہوگیا ہے — یا دوسرا سبب یہہ ہی ہوسکتا ہے

کی سند نہین مانگی بلکہ ایک ادنی استعداد کا اُردو خوان بہی میرے جواب کو پڑہ کر سمجھہ سکتا ہے کہ مین نے تو آپ سے یہہ ثبوت مانگا تہا کہ قرآن شریف یا حدیث مین کہان لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی آستینون مین سے اُسکو نکالدیا سو آپ نے اسکا کچہہ ثبوت نہ دیا۔

قولہ میرا سوال تہا کہ جو بات خلافِ قانونِ قدرت ہے (یعنے شق القمر) وہ کس طرح ہو سکتی۔

اقول بے شک استفسار حقیقت آپکے سوال کا تو بہت صحیح اور درست ہے کہ خلافِ قانونِ قدرت ازلی و ابدی کوئی بات ظہور مین نہین آتی لیکن ساتہہ اسکے یہہ دعوی آپ کا کہ اُس قانون ازلی و ابدی پر انسانی عقل نے احاطہ تام کر لیا ہے اور پہر اُس خیال باطل

بقیہ حاشیہ کہ خبر تو تہی لیکن خیانت کی راہ سے دوسرون کے بہکانے اور دہوکا دینے کے لئے ایک امرِ حق کو چہپانا چاہا ہے۔ یا یون بہی کہہ سکتے ہین کہ اِس قسم کے جہوٹے اور لغو مسائل کا حتی الوسع لوگون کے روبرو ظاہر نہ کرنا پنڈت دیانند کی طرف سے بطور وصیت فہمائش ہے جس پر اُنکے پیرو عمل کر رہے ہین اور یہہ آخری سبب قرین قیاس ہے اور یہی وجہ تہی کہ ماسٹر صاحب نے اپنا تمام جوش اسی مین خرچ کیا کہ ایسا نالائق مضمون اور ایسا باطل خیال ستیارتھہ پرکاش مین ہرگز نہین ہے اور نہ پنڈت دیانند صاحب کی شان کے لائق ہے کہ ایسی احمقانہ باتین اُنکی قلم سے نکلین مگر شکر ہے کہ آخر چور پکڑا گیا۔ اور اسجگہ ماسٹر صاحب کو بہی معلوم ہے کہ پنڈت صاحب کی یہہ ایک نئی غلطی نہین بلکہ اُنکی اکثر تحریرین ایسی ہی ہین کہ جنکو غلطستان کہنا چاہئے اُنکی فطرت ہی کچہہ ایسی واقعہ تہی کہ باریک باتون تک اُنکی عقل نہین پہنچ سکتی تہی اور خالص اور مغشوش دلائل مین فرق نہین کر سکتے تہے ہان بعض اوقات پیچہے سے وقت گذرنے کے بعد سمجہہ بہی جاتے تہے کہ ہم سے

کے رو سے شق القمر پر اعتراض کرنا یہہ بالکل غلط اور سراسر سمجھہ کا پھیر ہے عقلمندی یہہ ہے کہ قانونِ قدرت جو ہنوز انسانی دفترون مین غیر مکمل ہے اُسکو ہمیشہ عجائبات جدید الظہور کا تابع رکہنا چاہیئے نہ یہہ کہ جو عجائبات خواص عالم نئے نئے کہلتے جائین اُنکو باوجود ثبوت کے اس وجہ سے رد کر دین کہ جو کچھہ آج تک ہمین معلوم ہے یہہ اس سے زائد امر ہے - اس سے زیادہ تر کونسی فضول گوئی اور بے سمجھی ہوگی کہ اپنے چند روزہ اور محدود اور مشتبہ تجربہ کو خدا تعالیٰ کا مکمل قانونِ قدرت خیال کر بیٹھین اور پھر جو آئندہ اسرار کہلتے جائین اُنکو اس بنا پر خلافِ قانونِ قدرت سمجھہ لین کہ وہ ہمارے معلومات سابقہ سے زیادہ ہین مجھے یقین ہے کہ آپ نے اس رسالہ کے مقدمہ مذکورہ بالا کو پڑھ کر سمجھہ لیا ہوگا کہ قانونِ قدرت کیا چیز ہے اور کس حالت مین کسی امر کو کہہ سکتے ہین

بقیہ حاشیہ

غلطی ہوئی مگر وہ سمجھا کچھہ اپنی لیاقت سے نہین بلکہ لوگون کے اعتراضات بارش کی طرح چارون طرف سے برس کر متنبہ کرتے تھے اور اسی نقصان فہم کی وجہ سے پنڈت دیانند کا اپنی تمام زندگی مین یہہ طریق رہا ہے کہ اول ایک بات کا دعویٰ کرنا کہ یہہ مسئلہ وید کا ہے اور ہمارے ویدون مین یون ہی لکہا ہے اور پھر اسکو کسی رسالہ وغیرہ مین چھپوا دینا اور پھر جس وقت دانشمند لوگ اُسپر اعتراض کر کے اُسکا باطل ہونا کہول دین اور لاجواب کر دین تو پھر اس مسئلہ سے گریز کر جانا اور یہہ عذر پیش کر دینا کہ جو کچھہ لکہا گیا ہے وہ ہمارا قصور نہین ہے بلکہ سہو کاتب ہے چنانچہ پہلے اُنہون نے اپنے ستیارتھ پرکاش مین جو ویدبہاش کے مشتہر کرنے سے پہلے لکہی گئی ہے صفحہ ۴۳ مین لکہا تہا کہ پتترون مین سے جو کوئی جیتا ہو اُسکا ترپن نہ کرے اور جتنے مر گئے ہون اُنکا تو ضرور کرے - اور اسپر چند فوائد اور دلائل بہی بیان کئے تہے لیکن پہر مدت کے بعد اُنہون نے اشتہار دیا کہ یہہ سہو کاتب تہا

کہ یہہ خلاف قانونِ قُدرت ہے اور اگر آپ نے اب تک اس مقدمہ کو غور کرکے نہیں دیکھا تو مین آپکو توجہ دلاتا ہون کہ آپ غور سے اُس مفید مقام کو پڑہین کیونکہ ان علمی نکات کے جانے بغیر آپ قانونِ قُدرت کی حقیقت نہین سمجہہ سکتے۔

قولہٗ شق القمر سے انتظامِ عالم مین فتور واقعہ ہوجاتا ہے۔

اقول اگر کسی کی خود اپنی ہی عقل مین فتور نہ ہو تو سمجہہ سکتا ہے کہ کسی چیز کے ایک نئے خاصہ کا ظہور مین آنا اُسکے پہلے خاصہ کے ابطال کے لئے ایک لازمی امر نہین ہے سو اسی قاعدہ کے روسے دانشمند لوگ جو خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتون سے ہمیشہ ہیبت زدہ رہتے ہین وُہ خوب جانتے ہین کہ حکیم مطلق جسکی حکمتون کا انتہا نہین اُسکی طرف سے قمر و شمس مین ایسی خاصیت مخفی ہونا ممکن ہے کہ باوجود انشقاق کے اُنکے فعل مین فرق

بقیہ حاشیہ گویا کاتب نے اپنی طرف سے ایک صفحہ معہ دلائل و فوائد لکہہ مارا اور پنڈت صاحب سوئے رہے اُنہین کچہہ خبر نہین۔

پہر شائد عرصہ باران سال کا یا کچہہ کم و بیش ہوا ہوگا کہ پنڈت صاحب نے ایک اشتہار اپنا دستخطی کا ہنور مین مشتہر کیا تہا کہ اکتیس شاستر ایشر کرت یعنے خدا کا کلام ہے پہر رفتہ رفتہ جیسے شاسترون کی خوبیان پنڈت صاحب پر کہلتی گئین اُنکو انسان کا کلام سمجہتے گئے یہان تک کہ تہوڑے ہی عرصہ مین چار وید ایشر کرت رہ گئے اور باقی سب انسانی کتابین ٹہرائی گئین پہر اسکے بعد ویدون کا حصہ جسکو براہمن کہتے ہین اُنکی نظر مین صحیح ثابت نہین ہوا تو آخر اُسکو بہی ایشر کرت سے باہر کردیا اور صرف اُسکے دوسرے حصہ سنگتا (منتر بہاگ) کو الہامی سمجہا گیا کاش پنڈت صاحب ایک دو سال اَور بہی جیتے تا اِن نوخیال آریون کو چارون ویدون سے ہی آزاد کرجاتے۔ اتہرون وید کا قصہ تو جلد پاک ہوجاتا کیونکہ اُسکی نسبت تو پہلے ہی بعض ہندون کا

نہ آوے اسی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق القمر نزدیک آگئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اس آیت کا یہہ مطلب ہے کہ روز ازل سے حکیم مطلق نے ایک خاصہ مخفی چاند میں رکھا ہوا تھا کہ ایک ساعت مقررہ پر اسکا انشقاق ہوگا اور یہہ ظاہر ہے کہ نجوم اور شمس اور قمر کے خواص کا ظہور ساعات مقررہ سے وابستہ ہے اور ساعات کو حدوث عجائبات سماوی وارضی میں بہت کچھ دخل ہے اور حقیقت میں قوانین قدرتیہ کا شیرازہ انہیں ساعات سے باندھا گیا ہے سو کیا عمدہ اور پر حکمت اور فلسفیانہ اشارہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آیت مندرجہ بالا میں فرمایا کہ چاند کی پھٹنے کی جو ساعت مقرر اور مقدر تھی وہ نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے آگے ہی فرماتا ہے وکذبوا واتبعوا اھوائھم وکل امرٍ مستقر

بقیہ حاشیہ خیال ہے کہ وہ براہمن نیستک ہے اور مین دیدون مین اسکا کہین ذکر نہین۔ خیر یہہ جھگڑا ہمارے اس وقت کے بحث سے متعلق نہین صرف یہہ ظاہر کرنا تھا کہ پنڈت دیانند قایم الرائے آدمی نہین تھا اور فطرت سے انکو ایک موٹی عقل ملی تھی جسکی وجہ سے وہ دوسرون کی باتون کو تو کیا سمجھتے اپنی رائے کے آخری نتایج سے بھی اکثر بیخبر رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ انکے خیالات ایک ہی مرکز پر قایم نہین رہ سکتے تھے اوایل مین انکی یہہ رائے تھی کہ تناسخ باطل ہے چنانچہ یہہ رائے انکی ایک مرتبہ وکیل ہند امرتسر مین بھی چھپی تھی پھر اسی اخبار مین لکھا تھا کہ اب پنڈت صاحب فرماتے ہین کہ اب مین نے عقیدہ تناسخ کو اختیار کر لیا ہے گو پہلے نہین تھا پھر چاندا پور کے مباحثہ پر جو انکی طرف سے ایک رسالہ نکلا تھا اسمین انہون نے مکتی جاودانی کا صاف اقرار کیا تھا چنانچہ اتبک رسالہ موجود ہے اور جب سوال کیا گیا کہ اگر مکتی جاودانی ہے تو پھر روح کسی نہ کسی دن مکتی پاکر ختم ہوجائین گے کیونکہ پرمیشر مین تو یہہ قدرت

یعنے کفّار نے تو چاند پھٹنے کو سحر پر حمل کیا اور تکذیب کی مگر یہہ سحر نہین ہے بلکہ خدا تعالی کے اُن امور یعنے قوانین قدرتیہ مین سے ہے جو اپنے اپنے وقتون مین قرار پکڑنے والے ہین اور عقلمند انسان اس نشان قدرت سے کیون تعجب کرے کیا اللہ تعالی کے کارخانہ قدرت مین یہی ایک بات بالاتر از عقل ہے جو حکیمون اور فلسفیون کی سمجھ مین نہین آتی اور باقی تمام اسرار قدرت انہون نے سمجھ لئے ہین اور کیا یہہ ایک ہی عقدہ لاینحل ہے اور باقی سب عقدون کے حل کرنیسے فراغت ہو گئی ہے اور کیا اللہ تعالی کے عجائب کامون مین سے یہی ایک عجیب کام ہے اور کوئی نہین بلکہ اگر غور کرکے دیکھو تو اس قسم کے ہزارہا عجائب کام اللہ تعالی کے دنیا مین پائے جاتے ہین زمین پر سخت سخت زلازل آتے رہتے ہین اور بسا اوقات کئی میل زمین تہ و بالا ہو گئی ہے مگر پھر بھی انتظام عالم مین فتور واقع نہین ہوا حالانکہ جیسے چاند کو اس انتظام مین دخل ہے ویسا ہی زمین کو غرض یہہ ملحدانہ شکوک انہین لوگون

بقیہ حاشیہ

ہی نہین کہ کوئی رُوح پیدا کر سکے اسکے جواب مین اُنہون نے اپنے چیلون کو یہہ پٹی پڑہائی کہ روح بے انت ہین کبھی ختم نہین ہونگے پھر جب ہم نے اخبار وکیل ہند مین مشتہر کیا کہ کیا پرمیشر بھی جانتا ہے یا نہین کہ اسقدر روح ہین تو یہہ جواب ملا کہ روحون کی تعداد کی پرمیشر کو بھی خبر نہین اُسکی بے خبری سے ہی یہہ سارا انتظام دنیا کا چلا جاتا ہے پھر جب لوگون نے اس اعتقاد پر بہت ہنسی ٹھٹھا شروع کیا تب پنڈت صاحب تنگ اور لاچار آکر دوسری طرف اُلٹے اور فرمایا کہ ہان روح تو بے انت نہین ہین مگر یہہ بات سچ ہے کہ کسی کو اوتار ہو یا رشی ہو کوئی ہمیشہ کی نجات نہین ملیگی اور کیسا ہی کوئی اعلیٰ درجہ کا نیک اور عاشق الٰہی ہو جائے مگر تب بھی جونون کی دائمی بلا سے اُسکو مخلصی نہین ہوگی پرمیشر تو رحیم ہی تہا مگر وہ بیچارہ کیا کر سکے ہمیشہ کی نجات دینا اُسکی قدرت سے باہر ہے کیونکہ وہ کسی روح کو پیدا نہین کر سکتا اُسکی ساری بدنامیون کی جڑہ یہی ہے غرض پنڈت

کے دلون مین اُٹہتے ہین کہ جو خدا تعالی کو اپنے جیسا ایک ضعیف اور کمزور اور محدود الطاقت خیال کر لیتے ہین اگر خدا تعالی پر اس قسم کے اعتراضات وارد ہو سکتے ہین تو پہر کسی طور سے عقل تسلّی نہین پکڑ سکتی کہ یہہ بڑے بڑے اجرام عُلوی و سفلی کیونکر اور کن ہتہیارون سے اُس نے بنا ڈالے۔

قولہ ممالک غیر اور اقوام غیر کی تاریخ مین ایسی بڑی بات کا ذکر (یعنی شق القمر کا ذکر) ضرور چاہئے۔

اقول مین کہتا ہون کہ آپ اپنے اسی قول سے ملزم ٹہہر سکتے ہین کیونکہ جس حالت مین چاند کے دو ٹکڑہ کرنیکا دعویٰ زور شور سے ہو چکا تہا یا نتک کہ خاص قرآن شریف مین مخالفون کو الزام دیا گیا کہ اُنہون نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکہا اور اعراض کر کے کہا کہ یہہ پکّا جادو ہے۔ اور پہر یہہ دعویٰ نہ صرف عرب مین بلکہ اُسی زمانہ مین تمام ممالک روم و شام و مصر و فارس وغیرہ دور دراز ممالک مین پہیل گیا تہا تو اس صورت مین یہہ بات کچہہ تعجب کا محل نہ تہا کہ مختلف قومین جو مخالف اسلام تہین وہ دم بخود اور خاموش رہتین اور بوجہ عناد

بقیہ حاشیہ صاحب کی کارروائیون مین اس قسم کی خیانتین بہت تہین کہ ایک بات کو اپنے مونہہ سے نکالنا یا چہپوا دینا اور جب اُسکا جہوٹا ہونا ثابت ہو جائے تو فی الفور منکر ہو جانا اور پہر طبع شدہ کتاب کی ترمیم کر کے دوسری کتاب چہپوانا۔ اب ہم اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے ستیارتہہ پرکاش کا وہ مقام لکہتے ہین جسکے لکہنے کا ماسٹر مرلیدہر صاحب کو وعدہ دیا گیا تہا اور وہ یہہ ہے۔

ستیارتہہ پرکاش ۱۸۷۵ء آٹہوان سمولاس صفحہ ۲۶۳۔

سوال جنم اور موت وغیرہ کس طرح سے ہوتے ہین۔

جواب۔ لنگ شریر یعنے جسم دقیق (رُوح) اور ستہول شریر جسم کثیف باہم ملکر جب ظاہر ہوتے ہین تب اُسکا نام جنم یعنے پیدائش ہوتا ہے۔ اور دونون کی علیحدگی سے غائب ہو جانے کو موت کہتے ہین۔

سو اس طرح سے ہوتا ہے کہ رُوح اپنے اعمال کے نتائج سے گردش کرتی

وبغض وحسد شق القمر کی گواہی دینے سے زبان بند رکھتیں کیونکہ منکر اور مخالف کا دل اپنے کفر اور مخالفت کی حالت مین کب چاہتا ہے کہ وہ مخالف مذہب کی تائید مین کتابین لکھے یا اُسکے معجزات کی گواہی دیوے ابھی تازہ واقعہ ہے کہ لالہ شرمپت و ملاوامل آریہ ساکنان قادیان وچند دیگر آپکے آریہ بھائیون نے قریب ۷۰ کی الہامی پیشگوئیان امر اس عاجز کی بچشم خود پوری ہوتی دیکھیں جنمین پنڈت دیانند کی وفات کی خبر بھی تھی - چنانچہ ابتک چند تحریری اقرار بعضون کے ہمارے پاس موجود پڑے ہین لیکن آخر قوم کے طعن ملامت سے اور نیز اُنکی اس دہمکی سے کہ اِن باتون کی شہادت سے اسلام کو تائید پہنچیگی اور وہ امر ثابت ہوگا کہ جسمین بھر وید کی بھی خیر نہین ڈر کر مونہہ بند کرلیا اور راستی کو پیار کرکے راستی کی شہادت سے کنارہ کش ہوگئی سو مخالف ہونیکی حالت مین اگر کوئی ادائے شہادت سے خاموش رہے تو کچھہ تعجب کی بات نہین بلکہ تعجب کی بات تو یہہ ہے کہ اگر مخالف کی طرف سے ایک دعوی کا جھوٹا ہونا کھل جائے تو پھر جھوٹ کی اشاعت کے لئے قلم نہ اُٹھائین اور دروغگو کو اُسکے گھر تک نہ پہنچائین سو مین پوچھتا ہون کہ اگر ان حضرات

بقیہ حاشیہ اور اپنے افعال کی تاثیر سے گھومتے ہوئے پانی یا کسی اناج یا ہوا مین ملتی ہے پھر جب وہ پانی یا کسی بوٹے وغیرہ کے ساتھہ مل جاتی ہے تو جیسے جسکے افعال کا اثر یعنے جتنا جسکو سُکھہ یا دُکھہ ہونا ضروری ہے خدا کے حکم کی موافق ویسی جگہ اور ویسے ہی جسم مین ملکے شکم مادر مین داخل ہوجاتی ہے - پھر جب حیوان یا انسان مین وہ غذا کے ساتھہ اندر چلی جاتی ہے اُسکے جسم کے حصہ کی کشش سے اُسکا جسم بنتا ہے اُسی طریقہ سے جو پرمیشر نے مقرر کر رکھا ہے - روح نکلنے کے بعد آفتاب کی کرنون کے ساتھہ اوپر کو کھنچی جاتی ہے اور پھر چاند کے نور کے ساتھہ (اوس کی طرح) زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے پھر بموجب طریقۂ مذکورہ بالا جسم اختیار کرتی ہے -

یہہ پنڈت صاحب کی عبارت ہے جو ہم نے ستیارتھہ پرکاش سے نکالکر اس جگہ لکھی ہے اب ہم ماسٹر صاحب سے پوچھتے ہین کہ کیون صاحب ابھی سچ اور جھوٹ کی نرتی ہوئی یا نہین - اِسوقت ذرا آپ فرمائین تو سہی کہ آپکے دل کا کیا حال ہے کیا وہ آپکا قول سچ نکلا کہ

صلی اللہ علیہ وسلم جنہون نے عمداً اور علانیہ طور پر یہہ دعوی مشہور کر دیا تہا کہ میرے ہاتہہ سے معجزہ شق القمر وقوع مین آگیا ہے اور کفار نے اُسکو بچشم خود دیکہہ بہی لیا ہے مگر اُسکو جادو قرار دیا اپنے اِس دعوی مین سچے نہین تہے تو پہر کیون مخالفین آنحضرت جو اُسی زمانہ مین تہے جنکو یہہ خبرین گویا نقارہ کی آواز سے پہنچ چکی تہین چُپ رہے اور کیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکہایا اور کب ہمنے اُسکو جادو کہا اور اُسکے قبول سے مُونہہ پہیرا اور کیون اپنے مرتے دم تک خاموشی اختیار کی اور مُونہہ بند رکہا یانتک کہ اِس عالم سے گزر گئے کیا اُنکی یہہ خاموشی جو اُنکی مخالفانہ حالت اور جوش مقابلہ کے بالکل برخلاف تہی اِس بات کا یقین نہین دلاتے کہ کوئی ایسی سخت روک تہی جسکی وجہ سے کچہہ بول نہین سکتے تہے مگر بجز ظہور سچائی کے اَور کونسی روک تہی یہہ معجزہ مکہ مین ظہور مین آیا تہا اور مسلمان ابہی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تہے پہر تعجب یہہ کہ اُنکے بیٹون یا پوتون نے بہی انکار مین کچہہ زبان کشائی نہ کی حالانکہ اُن پر واجب ولازم تہا کہ اتنا بڑا دعوی اگر افترا محض تہا اور صدہا کوسون مین مشہور ہوگیا تہا اُسکی رد مین

بقیہ حاشیہ مضمون مذکورہ بالا ستیارتہہ پرکاش مین کسی جگہ نہین۔ افسوس اُس روز ناحق آپنے ہمارے اوقات کو ضایع کیا اور اپنے علمی حیثیت کا پردہ پہاڑا اور آج آپ ہی جہوٹے نکلے۔ ہرکہ با صادقان آویخت آبروئے خود ریخت۔

اب آپ سوچ لین کہ آپ کے پنڈت صاحب وید دان نے کیسا ایک ناقص خیال خلافِ عقل وخلافِ تجارب طبعی وطبابت ظاہر کیا ہے تمام عقلا جانتے ہین کہ رُوح کا تعلق صرف بچہ کی والدہ سے نہین ہوتا بلکہ والد اور والدہ دونون سے ہوتا ہے اور رُوحانی اخلاق کا افاضہ بچہ کے وجود پر والدین کی طرف سے ہوتا ہے نہ ان مین سے ایک کی طرف سے ہان اگر پنڈت صاحب یہہ کہتے کہ رُوح دو ٹکڑے ہوکر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے جسکو مرد اور عورت دونون کہا لیتے ہین اور دونون منیون مین رُوح کا عرق مخلوط ہوجاتا ہے تب بہی کچہہ بات تہی مگر اِس جگہ یہہ شُبہ پیدا ہوگا کہ کیا رُوح آدہی آدہی ہوکر گرتی ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو پہر دو ٹکڑے

کتابین لکھتے اور دُنیا مین شایع اور مشہور کرتے اور جبکہ ان لاکھون آدمیون عیسائیون عربون یہودیون
مجوسیون وغیرہ مین سے رد لکہنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تہے وُہ علانیہ ہزارون آدمیون کے روبرو
چشم دید گواہی دیتے رہے جنکی شہادتین آجتک اُس زمانہ کی کتابون مین مُندرج پائی جاتی ہین تو یہہ صریح
دلیل اِس بات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر مشاہدہ کرچکے تہے اور رد لکہنے کے لئے کوئی بہی گنجائش باقی
نہین رہی تہی اور یہی بات تہی جس نے اُنکو منکرانہ شور و غوغا سے چُپ رکہا تہا سو جبکہ اُسی زمانہ مین
کروڑہا مخلوقات مین شق القمر کا معجزہ شیوع پاگیا مگر اُن لوگون نے خجلت زدہ ہوکر اُسکے مقابلہ پر دم
بہی نہ مارا تو اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چُپ رہنا شق القمر کے
ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اُس کے ابطال کی کیونکہ اِس بات کا جواب مخالفین اسلام کے
پاس کوئی نہین کہ جس دعوی کا رد اُنہین ضرور لکہنا چاہئے تہا اُنہون نے کیون نہین۔

بقیہ حاشیہ ہونے کے بعد اُسکا پیوند کیونکر ہوجاتا ہے غرض پنڈت صاحب اپنے اِس باطل
اعتقاد سے عجب حیص بیص مین اپنے پس ماندگون کو پہنسا گئے ہین اور وید کے فلسفہ
کا عجیب ایک نمونہ دکہا گئے۔

اور ہم اِس جگہ یہہ بہی بیان کرنا چاہتے ہین کہ پنڈت دیانند صاحب کا یہہ اعتقاد
کہ رُوح جسم ہے یہہ بہی سراسر غلط اور فاسد ہے روح ہرگز جسم نہین ہے جسم
قسمت کو قبول کرتا ہے اور رُوح قابل انقسام نہین اور اگر یہہ کہو کہ وُہ جز لایتجزی ہے
یعنے پرمانو (پرکرتی) ہے تو اِس سے لازم آتا ہے کہ کئی رُوحون کو باہم جوڑ کر ایک
بڑا جسم طیار ہوجائے جسکو دیکہہ سکین اور ٹٹول سکین کیونکہ جز لایتجزی جسکو آریہ لوگ
پرکرتی یا پرمانو کہتے ہین یہی خاصیت رکہتی ہے جیسے پنڈت صاحب آپ ہی قائل ہین
کہ اجسام کثیف پرمانؤن کے باہم ملنے سے طیار ہوتے ہین مگر کیا پنڈت صاحب
کا کوئی شاگرد ایسا جسم ہمکو دکہا سکتا ہے جو دو چار ہزار یا دو چار لاکہہ یا کسی اَور اندازہ

لکھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہین تھے تا یہہ عذر پیش کیا جائے کہ ایک فقیر صُلح مشرب جس نے دوسرے مذاہب پر کچھہ حملہ نہین کیا چشم پوشی کے لائق تہا بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تھے اِس صورت مین مُطلق طور پر جوش پیدا ہونے کے موجبات موجود تھے۔ ماسوا اسکے یہہ بہی کچھہ ضروری معلوم نہین ہوتا کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سکنڈ سے کچھہ زیادہ نہین تہا ہر ایک ولائت کے لوگ اطلاع پا جائین کیونکہ مختلف مُلکون مین دن رات کا قدرتی تفاوت اور کسی جگہ مطلع ناصاف اور پُر غبار ہونا اور کسی جگہ ابر ہونا ایسا ہی کئی اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہین اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور عادت اسکے برعکس واقع ہوئی ہے کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائے رکھے بالخصوص رات کے

بقیہ حاشیہ پر روحون کے باہم ملنے سے طیّار ہو گیا ہو اور دیکھنے اور ٹٹولنے مین آسکتا ہو سو یہہ دیانند صاحب کا پوچ خیال ہے کہ رُوح بہی پرمانو ہی ہے۔

ماسوا اسکے ہم یہہ بہی کہتے ہین کہ جزلا یتجزّی دلائل عقلیّہ اور ہندسیہ سے باطل ہے اور اسکے ابطال پر ایک آسان دلیل یہہ ہے کہ اگر جزء لا یتجزّی یعنے پرمانو (پرکرتی) کو دو چیزون کے درمیان رکہا جائے تو ضرور ہے کہ وُہ دونون چیزین اطراف مخالف سے اُسکو مس کرینگی اور یہہ امر تقسیم کو ثابت کرنے والا ہے۔

دوسرے یہہ کہ نُقطہ ہی جزلا یتجزّی ہے اور بموجب اُصول موضوعہ علم ہندسہ کے ہمکو اختیار رہے کہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کھینچ لین مثلاً ہم فرض کرتے ہین کہ نقاط ا اور ب مین ا ——— ب ایک ایسا خط مستقیم کھینچ لین جسکا کُل مجموعہ گیارہ نُقطے ہون پہر بعد اسکے ہم یہہ بہی اختیار رکہتے ہین کہ بموجب شکل دہم مقالہ اولی تحریر اقلیدس اس خط محدود کی تنصیف کرین سو ظاہر ہے

وقت جو سونے اور آرام کرنے کا اور بعض موسمون مین اندر بیٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

پھر ان سب باتون کے بعد ہم یہہ بہی لکھتے ہین کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندؤن کی معتبر کتابون مین بہی شہادت پائی جاتی ہے مہابہارتہ کے دہرم پرب مین بیاس جی صاحب لکھتے ہین کہ اُنکے زمانہ مین چاند دو ٹکڑے ہوکر پہر مل گیا تہا اور وُہ اِس شق قمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے بسوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہین لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یوروپ کے محقّقون کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہابہارتہ وغیرہ پران کچہہ قدیم اور پُرانے نہین ہین بلکہ بعض پُرانون کی تالیف کو تو صرف آٹہہ سو یا نوسو برس ہوا ہے اب قرین قیاس ہے کہ مہابہارتہ یا اُسکا واقعہ بعد مشاہدہ

بقیۂ حاشیہ کہ اِس خط کے دو ٹکڑے برابر کرنے سے درمیانی نقطہ (جو پرمانو ہے) منقسم ہوجائیگا اور یہی مطلب تہا۔ ماسوا اِسکے جو شخص علمِ نفس مین سے کچہہ پڑہا ہوگا اور دلائل عدم تجسّم رُوح اُس نے دیکہے ہونگے اُسپر صاف کُہل جائیگا کہ پنڈت دیانند نے اِس اپنے اعتقاد مین ایسی ڈبل غلطی کہائی ہے جس سے ثابت ہوگیا ہے کہ وُہ بالکل علم رُوح سے بیگانہ اور ناآشنا ہے۔ کیا رُوح مین جسمانی لوازم و خواص بہی پائے جاتے ہین ؟ کیا وُہ اپنے تعلّق بالبدن مین تعلّق جسمانی سے مشابہ ہے کیا وُہ اپنے دخول اور خروج مین اجسام کی طرز اور طریق پر ہے پس جس حالت مین نہ جسم کو رُوح سے کچہہ نسبت ہے اور نہ رُوح کو جسم سے کچہہ مماثلت تو کس قدر بے سمجہی ہے کہ رُوح کو جسم تسلیم کیا جائے اور پہر غذا کی طرح عورتون اور دیگر مادہ حیوانات کو کہلایا جائے ہم حیران ہین کہ یہہ کس قسم کی باتین وید مین درج ہین اور کیون لوگون نے اِن فاش غلطیون کو قبول کرلیا ہے افسوس افسوس افسوس۔ منہ

واقعہ شق القمر جو معجزہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تہا لکہا گیا اور سہوا اُسکا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندؤن کے اپنے بزرگون کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِس واقعہ کی شہرت ہندؤن مین مؤلّف تاریخ فرشتہ کے وقت مین ہی بہت کچہہ پہیلی ہوئی تہی کیونکہ اُس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم مین ہندؤن سے یہہ شُہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے کہ شہر دہار کہ جو متصل دریائے پہنبل صوبہ مالوہ مین واقع ہے اب اُسکو شائد دہارا نگری کہتے ہین وہان کا راجہ اپنے محل کی چہت پر بیٹہا تہا ایکبارگی اُس نے دیکہا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور پہر مل گیا اور بعد تفتیش اُس راجہ پر کُہل گیا کہ یہہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہوگیا اُس مُلک کے لوگ اُسکے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے تہے اور اُس گرد نواح کے ہندؤن مین یہہ ایک واقعہ مشہورہ تہا جس بنا پر ایک محقّق مؤلّف نے اپنی کتاب مین لکہا۔ بہرحال جب آریہ ویس کے راجون تک یہہ خبر شہرت پاچکی ہے اور آریہ صاحبون کے مہابہارتہ مین درج ہی ہوگئے اور پنڈت دیانند صاحب پُرانون کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجہتے ہین اور قانون قُدرت کی حقیقت ہی کُہل چکی تو اگر اب ہی لالہ مرلیدہر صاحب کو شق القمر مین کچہہ تامّل باقی ہو تو اُنکی سمجہہ پر ہمین بڑے بڑے افسوس رہین گے۔

قولہ قرآن مین لکہا جانا تاریخی ثبوت نہین ورنہ دُنیا مین جسقدر جُدے جُدے مذاہب والے اپنے اپنے دیوتاؤن وغیرہ کی نسبت عجائبات بیان کرتے ہین وہ سب سچے ہوجائین گے۔

اقول اے ماسٹر صاحب افسوس کہ تعصب کے جوش نے آپکی کہانتک نوبت پہنچا دی کہ آپکی نظر مین قرآنی واقعات عام لوگون کے مزخرفات کے برابر ہوگئے ایسی باتین جنکو لوگ بے ٹہکانہ اور بے بُنیاد اپنے دیوتاؤن وغیرہ کی نسبت سیکڑون یا ہزارون

برسون کے بعد بنا دیتے ہین جو نہ اُن دیوتاؤن کے زمانہ مین تحریر ہوکر شایع ہوتے ہین
اور نہ معتبر اور معتبر دیکھنے والون تک اُنکا سلسلہ متواتر اور معتبر طور پر پہنچتا ہے بلکہ سراسر
وُہ مخلوق پرستون کے مُفتریات ہوتے ہین جن کے ساتھہ کوئی روشن دلیل نہین ہوتی
ایسی بے اصل اور بے ثبوت مُفتریات کو قُرآنی واقعات سے آپ تشبیہ دیتے ہین۔ آپ
فرماتے ہین کہ قُرآن مین لکھا جانا تاریخی ثبوت نہین تو پہر آپ ہی فرماوین کہ جس حالت
مین ایسی کتاب کی تحریر تاریخی ثبوت نہین ہوسکتی جو اپنے زمانہ کا ایک شُہرت یافتہ
واقعہ مخالفون کی گواہی کے حوالہ سے بتلاتی ہے اور کتاب بہی ایک ایسے شخص کی
کتاب ہے جو تمام دُنیا مین عزّت اور مرتبت کے ساتھہ مشہور ہے تو پہر تاریخی ثبوت
کسے کہتے ہین۔ گیا تاریخون کے تمام مجموعہ مین اِس سے عُمدہ تر کوئی ثبوت مل سکتا
ہے کہ کوئی واقعہ ہم ایسی کتاب مین لکھا ہوا پاوین جو اُسی زمانہ کا واقعہ ہو جس زمانہ
کی وُہ کتاب ہے اور اُسی مُصنّف نے اُسکو لکھا ہو جس نے اُسکو دیکھا بہی ہو اور وُہ
مُولّف کتاب بہی اپنی شُہرت اور عزّت مین سرآمد روزگار ہو اور پہر باوجود اِن سب
باتون کے مُصنّف نے مخالفون کو بطور گواہ واقعہ قرار دیا ہو اور پہر وُہ کتاب بہی ایسی
محفوظ چلی آتی ہو کہ اُسی زمانہ مین اکثر حصّہ دُنیا مین شُہرت پاگئی ہوا اور ہزارہا حافظ
اُسکی ابتدا سے ہوتے آئے ہون یہان تک کہ لاکہون حافظون تک نوبت پہنچ گئی
ہو اور اُسی زمانہ کے اُسکے قلمی نسخے اور بعض تفسیرین بہی موجود ہون اور بے شمار
بندگان خُدا ابتدا سے اُسکو اپنی پنجگانہ نمازون مین پڑہتے اور تلاوت کرتے اور نیز پڑہاتے
چلے آئے ہون اگر کوئی تاریخی کتاب اِن سب صفتون کی جامع دُنیا بہر مین بجز قُرآن
شریف کے آپکی نظر مین گُذری ہے تو آپ اُسکو پیش کرین اور اگر پیش نہ کرسکین تو
آپکی سزا وُہی ذرہ خجالت اور انفعال کافی ہے جو لاجواب رہنے کی حالت مین آپ کے
عائد حال ہوگی۔ آپ کو خبر نہین کہ دُنیا مین جس قدر بڑے بڑے مخالف باعلم عیسائی

یہودی مجوسی وغیرہ ہین وہ قرآنی شہادتون سے یعنے اُن واقعات سے جو قرآن شریف نے اپنے زمانہ کے متعلق لکھے ہین انکار نہین کرسکتے ہان تعصب کی راہ سے بعض آیات کے معنے اور طور پر کرلیتے ہین مثلاً شق القمر مین وہ آپکی طرح یہہ نہین کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہہ امر خلاف واقعہ قرآن شریف مین لکھہ دیا ہے چنانچہ اِس بات کی تو آپ ہی شہادت دے سکتے ہین کہ آپ نے تمام عمر مین کوئی ایسی کتاب کسی فاضل انگریز یا یہودی کی نہین دیکھی ہوگی جس مین انہون نے آپ کی طرح یہہ رائے ظاہر کی ہو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک جھوٹا دعوی شق القمر کا قرآن مین لکھہ دیا ہے کیونکہ جو فاضل قسیس اور باخبر انگریز ہین وہ لوگ بباعث اپنے عام اور وسیع واقفیّت کے خوب جانتے ہین کہ جس طور اور التزام سے قرآن شریف نے اشاعت پائی ہے اور جس تشدّد سے مخالفون اور موافقون کی نگرانی اُسکی آیت آیت پر رہی ہے اور جس سرعت اور جلدی سے اِسکے ہر ایک مضمون کی تبلیغ لاکھون آدمیون کو ہوتی رہی ہے اور جس قلیل عرصہ مین جو بعد زمانہ نبوی تیس برس سے بھی کم تہا وہ دُنیا کے اکثر حصّون مین شہرت پاگیا ہے وہ ایسا طور اور طریق چارون طرف سے محفوظ ہے کہ اُسمین یہہ گنجائش ہی نہین کہ کوئی جھوٹا معجزہ یا کوئی جھوٹی پیش گوئی افترا کرکے قرآن شریف مین درج ہوسکتی جس کے افترا پر عیسائیون یہودیون عربیون مجوسیون مین سے کسی کو بھی اطلاع نہ ہوتی اسی وجہ سے اگرچہ آج تک صدہا فاضل انگریزون نے بوجہ شدّت عناد بہت کچہہ مخالفانہ حملے اپنی کتابون اور تفسیرون مین قرآن شریف پر کرنے چاہے ہین جن مین وہ باطل پر ہونے کی وجہ سے کامیاب نہین ہوسکے مگر یہہ رائے جو آپ نے بیان کی آج تک اُن مین سے کسی نے بھی نہین کی۔ سو آپ کا ایسی کتاب کو مؤرخانہ وقعت سے باہر سمجھنا اور جوہر صافی اور خس وخاشاک برابر خیال کرلینا اور صاف صاف فرق دیکھہ کر اپنی آنکھون پر پردہ ڈال لینا صرف نظر کا گھاٹا

ہے ولبس۔

قولہٗ۔ اگر خلاف قانونِ قُدرت پر اِس وجہ سے یقین کیا جائے کہ پرمیشر سرب شکتی مان ہے تو پھر دُنیا مین ہم کسی بات کو بھی جھوٹ نہین کہہ سکتے اور فریبی اور دغاباز لوگ روز بروز ٹھگا سکتے ہین۔

اقول اے صاحب مین نے آپکو کب اور کس وقت کہا ہے کہ بے ثبوت اور تحقیق ہر ایک بات کو مان لیا کرو مین تو آپکو کُھلا کُھلا ثبوت دے رہا ہون اور خود میرا بھی اُصول ہے کہ بے تحقیق کسی تاریخی واقعہ کو نہین ماننا چاہئیے لیکن مین ساتھ اِسکے آپکو یہہ بھی کہتا ہون کہ اگر حقیقی دانائی سے کچھہ بہرہ حاصل کرنے کا شوق ہے تو چند ناکارہ اور محدود تجارب کا نام قانونِ قُدرت مت رکھو اور کوئین کی مینڈک کی طرح دُنیا مین اُسی قدر پانی مت سمجھو جو آپکی نظر کے سامنے ہے۔ ایک تو آپکے مذہب مین پہلے ہی سے یہہ خرابی ہے کہ آپ لوگ اپنے تئین واجب الوجود اور قدیم ہونے مین پرمیشر کے بھائی بند خیال کر رہے ہین پھر اگر یہہ دوسرا اعتقاد فاسد بھی اُسکے ساتھہ مل گیا کہ پرمیشر کی طاقتین اور قُدرتین بھی آپکے معلومات سے زیادہ نہین تو اس صورت مین آپ صرف بھائی بند نہ رہی بلکہ پرمیشر کے بزرگ بھی ٹھہر گئے کیونکہ بزرگون اور باپون کو یہہ کہنا بنتا ہے کہ وُہ اپنے بچون کی نسبت یہہ دعوی کرین کہ اِنکے معلومات ہمارے معلومات سے زیادہ نہین۔

قولہٗ۔ باقی سوالات جو مرزا صاحب نے اِس غرض سے کی ہین کہ پہلے انسان اپنے گھر کو سوچ لے اگر اپنے مین نقص ہو تو دوسرے سے سوال نہ کرے تمام جہان کے نزدیک یہہ مسئلہ غلط ہے۔

اقول ماسٹر صاحب آپ تمام جہان کو کیون ناحق بدنام کرتے ہین اپنے خیالاتِ عجیبہ سے غرض رکھین۔ اِس بات کو کون نہین جانتا کہ بحث مباحثہ اظہارِ حق کی غرض سے

ہونا چاہئیے یعنے اس نیت سے کہ اگر حق ظاہر ہو تو اُسے قبول کرلین مگر وُہ شخص جو ایک بات کو اپنے لئے تو جائز رکھتا ہے لیکن اگر فریق مخالف کے کسی امر مسلّم مین اُسکے ہزار جُز مین سے ایک جُز بہی پائی جائے اور کیسی ہی خوبی سے پائی جائے تب بہی اُسکو قبول نہین کرتا ایسے شخص کی نیّت ہرگز بخیر نہین ہوتی اور جو وقت اُسکے ساتہہ بحث مین خرچ ہو وُہ ناحق ضائع جاتا ہے پس کیا یہہ بُری بات ہے کہ ایسے شخص کو سمجہایا جائے کہ بہائی جبکہ تو خود آپ ہی ایسی باتون کو مانتا ہے کہ نہ صرف بالاتر از عقل بلکہ خلافِ عقل بہی ہین تو جو اُمور عقل محدود انسانی سے بالاتر ہین اور اُنکا ثبوت بہی تجہے دیا جاتا ہے اُنکے ماننے مین تجہے کیون تامّل ہے بلکہ تماستر دینداری و پرہیزگاری تو اس مین ہے کہ اگر انسان ایک بات کو اپنی رائے مین صحیح سمجہتا ہے تو اُسی نوع کی بات مین اپنے مخالف کے ساتہہ جہگڑا نہ لے بیٹہے کہ یہہ اوباشانہ طریق ہے جس مین فریقین کی تضیع اوقات ہے پہر یہ ظاہر ہے کہ ایسا جہگڑا کس قدر بُرا اور خلافِ طریق انصاف ہوگا کہ ایسی بات سے انکار کیا جائے کہ جو اپنے مسلّمات سے صدہا درجہ صاف اور پاک اور قُدرتِ الٰہی مین داخل اور تاریخی طور پر ثبوت بہی اپنے ساتہہ رکہتے ہو بیشک ایسا نکمّا جہگڑا کرنے والا اپنا اور اپنے مخالف کا وقت عزیز کہونا چاہتا ہے جسکو الزامی جواب سے متنبہ کرنا اپنے حفظ اوقات کے لئے فرض طریق مناظرہ ہے اور نیز چونکہ دُنیا مین مختلف طبیعتون کے آدمی ہین بعض لوگ جو نادرالوجود ہین وُہ تحقیقی بات سُنکر اپنی ضد چہوڑ دیتے ہین اور اکثر عوام جو تحقیقی جواب سمجہنے کا مادّہ ہی نہین رکہتے یا بعض اِن مین سے کچہہ مادّہ تو رکہتے مین مگر چاند پر خاک ڈالنا چاہتے ہین اس لئے اُنکا مُونہہ الزامی جوابون سے بند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ الزامی طور پر چند مسلّمات آپکے آپکو سُنائے گئے ورنہ اصل مدار جواب کا تو تحقیق پر ہی ہے - بالآخر یہہ بہی واضح رہے کہ ہرچند ویدون مین بہت سی بے بُنیاد کہانیان بطور معجزات گذشتہ دیوتاؤن کے لکہے ہین مثلاً رگوید اشٹک اوّل مین لکہا ہے کہ اسونون (دیوتاؤن) نے

کسی نا معلوم زمانہ مین ایک لولی کو لوہے کی ٹانگین دے دی تہین اور بانجہہ کو دودہیلا کردیا تہا اور ایک اندہے کو سوجاکہا بنا دیا تہا اور ایک شخص جسکا سر کٹ گیا تہا بجائے اُس سر کے گہوڑے کا سر اُسپر لگا دیا تہا۔ اور ستیاورشی کو جسکے تین ٹکڑے ہوگئے تہے از سر نو زندہ کردیا تہا وغیرہ وغیرہ مگر ہم نے الزامی جوابون مین ان کہانیون کو پیش نہین کیا کیونکہ گو ان بے اصل قصّون کو جنکا حوالہ کسی ایسے بے نشان زمانہ پر دیا گیا ہے جو ویدکے وجود سے پہلے گذر چکا ہے تمام پرانون والے تو مانتے ہین مگر حال کے چند آریہ سماج والے ان مقامات و بید مین بڑی جان کنی سے بے سروپا و پُر تکلّف تاویلین کرتے ہین۔

تتمہ

آریون کا اُصولِ تناسخ قانونِ قُدرت کے اُصول سے منافی ہے

اے حضرات آریہ صاحبان اگر تمام جہان قانونِ قُدرت کا قائل ہوجائے پہر بہی آپ لوگون کو قائل ہونے کی کوئی سبیل نہین کیونکہ قانون قُدرت کے ماننے سے سب تار و پود آپکے مذہب کا ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ لوگ تو تصرّفات قُدرتیہ جناب الہی کے قائل ہی نہین اور نہ قائل ہوسکتے ہین اور قانونِ قُدرت کو ماننا تو آپکا مذہب ہی نہین اور نہ ہوسکتا ہے وجہ یہہ کہ آپکا مسئلہ تناسخ تب قائم رہ سکتا ہے کہ جب خُدا تعالی کو اُسکے مختارانہ کامون اور ارادی قُدرتون سے اور اختیاری تصرّفات سے اور ذاتی طاقتون اور ذاتی قوّتون سے ازل سے ابد تک معطّل اور بیکار اور عاجز اور لاچار سمجہا جائے پس اس سے ظاہر ہے کہ آپ لوگون کا اوا گون خدائیتعالی کے قانون قُدرت کا ضد پڑا ہوا ہے اور ضد بہی ایسی ضد کہ ایک کے ماننے سے دوسرا قائم نہین رہ سکتا کیونکہ اگر خدائیتعالی کے قادرانہ تصرّفات کو تسلیم کیا جائے اور یہہ مان لیا جائے کہ اُس نے تمام اجرام علوی اور اجسام سفلی کو اپنی قُدرت ربوبیّت سے

پیدا کرکے اجزاے عالم کو باہم انضباط بخشتا ہے اور محض اپنی قدرت کاملہ سے اور خاص اپنے ہی ارادہ اور مشیت سے تمام چیزون مادی و غیر مادی کو ایک پُر حکمت سلسلہ انتظام مین خود اپنی حکیمانہ مصلحت سے منسلک کیا ہے تو یہی مان لینا جسکا نام دوسرے لفظون مین قانونِ قدرت ہے آپکے اصولِ تناسخ کی بیخ کنی کرتا ہے وجہ یہہ کہ آپکا مسئلہ تناسخ اس بنا پر کہڑا کیا ہے کہ یہہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے پرمیشر کے ارادہ اور قدرت سے نہین اور نہ اُسکی حکمت اور مصلحت سے بلکہ گنہگارون کے گناہ نے یہہ مختلف صورتون کی چیزین پیدا کر دی ہین جس مین پرمیشر کا ذرا دخل نہین مثلاً گائے جو دودہ دیتی ہے یا گہوڑا جو سواری کے کام آتا ہے یا گدہا جو بوجہ اُٹہاتا ہے یا زمین جس پر ہم آباد ہین یا چاند اور سورج جو دو چمکتے ہوئے چراغ اپنی مختلف قوتون اور خاصیتون سے انواع اقسام کے فوائد دُنیا کو پہنچاتے ہین + یا گیہون اور چنے اور چانول وغیرہ ماکولات جنکو ہم کہاتے ہین

+ حاشیہ شائد کسی ناواقف آریہ کو اس جگہ دہوکا لگے کہ آریہ سماج والے اس بات کے قائل نہین ہین کہ رُوح بطور تناسخ چاند یا سورج یا زمین وغیرہ سے ہی تعلق پکڑ لیتی ہے بلکہ وُہ ان چیزون کو جڑ یا بیجان سمجہتے ہین تو اسکے جواب مین ماننا چاہیئے کہ اوّل تو آریون کا ایسا خیال کرنا کہ سورج و چاند و زمین و اگنی و وایو وغیرہ یہہ سب بے روح چیزین ہین جن مین جان نہین ہے سراسر غلط اور وید کی تعلیم سے ہی منافی ہے کیونکہ وید کے صدہا مقامات سے ثابت ہے کہ سورج چاند اور اگنی وغیرہ ارکان اولیۂ عالم کے لئے ایک ایک روح ہے ان روحون کے یونانی و مجوسی ہی قائل ہین ایسا ہی دُنیا کے تمام تناسخیہ فرقے ان ارواح کو مانتے ہین بلکہ اُنکا بیان ہے کہ جب انسانی رُوح سورج و چاند و ستارون وغیرہ سے تعلق پکڑتی ہے تو پہر وُہ دیوتا بنکر قابل پرستش ہوجاتی ہے اسی وجہ سے تو قدیم سے

یہہ سب بقول آپکے حقیقت مین انسانی رُوحین ہین جو کسی جنم گذشتہ کی شامت سے بطور تناسخ یہہ صورتین اختیار کر لی ہین اور یہہ سارا مجمع مختلف چیزون کا جو زمین و آسمان مین نظر آتا ہے یہہ سب حسبِ اُصول آپ لوگون کے اتفاقی ہے جس مین پرمیشر کے ارادہ اور قُدرت کا سرمو دخل نہین اور نہ اُسکو ان چیزون کے زیادہ یا کم کرنے یا موجود یا معدوم کرنے مین ایک ذرا اختیار ہے اور آپ لوگون کے خیال مین یہہ جما ہوا ہے کہ اگر انسانی روحین مرتکب گناہون کے نہ ہوتین تو یہہ چندین ہزار عالم مخلوقات جو نظر آرہا ہے اِن مین سے ایک ہی نہ ہوتا گویا ہر یک آرام دُنیا کا بزعم آپ لوگون کے بدکاریون سے ہی میسّر ہوتا ہے اور تمام دُنیوی نعمتون کے حاصل ہونے کا اصل موجب بدکاریان ہی ہین کوئی شخص گناہ کرکے گائے کے جنم مین آئے تو آپ دودہ پیئین اور پہر کسی بدکاری سے گھوڑی کا جنم لے تو آپ کو سواری میسّر ہو اور پہر کسی معصیت سے گدہی یا خچر یا اونٹ کی جون مین

بقیہ حاشیہ

ہندو لوگ سورج و آگ وغیرہ کی پرستش کرتے رہے ہین اور اب ہی اُن مین سے بہت سا گروہ اِس پرستش پر قائم ہے یونانی ہی ان چیزون کی پرستش کرتے رہے ہین اور انکا نام وُہ ارباب الانواع رکہتے ہین گبرون کا آتش پرستی کرنا تو سب سے بڑہ کر ہے۔ اگر صد سال گبر آتش فروزد ✦ چو یکدم اندران اُفتد بسوزد ✦ ماسوا اِسکے یہہ بات نہائت ظاہر ہے کہ ہر یک جسم مین جتنے ذرّات ہین اُسی قدر روحون کا اُس سے تعلق ہے اگر ایک قطرہ پانی کو خوردبین سے دیکہا جائے تو ہزارون کیڑے اُسمین نظر آتے ہین ویسا ہی پہلون مین اور بوٹیون مین اور ہوا مین ہی کیڑے مشہود و محسوس ہین۔ بہر حال ہر یک جسم دار چیز کیڑون سے بہری ہوئی ہے مگر کبہی وہ کیڑے مخفی ہوتے ہین یا یون کہو کہ بالقوہ پائے جاتے ہین اور کبہی مکمن قوّت سے حیّز فعل مین آجاتے ہین مثلاً جس اناج کو دیکہو تو بظاہر ایسا معلوم ہوگا کہ اُسمین کوئی کیڑا

پڑے تو آپکی بار برداری کا کام چلے پھر اگر کوئی ایسا بڑا کام کرے جسکی سزا مین اُسکو
عورت کی جون مین ڈالا جائے تو آپ لوگون کو جورو نصیب ہو اور اگر کوئی ایک شخص کسی
شامت گناہ سے مرے تب وُہی روح اُسکی بیٹا یا بیٹی بنکر آپ کو صاحب اولاد بنائے
اِس سے ثابت ہوا کہ بموجب اُصول آپکے تمام سلسلہ خُدائی کا گناہون کی طفیل ہی چل
رہا ہے اور اگر گناہ ظہور مین نہ آتے تو پرمیشر تو کچھ چیز ہی نہین تہا اور اُسکی قُدرتین اور حکمتین
سب ہیچ اور بے حقیقت تہین پس آپکو تو قانونِ قُدرت کا نام ہی نہین لینا چاہئے کیون کہ
قانونِ قُدرت کا تو یہہ ضروری تقاضا ہے کہ تمام اجزائے عالم بحکم اُس واضع قانون کے روز
ازل سے باہم انضباط یافتہ ہین یہہ نہین کہ کسی اتفاقی شامت سے یہہ ہزارون قسم کی مخلوقات
پیدا ہو گئی ہے اور اگر وُہ بلا اتفاق نہ ہوتا تو پیدا ہونے سے رہ جاتے اور پرمیشر گو کیسا ہی
اُن چیزون کے پیدا کرنے کے لئے ارادہ کرتا مگر کچھہ ہی نہ ہو سکتا غرض جب آپکا ایمان

بقیہ حاشیہ

نہین اور پہر خود بخود اُسکے اندر مین ہی سے کچھہ تغیر پیدا ہو کر اسقدر کیڑے پیدا
ہو جاتے ہین کہ گویا وُہ سب جسم کیڑے ہی کیڑے ہین اِس سے ظاہر ہے کہ ارواح کو
اجسام سے ایک لازمی اور دائمی تعلّق پڑا ہوا ہے اب جو شخص تناسخ یعنے آواگون
کا قائل ہے ضرور اُسکو کہنا پڑیگا کہ اجسام نباتی و معدنی و حیوانی و اجرامِ علوی کا
ایک ایک ذرّہ کسی وقت انسان کا روح تہا کیونکہ جیسا کہ تجربہ ثابت کر رہا ہے
ایک ایک ذرّہ جسم سے ایک ایک روح تعلّق رکھتا ہے اور اجرام علوی مین روحون
کا ہونا شاید ناواقفون کی نظر مین تعجب کا محل ہو گا لیکن حال کے فلسفیون
کی تحقیقاتون نے کہول دیا ہے کہ کُرہ شمس و قمر وغیرہ جانداروں کی آبادی سے
خالی نہین چنانچہ پنڈت دیانند اور اُسکے پیرو بہی اِس بات کے قائل ہین سو
یہہ بات تو ہر یک کو معلوم ہے کہ جس کرہ مین کوئی جاندار چیز ہو وُہ اُسی کرہ کے مادّہ

اور دھرم آپکو ایسی ایسی تعلیمین دے رہا ہے تو پھر اس جگہ پرمیشر کی قدرتون کا کیا ذکر اور قانونِ قدرت کے نام لینے کا کونسا محل ہے کیونکہ قدرت یا قانونِ قدرت تو اُسے کہتے ہین کہ اوّل اُس مالک کی خالقانہ طاقتون اور قادرانہ تصرّفات اور مختارانہ کامون کو تسلیم کرکے پھر اُس سلسلہ ظہور طاقتون کو قانونِ قدرت سے ملقّب کیا جائے مگر اس جگہ تو وُہ بات ہی نہین رہی اور پرمیشر صرف نام کا پرمیشر رہ گیا ہے جسکو ایک ذرّہ کے پیدا کرنے کی بھی طاقت نہین ہان روحون پر کسی مخفی وجہ کے سبب سے اُسکو تسلّط ہوگیا ہے شائد کسی اگلے جنم مین اُس نے بہت اچھے کرم کئے ہونگے جس سے وُہ اِس حکمرانی کے لائق ٹھہر گیا غرض جب پرمیشر مین قدرت کا نشان نہین مختارانہ تصرّفات کی طاقت نہین قادرانہ کامون کی سمت نہین ترتیب دُنیا مین اُسکو کچھ دخل ہی نہین تو پھر ظاہر ہے کہ وہ اِس لائق ہی نہین کہ اُسکا کوئی قانونِ قدرت ہو بلکہ وُہی مثل صادق آئیگی کہ

بقیہ حاشیہ

سے پیدا ہوتی ہے جیسے کُرہ زمین مین جو کچھ ہے وُہ زمین سے ہی پیدا ہوا ہے اور پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اجرامِ عُلوی مین جاندارون کا ہونا ثابت ہے جسکو آریہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہین تو اس سے ظاہر ہے کہ وُہ تمام جاندار سورج و چاند وغیرہ اجرام سے ہی پیدا ہوئے ہونگے اور اس پیدائش سے یہہ ثابت ہوگیا کہ اجسام سفلی کی طرح اجرام علوی بھی کئی طرح پر روحون کی کانین ہین پس اس سے تناسخ والون کو ماننا پڑا کہ کسی زمانہ مین سورج چاند وغیرہ اجرام انسانی روحین تھین اور پھر وُہ کسی عمل کے نیک یا بد اثر سے سورج چاند وغیرہ اجرام بن گئے اور یہہ اعتقاد جس قدر قانونِ قدرت اور عقل کا دشمن ہے اُسکے بیان کرنے کی بھی حاجت نہین فتدبّر۔

منہ

جامہ ندارم دامن از کجا آرم ہان اپنے ہی گناہون کا آپکو ٹکر گذار ہونا چاہیئے جنہون نے آپکو گون کا دودہ پلایا گہوڑون پر چڑہایا غرض سب آپکا کام بنایا اور سب کچھہ کیا اور کرایا حقیقت مین اس مسئلہ تناسخ نے آپکو بہت کچھہ فائدہ پہنچایا اگر اس سے کچھہ نقصان پہنچا تو بس یہی کہ ایک تو پرمیشر ہاتہہ سے گیا اور دوسرا حلال حرام کا کچھہ ٹہکانا نہ رہا خیر پرمیشر کا تو آپکو کیا افسوس ہوگا گذارہ تو چلا ہی جاتا ہے مگر جو حلال حرام مین گڑ بڑ پڑگیا یہہ خرابی ایک دنیادار غیرت مند کی نظر مین بہی جسکو ایک ذرہ ننگ وناموس کا پاس ہو قابل برداشت نہین کیونکہ اگر مسئلہ تناسخ صحیح ہے تو اسکے روسے ممکن ہے کہ کسی شخص کی والدہ یا دختر یا حقیقی بہن یا دادی یا نانی مرنے کے بعد کسی عورت کی جون مین پڑکر پہر اُسی شخص کے نکاح مین آجائے جس کی مان یا لڑکی ہے اور دنیا جو ایک ظلمت گاہ اور بےتمیزی کی جگہہ ہے اس مین کون آکر خبر دے سکتا ہے کہ اے بہلے مانس اس سے شادی مت کر یہہ تو تیری مان یا بہن یا دادی یا نانی ہے سو سوچ کر دیکہہ لینا چاہیئے کہ اس آواگون کے مسئلہ نے صرف آپکے پرمیشر کی عزت پر ہی ہاتہہ نہ ڈالا بلکہ ایسے ایسے ضرر بہی اسمین موجود ہین اور بلاشبہ جو شخص اس مسئلہ تناسخ کو روا اور جائز سمجھتا ہے اُسکو اسکے بد نتائج بہی روا اور جائز کہنے پڑینگے مگر ہائے افسوس جو لوگ دُنیا کے پرستار ہین اور قومی تعصبون کی زنجیر مین گرفتار وُہ اپنے بد عقیدون کو کسی ڈہب چہوڑنا نہین چاہتے قوم کا رعب اُنکے دلون پر ایسا غالب ہے کہ جو مخلوق پرستی کی حد تک پہنچ گیا ہے خدا تعالی کا اُنکے دلون مین اتنا ہی قدر نہین جو ایک بوڑہی عورت کو اپنے گہر کی سوئی کا ہوتا ہے۔

دُنیا کی حرص و آز مین کیا کچھہ نہ کرتے ہین
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکہین تو مرتے ہین
زر سے پیار کرتے ہین اور دل لگاتے ہین
ہوتے ہین زر کے ایسے کہ بس مرہی جاتے ہین
جب اپنے دلبرون کو نہ جلدی سے پاتے ہین
کیا کیا نہ اُن کے ہجر مین آنسو بہاتے ہین
پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھہ نظر نہین
آنکہین نہین ہین کان نہین دل مین ڈر نہین

اُنکے طریق و دھرم میں گو لاکھہ ہو فساد کیسا ہی ہو عیاں کہ وُہ ہے جھوٹ اعتقاد
پر تب ہی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب
دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی ترک اِس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی
اے غافلان وفا نکند این سرائے خام دُنیائے دون نماند و نماند بکس مدام

تمت المباحثۃ الاُولیٰ

و للہِ الحمد فی الاولیٰ و الاُخریٰ

مباحثہ ثانیہ

منعقدہ ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء

اعتراض از طرف مولف رسالہ ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریہ صاحبوں کا اعتقاد ہے کہ پرمیشر نے کوئی رُوح پیدا نہین کی بلکہ کُل ارواح اناد ی اور قدیم اور غیر مخلوق ہین ایسا ہی وُہ یہہ بھی کہتے ہین کہ مُکتی یعنے نجات ہمیشہ کے لئے انسان کو نہین مِل سکتی بلکہ ایک مُدت مقررہ تک مُکتی خانہ مین رکھہ کر پھر اُس سے باہر نکالا جاتا ہے اب ہمارا اعتراض یہہ ہے کہ یہہ دونون اعتقاد ایسے ہین کہ ایک کے قایم ہونے سے تو خدا ئیتعالی کی توحید بلکہ اُسکی خدائی ہی دور ہوتی ہے اور دوسرا اعتقاد ایسا ہے کہ بندہ وفادار پر ناحق کی سختی ہوتی ہے تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہے کہ اگر تمام ارواح کو اور ایسا ہی اجزاء صغار اجسام کو قدیم اور انادی مانا جائے تو اُس مین کئی قباحتین ہین منجملہ اُنکے ایک تو یہہ کہ اِس صورت مین خدا ئیتعالی کے وجود پر کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی کیونکہ جس حالت مین بقول آریہ صاحبان ارواح یعنے جیو خود بخود موجود ہین اور ایسا ہی اجزاء صغار اجسام بھی خود بخود ہین تو پھر صرف جوڑنے جاڑنے کے لئے ضرورت صانع کی ثابت نہین ہوسکتی بلکہ ایک دہریہ جو خدائیتعالی کا مُنکر ہے عذر پیش کرسکتا ہے کہ جس حالت مین تم نے کُل چیزوں کا وجود خود بخود بغیر ایجاد پرمیشر کے آپ ہی مان لیا ہے تو پھر اِس بات پر کیا دلیل ہے کہ ان چیزون کے باہم جوڑنے جاڑنے کے لئے پرمیشر کی حاجت ہے دوسری یہہ قباحت کہ

ایسا اعتقاد خود خدا تعالیٰ کو اُسکی خدائی سے جواب دے رہا ہے کیونکہ جو لوگ علم النفس اور خواص ارواح سے واقف ہین وُہ خوب سمجھتے ہین کہ جس قدر ارواح مین عجائب و غرائب خواص بھرے ہوئے ہین وُہ صرف جوڑنے جاڑنے سے پیدا نہین ہو سکتے مثلاً روحون مین ایک قوت کشفی ہے جس سے وُہ پوشیدہ باتون کو بعد مجاہدات دریافت کر سکتے ہین اور ایک قوت اُن مین عقلی ہے جس سے وُہ اُمور عقلیہ کو معلوم کر سکتے ہین۔ ایسا ہی ایک قوت محبت بھی اُن مین پائی جاتی ہے جس سے وُہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہین اگر ان تمام قوتون کو خودبخود بغیر ایجاد کسی موجد کی مان لیا جائے تو پرمیشر کی اسمین بڑی ہتک عزت ہے گویا یہہ کہنا پڑیگا کہ جو عمدہ اور اعلیٰ کام تہا وُہ تو خودبخود ہی اور جو ادنیٰ اور ناقص کام تہا وُہ پرمیشر کے ہاتھہ سے ہوا ہے اور اس بات کا اقرار کرنا ہوگا کہ جو خودبخود عجائب حکمتین پائی جاتی ہین وُہ پرمیشر کے کامون سے کہین بڑہ کر ہین ایسا کہ پرمیشر بھی اُن سے حیران ہے غرض اس اعتقاد سے آریہ صاحبون کے خُدا کی خُدائی پر بڑا صدمہ پہنچیگا یا تک کہ اُسکا ہونا نہ ہونا برابر ہوگا اور اُسکے وجود پر کوئی عقلی دلیل قائم نہ ہوسکیگی اور نیز وُہ مبدء کُل فیوض کا نہین ہوسکیگا بلکہ اُسکا صرف ایک ناقص کام ہوگا اور جو اعلیٰ درجہ کے عجائب کام ہین اُنکی نسبت یہی کہنا پڑیگا کہ وُہ سب خودبخود ہین لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے تو اس سے اگر فرضی طور پر پرمیشر کا وجود مان بھی لیا جائے تب بھی وُہ نہایت ضعیف اور نکما سا وجود ہوگا جسکا عدم وجود مساوی ہوگا یان تک کہ اگر اُسکا مرنا بھی فرض کیا جائے تو روحون کا کُچھہ بھی حرج نہ ہوگا اور وُہ اس لائق ہرگز نہین ہوگا کہ کوئی رُوح اُسکی بندگی کرنے کے لئے مجبور کی جائے کیونکہ ہر یک روح اُسکو جواب دیسکتی ہے کہ جس حالت مین تم نے مجھے پیدا ہی نہین کیا اور نہ میری طاقتون اور قوتون اور استعدادون کو تم نے بنایا تو پھر آپ کس استحقاق سے مجھہ سے اپنی پرستش چاہتے ہین اور نیز جبکہ پرمیشر رُوحون کا خالق ہی نہین تو اُن پر محیط بھی نہین ہوسکتا۔ اور جب احاطہ نہ ہوسکا تو پرمیشر اور روحون

مین حجاب ہوگیا اور جب حجاب ہوا تو پرمیشر سرب گیانی نہ ہوسکا یعنے علم غیب پر قادر نہ ہوا اور جب قادر نہ رہا تو اُسکی سب خدائی درہم برہم ہوگئی تو گویا پرمیشر ہی ہاتھ سے گیا اور یہہ بات ظاہر ہے کہ علم کامل کسی شئے کا اُسکے بنانے پر قادر کر دیتا ہے اس لئے حکما کا مقولہ ہے کہ جب علم اپنے کمال تک پہنچ جائے تو وہ عین عمل ہو جاتا ہے اس حالت مین بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پرمیشر کو روحون کی کیفیت اور کُنہ کا پورا پورا علم ہی ہے یا نہین اگر اُسکو پورا پورا علم ہے تو پہر کیا وجہ کہ باوجود پورا پورا علم ہونے کے پہر ایسی ہی روح بنا نہین سکتا انہین سوال پر غور کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہی نہین کہ پرمیشر روحون کے پیدا کرنے پر قادر نہین بلکہ انکی نسبت پورا پورا علم بہی نہین رکہتا دوسرا اشکرہ ہمارے سوال کا حق العباد سے متعلق ہے یعنے یہہ کہ آریہ صاحبان کے اعتقاد مذکورہ بالا کے روسے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ پرمیشر اپنے بندون سے ہی ناحق کا ایک بخل رکہتا ہے کیونکہ یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ مکتی اور نجات کی اصل حقیقت یہی ہے کہ انسان ماسوائے اللہ کے محبت سے مُونہہ پہیر کر پرمیشر کی محبت مین ایسا محو ہو جائے کہ جس طرح عاشق اپنے محبوب کے دیکہنے سے لذت اُٹہاتا ہے ایسا ہی اپنے محبوب حقیقی کے تصور سے لذت اُٹہائے اور محبت بجز معرفت حاصل نہین ہوسکتی اور قاعدہ کی بات ہے کہ موجب محبت کے دو ہی امر ہین یا حُسن یا احسان پس جب انسان بہ باعث اپنی کامل معرفت کے خدا تعالی کے حُسن و احسان پر اطلاع کامل طور پر پاتا ہے تو لامحالہ اُس سے کامل محبت پیدا ہو جاتی ہے اور کامل محبت سے لذت ملتی ہے پس اسی جہان سے بہشتی زندگی عارف کی شروع ہو جاتی ہے اور وُہی معرفت اور محبت عالم آخرت مین سرور دائمی کا موجب ہو جاتی ہے جسکو دوسرے لفظون مین نجات سے تعبیر کرتے ہین اب مین پوچہتا ہون کہ جب ایک شخص کو پورا پورا سامان نجات کا میسر آگیا اور پرمیشر کی کرپا اور فضل سے مکتی پا گیا تو پہر کیون پرمیشر اُسکو ناکردہ گناہ مکتی خانہ سے باہر نکالتا ہے کیا وہ اِس بات سے چڑتا ہے کہ کوئی عاجز بندہ ہمیشہ کے لئے آرام پا سکے جس حالت مین ابدی بقا کے

روحون مین قوت رکہی گئی ہے تو کیا پرمیشر اپنے بندون کو ابدی سرور نہین دے سکتا
بعض صاحب اِس جگہ پر یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ بندون کے اعمال محدود ہین اِس لئے جزا بہی
اُسکی محدود ہی ملتی ہے مین کہتا ہون کہ یہہ خیال غلط ہے کیونکہ عملِ اعظم بندہ کا یہی ہے کہ وُہ
وفاداری سے ایمان لاتا ہے اور بے انتہا وفاداری کی نیت سے تکالیف مالی وجانی اُٹہانے
کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے تو اِس صورت مین عمل اُسکا محدود نہ ہوا بلکہ غیر محدود ہوا اگر
پرمیشر اُسکو زندہ چہوڑتا تو وہ کبہی بے وفائی نہ کرتا یہہ نعوذ باللہ پرمیشر کا قصور ہوا کہ اُس
نے اُسکو مہلت نہ دی ماسوا اِسکے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے موجب نجات و مکتی کا
ایک ایسا امر ہے کہ وُہ پرمیشر کی صحبت مین رہ کر کم نہین ہوسکتا بلکہ ترقی کرنا چاہئے کیونکہ
کوئی عقلمند ہرگز خیال نہین کرسکتا کہ پرمیشر کی صحبت سے گیان اور محبت مین کچہہ فرق آجاتا
ہے اور جس طرح ممکن نہین کہ باوجود چراغ کے ہونے کے اندہیرا ہوجائے اسی طرح یہہ بہی
ممکن نہین کہ باوجود علل موجبہ مکتی کے ہر کوئی شخص مکتی خانہ سے باہر نکالا جائے پرمیشر بمنزلہ
خریدار کے نہین ہے تا یہہ کہا جائے کہ جس قدر اُس نے کوئی چیز لی اُسی قدر اُس نے دام بہی
دے دیئے بلکہ یہہ معاملہ محبت وعشق کا ہے اور کوئی منصف مزاج معشوق اپنے وفادار عاشق
سے ایسا بدمعاملہ ہرگز نہین کرسکتا کہ اُسکو ناحق خرابی مین ڈالے۔ ہم سوال کرتے ہین کہ
آیا پرمیشر اِس بات پر قادر ہے یا نہین کہ اپنے بندہ کو ہمیشہ کے لئے مکتی دے دی۔ اگر قادر
ہے اور بندہ وفادار بہی اُسکا مستحق ہے اور علل لازمہ موجبہ بہی دائمی مکتی کو چاہتے ہین تو پہر
کیون پرمیشر ایسی سختی کرتا ہے کہ اوّل ایک بندہ کو ایک ایسا مقرب بناکر کہ وُہ اُوتار ہوگیا یا اُسپر
وید نازل ہوگئے پہر ناحق اُسکی عزت بگاڑ دیتا ہے اور رفتہ رفتہ مختلف جونون مین ڈالکر اُس کی
کیڑون مکوڑون تک نوبت پہنچاتا ہے بعض صاحب یہہ بہی جواب دیتے ہین کہ یہہ کام پرمیشر
نے ایک مصلحت سے اختیار کر رکہا ہے اور وُہ مصلحت یہہ ہے کہ چونکہ پرمیشر رُوحون کے پیدا
کرنے پر قادر نہین اور یہہ بہی معلوم ہے کہ کُل ارواح معدود اور محدود ہین تو اِس صورت مین اگر

پرمیشر اُن سب کو مکتی دے دے تو پہر ہمیشہ دُنیا پیدا کرنے کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے کیونکہ جو رُوح مُکتی پاکر مکتی خانہ میں گیا وُہ تو گویا ہاتھہ سے گیا اور بہ باعث نہ ہونے آمدن اور روز مرّہ کے خرچ کی آخر سب روح ایک دن ختم ہوجائین گے۔ اور پہر پرمیشر دُنیا پیدا کرنے سے قاصر اور عاجز رہے گا اور یہہ امر خلافِ اُصول آریہ سماج ہے غرض آریہ صاحبون کے اُصول کے بموجب نہ پرمیشر کی توحید اور عظمت قایم رہتی ہے اور نہ مُکتی یافتہ روح کبھی ناگہانی آفت سے نجات پا سکتے ہین بلکہ اُس شخص کی طرح جسکو ایک دورہ خاص پر مرگی کی بیماری پڑتی ہے ایسا ہی رُوحین بہی ایک قسم کی بیماری مین ہمیشہ مُتبلا رہین گے اور جیسے جیسے مکتی خانہ سے نکالنے کا وقت نزدیک آتا جائیگا ویسا ہی جزع فزع مین مُبتلا ہوتے جائینگے خُداوند کریم جل شانہٗ قرآنِ شریف مین فرماتا ہے۔ (واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی) یعنے جو شخص اپنے پروردگار سے ڈر کر تزکیہ نفس کرے اور ما سوائے اللہ سے مُونہہ پہیر کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع لے آئے تو وُہ جنت مین ہے اور جنت اُسکی جگہ ہے یعنے خود ایک روحانی جنت بباعثِ قُوت ایمانی وحالتِ عرفانی اُسکے دل مین پیدا ہوجاتی ہے جو اُسکے ساتھہ رہتی ہے اور وُہ اُسمین رہتا ہے سو اِس جگہ ماسٹر صاحب سے یہہ بہی درخواست کرتا ہون کہ بہ مقابل اِس آیت قُرآنی کے جو جاودانی اور لازوالی مُکتی پر دلیل پیش کرتی ہے جو کچھہ وید مین محدود مکتی کا فلسفہ بتلایا گیا ہے وُہ شرتی بہی اِس جگہ پیش کردین ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء

جواب لالہ مُرلیدہر صاحب معہ جواب الجواب از طرف مُولف رسالہ ہذا

قولہٗ۔ مرزا صاحب فرماتے ہین کہ آریہ سماج والون کا اعتقاد یہہ ہے کہ پرمیشر نے کوئی روح پیدا نہین کی اور کُل ارواح انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہین ایسا ہی اُن کا یہہ بہی اعتقاد ہے کہ مُکتی یعنے نجات ہمیشہ کے لئے کسی انسان کو نہین مل سکتی بلکہ ایک مُدّت مقُررّہ تک مکتی خانہ مین رکھہ کر پہر اُس سے نکالا جاتا ہے یہہ بیان مرزا صاحب کا

بہت کچھ فرق آریہ سماج کے اُصولون سے رکھتا ہے جو آگے ظاہر کیا جائیگا۔

۲ قول جاننے والے خوب جانتے ہین کہ اس بیان مین ذرہ فرق نہین بلاشُبہ آریہ سماج والون کے یہہ دونون اعتقاد ہین جن پر تناسخ یعنے اواگون کی بُنیاد ہے اگر کچھہ فرق تہا تو آپ نے ظاہر کیا ہوتا آپ نے وعدہ تو کیا کہ آگے جاکر اس فرق کو بیان کرینگے مگر کسی جگہ بیان نکیا کہ یہہ فرق ہے بلکہ آگے جاکر تو بقول شخصے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد آپ نے صاف اقرار کر دیا کہ ایسا ہی اعتقاد آریہ سماج والے رکہتے ہین۔ اصل بات تو یہہ ہے کہ آپ لوگون کے دل ہی اس بات پر شہادت ہین کہ یہہ وید کے دونون اُصول سخت درجہ کے مخالف عظمت وقُدرت وتوحید وشانِ الہی ہین اسی واسطے کبھی کبھی لوگون کے شرم سے آپ لوگون کی طبیعت اخفا کی طرف رجوع کر جاتی ہے مگر ایسی باتون کو آپ کیونکر چھپا سکتے ہین جو پنڈت دیانند صاحب کے قلم سے مشتہر ہو چکی ہین خویش وبیگانہ اس پر اطلاع پا چکے ہین۔ ماسٹر صاحب؟ آپ بُرا نہ مانین آپ کے وید کی ایسی ایسی تعلیمون نے ناستک مت والون (دہریون) کو بہت کچھہ مدد دی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو آریہ صاحبون کا وید ایک ایسا خُدا بتاتا ہے جس سے حق جو آدمی ضرور ہے کہ نفرت کرے وُہ اپنے پرمیشیر کو اپنی بادشاہی کا خود موجب نہین سمجھتے بلکہ ایسا خیال کرتے ہین کہ وُہ بادشاہت کسی بخت واتفاق سے اُسکو ملی ہے یعنے اُسکی خوش قسمتی سے چند ارواح اور اجسام بنے بنائے اُسکو مِل گئے ہین اور شائد ابہی ارواح اور اجسام کا کوئی اور دفینہ ہی کسی جگہ پوشیدہ ہو جسکی ہنوز پرمیشر کو اطلاع نہین ہوئی مگر کیا یہہ ایسا اعتقاد ہے جسکو عظمت وقُدرت وشان کبریائی حضرت اللہ جل شانہُ کے مطابق کہہ سکتے ہین خُدائیتعالی وُہ کامل ذات ہے جو تمام فیوض کا مبدا اور تمام انوار کا سرچشمہ اور تمام چیزون کا قیوم اور تمام خوبیون کا جامع اور تمام کمالات کا مستجمع اور عجز اور نُقص اور احتیاج الی الغیر سے پاک ہے لیکن تم سوچ کر دیکھو کہ کیا یہہ صحیح نہین ہے کہ ارواح اور اجسام کی غیر مخلوق اور خود بخود ماننے سے اُن تمام صفات کاملہ الہیّہ

الہٰیہ مین سے کوئی بات ہی قائم نہین رہ سکتی اور ایک ایسا سخت صدمہ اُسکی شان خدائی پر پُہنچتا ہے کہ اُس مین سے کچھہ بہی باقی نہین رہتا۔

ایک ادنیٰ درجہ کی عقل بہی سمجھہ سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ہونے کے یہی معنے ہین کہ درحقیقت وجود اُسی کا وجود ہے اور باقی سب چیزین اُس سے نکلی ہین اور اُسی کے ساتہہ قائم اور اُسی کے رشحات فیض سے اپنے کمالات مطلوبہ تک پُہنچتی ہین مگر افسوس کہ آریون کا علم الٰہی اِسکے برخلاف بتلا رہا ہے اُنکی کتابین اِنہین واویلون سے پُر ہین کہ ہم بہی پرمیشر کی طرح قدیم اور غیر مخلوق اور انادی اور اُسکی مشابہ اور اپنے اپنے وجود کے آپ خدا ہین نہین سوچتے کہ اگر وُہ بہی قدیم الذّات اور قائم بذاتہٖ اور واجب الوجود ہین تو پہر خدا جیسے ہوکر اُسکی ماتحت کیون ہوگئے اور کس نے درمیان مین ہوکر دونون مین تعلّق پیدا کر دیا افسوس کہ اِن لوگون نے عقیدہ باطلہ وید سے ایسی محبت کی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی عظمت اور کمالیت کے لئے ذرہ غیرت باقی نہین رہی اور اس عقیدہ مذکورہ بالا کے بداثر نے اُنکا کچھہ باقی نہین چھوڑا اور اسی بداعتقاد کا بداثر جاودانی نجات کا بھی رہزن ہوا ہے اور اِسی کی نحوست سے آریہ مت کے دفتر مین ایک ہنگامہ مفاسد برپا ہوا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کو صحیح یا غلط طور پر جاننا ایک ایسا امر ہے کہ اُس کا اثر (جیسا کہ ہو) تمام باقی اُصولون پر پڑتا ہے اگر اُسمین صلاحیت ہو تو دوسرے اُصول بہی صلاحیت رکھتے ہین اور اگر اُسمین فساد ہو تو وُہ فساد دوسرے اُصولون مین بہی سرایت کرتا ہے اِسی جہت سے اس اصل الاصول کے بگڑنے سے آریون کے سب عقائد کی ستیاناس ہوئی ہے اور سب خیالات کو اِس ایک ہی بگڑے ہوئے خیال نے تہ و بالا کر دیا ہے اور اب جب تک اِسکی اصلاح نہ ہو تب تک باقی خراب شدہ خیالات کسی نوع سے درستی پر نہین آسکتے اب حقیقت مین آریون کو بڑی مشکل بیش آگئی ہے اب اِن دونون وید اور پرمیشر سے ایک کو ضرور چھوڑنا پڑیگا۔

یہہ بات ایک لڑکا بہی سمجہہ سکتا ہے کہ اگر سب ارواح اور اجسام خود بخود پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی ہین اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہین + تو پرمیشر اس دعویٰ کا ہرگز مجاز نہین رہا کہ مین ان چیزون کا رب اور پیدا کنندہ ہون کیونکہ جب کہ ان چیزون نے پرمیشر کے ہاتہہ سے وجود ہی نہین لیا تو پہر ایسا پرمیشر انکا رب اور مالک کیونکر ہو سکتا ہے مثلاً اگر کوئی بچہ بنا بنایا آسمان سے گرے یا زمین کے خمیر سے خود پیدا ہو جائے تو کسی عورت کو یہہ دعویٰ ہرگز نہین پہنچتا کہ یہہ میرا بچہ ہے بلکہ اُسکا بچہ وُہی ہو گا جو اُسکے پیٹ سے نکلا ہے سو جو خُدا کے ہاتہہ سے نکلا ہے وُہی خدا کا ہے اور جو اُسکے ہاتہہ سے نہین نکلا وُہ اُسکا کسی طور سے نہین ہو سکتا - کوئی صالح اور بہلا مانس ایسی چیزون پر ہرگز قبضہ نہین کرتا جو اُسکے نہ ہون تو پہر کیونکر آریون کے پرمیشر نے ایسی چیزون پر قبضہ کر لیا جن پر قبضہ کرنے کا اُسکو کوئی استحقاق نہین سو سوچنا چاہئیے کہ یہہ بات کس قدر مکروہ اور دور از حقانیّت ہے کہ مالک الخلق اور رب العلمین کو اُسکی مخلوقات سے جواب دیا جاتا ہے اور جو اصل حقیقت خُدائی کی تہی اُس سے اُس کو الگ کیا جاتا ہے ہم سچ سچ کہتے ہین کہ اگر ہندؤن کے وید مین کوئی اور غلطی نہ ہوتی تو اُسکے مخالف حق ہونے کے لئے یہی ایک بڑی دلیل تہی کہ خدا تعالیٰ کی صفاتِ حقّہ کے بیان کرنے مین اُس نے ایسی رہزنی کی ہے کہ جو خُدا تعالیٰ کی خُدائی قایم ہونیکے لئے بہُت ضروری امر تہا وُہی اُس نے جڑہ سے اُکہیڑ دیا ہے -

ایسا ہی ذرا سوچ کر معلوم کر لینا چاہئیے کہ اگر یہہ تمام روحین جن کے پیدا کرنے کی پرمیشر کو طاقت نہین ہمیشہ ستے کے لئے مُکتی پا جائین تو پہر پرمیشر بجُز اسکے کہ مجبوری کے طور پر خالی ہاتہہ

+ **حاشیہ** خدا یعنے خود آیندہ ہے اور خدا تعالیٰ جل شانہُ اسی وجہ سے خُدا کہلاتا ہے کہ وُہ کسی کے پیدا کرنے کے بغیر خود بخود ہے سو اگر ارواح و اجسام ہی خود بخود ہین تو وُہ سب خُدا ہی ہوئے اور بموجب اُصول آریہ کے اُنکو بہی خُدا کہنا جائز بلکہ واجب ہوا - منہ

بیٹھا رہے اور کیا کر سکتا ہے تو اس صورت میں وہ اصول آریہ سماج والون کا جو دنیا کا سلسلہ ہمیشہ بنا رہتا ہے کیونکر قائم رہ سکتا ہے اب ظاہر ہے کہ آپ لوگون کے اعتقاد کے رو سے پرمیشر کی بادشاہت صرف غیر مخلوق روحون کے سہارے سے چل رہی ہے اور اگر یہہ کہو کہ پرمیشر روحون کو کبھی جاودانی مکتی نہین دیگا تو پھر کیونکر سلسلہ دنیا کا منقطع ہوگا اور کیون کر پرمیشر مجبور ہو کر خالی بیٹھے گا۔ تو ہم کہتے ہین کہ ایراد اعتراض کے لئے محض فرض کرنا نجات ابدی کا جو امور ممکنہ مین داخل ہے کافی ہے کیونکہ فن فلسفہ مین امور جائز الوقوع مین صرف انکی فرض وقوع پر بحث کیجاتی ہے نہ تحقق فی الخارج مین فلسفی کو اس سے کچھہ غرض نہین کہ وہ امر وقوع مین آیا یا نہ آیا بلکہ فلسفی قطع نظر وقوع لاوقوع سے فرض مادۂ جواز پر برہان قائم کرتا ہے۔ مثلاً فلسفی کہتا ہے کہ اگر زید ایک تولہ زہر کہالے تو بے شک مر جائیگا کیونکہ صدہا مرتبہ کا تجربہ صحیحہ وصادقہ اس بات پر شہادت دے رہا ہے پس اسکے جواب مین یہہ معارضہ کہ زید نے عہد کیا ہوا ہے کہ مین ہرگز زہر نہین کہاؤنگا حجت کو اٹھا نہین سکتا کیونکہ گو زید زہر کہانا نہین چاہتا اور فرض کیا کہ اس نے عہد کیا ہوا ہے کہ مین ہرگز زہر نہین کہاؤنگا لیکن عند العقل اسکا زہر کہانا اور مرنا ممکن ہے اسی واسطے صناعت منطق مین قضیہ ضروریہ مطلقہ سے قضیہ دائمہ مطلقہ کو اخص مطلق قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً یہہ قضیہ کہ ہریک انسان بالضرورت حیوان ہے یعنے حیوانیت ہریک انسان کے وجود کو صفت ضروری ہے کہ جو اسکے وجود سے منفک نہین ہو سکتی یہہ قضیہ ضروریہ مطلقہ ہے اور یہہ دوسرا قضیہ کہ زید جو وکیل ہے ہمیشہ مقدمہ مین فتح پاتا ہے دائمہ مطلقہ ہے پس یہہ جو دائمہ مطلقہ ہے قضیہ ضروریہ مطلقہ سے اسی واسطے اخص سمجہا جاتا ہے کہ گو فتح پانا زید کا مثل مفہوم ضروریہ مطلقہ کے جمیع اوقات مین پایا جاتا ہے اور ہمیشہ زید مقدمہ کو جیتتا ہے لیکن اسکا جیتنا اور فتح پانا عند العقل ضروری نہین برخلاف قضیہ ضروریہ مطلقہ کے کہ اسمین دوام نسبت حیوانیت کا انسان سے جو موضوع قضیہ کا ہے ضروری ہے کیونکہ عقل ہارنا اور شکست کہانا زید کا تجویز کر سکتی ہے گو اب تک ایک ظاہری

اتفاق سے زید ہارا نہین اور نہ کبھی شکست کہائی لیکن کوئی عقل سلیم سلب نسبت حیوانیت کا انسان سے تجویز نہین کر سکتے غرض جو امر عند العقل ممکن الوقوع ہے خارج مین اُسکا واقع ہونا شرط نہین اور نہ وقوع فی الخارج اور امکان فی نفس الامر مین کسی طرح کا تلازم ذہنی ہے پس اسی دلیل سے روحون کا انادی ماننا نہ صرف خدا تعالی کے ازلی جلال اور اُسکی صفت ربوبیت اور مبدء فیوض ہونے کو صدمہ پہنچاتا ہے بلکہ اُس کی ابدی خدائی اور قدرت نمائی کا بہی جو مدار کاروبار الوہیت ہے بکلّی استیصال کر کے اُسکے نام و نشان کو مٹانا چاہتا ہے غرض یہہ اُصول اللہ تعالی کی ذات و صفات کا دُشمن ہے -

ایسا ہی اِسکا بد نتیجہ جو نجات محدود ہے ہر وقت یہہ بات یاد دلاتا ہے کہ خدائے تعالی بوجہ خالق نہ ہونے کے ناقص القدرت تہا اور بغیر مُکتی محدودہ کے اُسکی خدائی نہین چل سکتی تہی اِس لئے مجبوراً اُس نے مُکتی کو محدود رکہا گویا لوگون کو اپنی بدقسمتی سے ایک ادہورا خُدا ملا جو نجات جاودانی دینے پر قادر ہی نہ تہا اس لئے اُسکی بدقسمت بندی ہمیشہ کے نجات پانے سے رہ گئی اور اِس جگہہ پرمیشر کا خیر خواہ بنکر مُکتی محدودہ کا یہہ جواب دینا کہ انسان دائمی مُکتی پانے کا حق نہین رکہتا اِس لئے پرمیشر اُسکو دائمی مُکتی نہین دیتا ایک ہنسی کی بات ہے کیونکہ پرمیشر تو بوجہ اپنے ضُعف اور عجز اور ناطاقتی کے کسی وجہ سے دائمی مُکتی دے ہی نہین سکتا اور نہ ایسی قُدرت رکہتا ہے تو پہر اس صورت مین بندہ کے اعمال کا ذکر کرنا ہی فضول ہے کیا بندہ اپنے دائمی ایمان اور وفاداری کی وجہ سے دائمی جزا کا مستحق نہین ٹہر سکتا لیکن جب پرمیشر مین طاقت ہی نہین تو دائمی مُکتی کون دیوے اور اگر پرمیشر دائمی نجات دینے کا ارادہ بہی کرے تو کر کیا سکتا ہے - اب دیکہو کس قدر آریہ صاحبان اپنے پرمیشر کی ہتک کر رہے ہین ہم کیونکر باور کرین کہ وُہ اِس قدر موٹی بات کو بہی سمجہتے نہین یا کیونکر ہم تسلیم کر لین کہ اُنکی انسانی فطرت ایسی مسخ ہو گئی ہے کہ ایسی صاف صاف صداقتین بہی اُنکی نظر مین غلط دکہائی دیتی ہین بلکہ سارا موجب قوم اور برادری کے پاس ہے جسکے باعث سے لاکہون دُنیا پرست خُدا کو اور اُسکی پاک راہون کو چہوڑ

دیتے ہین۔

اے از تعلیم وید آوارہ	منکر از فیض بخش ہموارہ	آن قدیری کہ نیست زو چارہ
نزد تو عاجزست و ناکارہ	بشنوی گر بود بحق ردئے	شور قالوابلی زہر سوئے
آنکہ با ذات او بقاؤ حیات	چون بنا شد بدیع ما آن ذات	ناتوانی ست طور مخلوقات
کی خدا اینچنین بود ہیہات	کی پسندد خرد کہ رب قدیر	ناتوان باشد و ضعیف و حقیر
نظرے کن بشان ربانی	داوری ہا مکن بنادانی	اینچہ دین ست وانچہ آئین ست
کہ خدا ناتوان و مسکین ست	گر بدین دین و کیش مستی شاد	مایۂ عمر را وہی برباد

قولہٗ۔ مرزا صاحب فرماتے ہین کہ آریہ سماج والون کے اعتقاد کے روسے مُکتی شدہ شخص مُکتی خانہ سے نکالا جاتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ آریہ سماج کے اُصولون کے موافق کوئی مُکتی خانہ علیحدہ عمارت نہین۔

اقول۔ سبحان اللہ کیا عمدہ جواب ہے اعتراض تو یہہ تہا کہ روحون کو انادی اور قدیم اور پرمیشر کی طرح واجب الوجود اور غیر مخلوق ماننے سے پرمیشر ایسا کمزور اور مجبور ٹھہر جاتا ہے کہ وُہ کسی طرح روحون کو دائمی نجات دینے پر قادر نہین ہو سکتا گو ارادہ بہی کرے کیونکہ دائمی نجات دینے سے اُسکی خدائی کا سلسلہ دور ہوتا ہے آپ اسکا جواب دیتے ہین کہ مُکتی خانہ کوئی علیحدہ عمارت نہین جس سے نکالا جائے ناظرین سوچ سکتے ہین کہ یہہ کس قسم کا جواب ہے جس حالت مین آریون کا بالاتفاق یہہ اُصول ہے کہ ہمیشہ کے لئے کسی کی مُکتی نہین ہو سکتی کوئی اُوتار ہو یا رشی ہو یا مُنی ہو بلکہ کچھہ مدت تک نجات دیکر پہر اُس دار النجات سے دار التناسخ کی طرف بہیجے جاتے ہین اور مختلف جونون مین گردش کرتے کرتے کیڑون مکوڑون تک نوبت پہنچتی ہے تو پہر کیا یہہ اُصول ماسٹر صاحب کو یاد نہین یا دانستہ لوگون کو دہوکا دینا چاہتے ہین اور اگر ماسٹر صاحب کو لفظی نزاع کے طور پر یہہ اعتراض ہے کہ مُکتی خانہ کا لفظ کیون استعمال کیا گیا ہے کیا کوئی

اینٹون یا پتھرون کی وان عمارت ہے جسکو خانہ کہنا چاہیئے تو ہمین صرف ماسٹر صاحب کے اعتقاد پر افسوس نہ ہوگا بلکہ اُنکی علمیت و محاورہ دانی پر بھی سخت افسوس ہوگا کیا ماسٹر صاحب نہین جانتے کہ تمام الفاظ تحقیقی طور پر ہی مستعمل نہین ہوا کرتے بلکہ مجازات و استعارات بھی استعمال مین آتے ہین مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ مین نے ایک بوتل شربت کی پی لی یا ایک رکیبی چانولون کی کہالی تو کیا ماسٹر صاحب اُس سے یہہ سمجہین گے کہ اُس نے بوتل اور رکیبی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کہالیا ہے اسی طرح خانہ (یا دار) کا لفظ کئی محلّون اور موقعون پر بولا جاتا ہے اور ہر جگہ اینٹون یا پتھرون کی عمارات مُراد نہین ہوتین سو جس حالت مین آریون کے نزدیک دُنیا دار التناسخ ہے تو کیا بیجا ہوا اگر بمقابل اِسکے دوسرے جہان کا نام دار النجات (مُکتی خانہ) رکہا گیا اگر اب بہی ماسٹر صاحب کے دلکو کوئی وہم پکڑتا ہو تو کسی اپنے زیرک بہائی بند کو پوچھہ کر دیکھہ لیوین۔

قولہ۔ مرزا صاحب اپنا اعتقاد یاد کرین کہ اُنہون نے مانا ہوا ہے کہ انسان بعد مرنے کے نجات پاکر ایک مکان بہشت مین رہیگا جہان عمدہ باغ خُدا نے لگایا ہوا ہے اچھی اچھی عورتین یا حورین موجود ہین نہرین شراب وغیرہ کی جاری ہین غرض نجات کی حالت مین بھی دُنیاوی سامان موجود ہے اِس سے زیادہ کچھہ نہین بلکہ وان وُہ باتین بھی موجود ہونگی جو یہان ممنوع ہین مثلاً شراب اور بہت سی عورتین مگر ایسا نہین بلکہ نجات شدہ لوگ بڑے انند اور خود مختاری کی حالت مین رہین گے۔

اقول۔ اے ماسٹر صاحب آپ یہہ بے اصل باتین مُونہہ سے نکالتے ہوئے کچھہ شرم تو کرین اتنا جھوٹ کیونکر ہضم ہوگا بہلا جب حسب اُصول آپکے نجات یافتہ لوگ ایک مدّت مُقرّرہ کے بعد مُکتی خانہ سے کان پکڑکر باہر نکال دیئے جاوینگے اور اُنکے رونے چلانے پر کچھہ رحم نہین کیا جائیگا بلکہ بڑی سختی سے خلاف مرضی اُنکے حکم اخراج عمل مین آئیگا

اور بڑی ذلت اور رسوائی سے بقول شخصے کہ (دپا بدست دگرے دست بدست دگرے)
مکتی خانہ سے باہر پھینکے جائینگے تو کیا اُسوقت اُنکے لئے وُہ سُرگ نرگ کا نمونہ بلکہ
اُس سے بدتر نہین ہو جائیگا تو پھر اُس مجبورانہ مصیبت کے وقت خود مختاری کہان رہیگی
اور انند کیسا ہوگا آپ کہتے ہین کہ نجات شدہ لوگ بڑی خوشی اور انند مین رہین گے
افسوس ہے آپکی سمجھہ پر کیا ایسے مقام مین بھی کوئی کامل خوشی میسّر آسکتی ہے جس مین
نکالے جانے اور پھر دوبہری مرتبہ کروڑ ہا برسون کی مصیبتون کا دغدغہ پیش ہے اور ہر دم
یہی فکر جان کو کہا رہا ہے کہ اب تہوڑے عرصہ کے بعد بے شمار ذلتون اور رسوائیون
کا مُونہہ دیکھنا ہوگا۔ پھر کیڑے مکوڑے کُتّے بلّے بننا ہوگا پھر ایک گناہ کے بدلے مین
لاکھون جونین بھگتنی ہونگی اور زمانہ دراز اور مدّت غیر معیّن تک دُکھون دردون کو
اُٹھانا ہوگا۔ کیا جسکو اسقدر یقینی اور قطعی طور پر غم در پیش ہے اور غم بھی کیسا غم کہ لاعلاج
وہ بھی خوش رہ سکتا ہے سو آپ کس مُونہہ سے کہہ سکتے ہین کہ جس مکتی خانہ کا وید نے
ذکر کیا ہے وُہ بڑی انند اور خود مختاری اور خوشی کی جگہہ ہے آپکے مکتی خانہ سے خدا کی
پناہ اگر ایسا ہی پرمیشر اور ایسا ہی اُسکا مکتی خانہ ہے تو پھر بدقسمت زاہدون عابدون
کے لئے اِس جگہہ بھی رونا اور اُس جگہہ بھی رونا ہی ہوگا۔

رہا آپکا یہہ اعتراض کہ مسلمانون کی بہشت مین دُنیوی نعمتین بھی موجود ہونگی
تو یہہ کچھہ اعتراض کی بات نہین بلکہ اِس سے تو آپ کو اور آپکے پرمیشر کو بہت شرمندہ
ہونا چاہئے کیونکہ مسلمانون کے خداوند قادر اور غنی مطلق نے تو دائمی اور جاودانی
طور پر سب کچھہ اپنے بے انتہا خزانون سے عالم آخرت مین قرآن شریف پر ایمان لانے
والون کو عطا کیا ہے اور روحانی اور جسمانی دونون طور کی نعمتین مرحمت فرمائین کیونکہ
وُہ جانتا تہا کہ اُسکے سچے پرستار اِس دُنیا مین صرف رُوح ہی سے اُسکی بندگی اور
اطاعت نہین کرتے بلکہ روح اور جسم دونون سے کرتے ہین اور خلقت انسانی کا کمال

صرف روح ہی سے پیدا نہین ہوتا بلکہ روح اور جسم دونون کے امتزاج و اختلاط سے
پیدا ہوتا ہے سو اُس نے فرمان بردارون کو سعادت تامہ تک پہنچانے کے لئے
اور اُنکو پورا پورا اجر دینے کے لئے نجاتِ جاودانی کی لذّات کو دو قسم پر مشتمل کیا ہے
محبوبانہ دیدار کی لذّتین بھی دین اور اپنی دوسری نعمتین بھی بارش کی طرح اُن پر برسائین
غرض وُہ کام کر دکھلایا جو اُس قادر عظیم الشان کی قُدرتون اور عظمتون اور بے انتہا
رحمتون کے لائق ہے لیکن آپکا پرمیشر تو مفلس اور دیوالیہ ہی نکلا اور اپنی عاجزی اور دُرویشی
اور مُفلسی اور ناطاقتی اور بے اختیاری کے باعث سے آپ لوگون کو کسی ٹھکانہ نہ لگا سکا
اور نہ کوئی مُستقل خوشی پہنچا سکا غرض کچھہ بھی نہ کرسکا نہ روحانی نعمتین ہمیشہ کے لئے دیسکا
نہ جسمانی اور دونون طور سے آپکو ناکام اور نامراد اور محروم اور بے نصیب رکھا اور جسکے
لئے مرتے تھے اور جان نثاری کرتے تھے وُہ ایسا نامُنصف اور بے سمجھہ اور سور کھہ اور
بیخبر نکلا کہ اُس نے تمہاری روحانی اور بدنی مشقّتون کا کچھہ بھی قدر نہ کیا اور اپنی اُلٹی
سمجھہ سے عاشقانہ وفاداریون اور جان نثاریون کو چند روزہ مزدوری خیال کرلیا کیا
ایسے بخیل اور ناطاقت اور بے سمجھہ پرمیشر سے محبتین بڑہ سکتی ہین اور صفائی کامل سے
کوئی دِل رجوع ہوسکتا ہے ہرگز نہین بلکہ اُسکی قُدرت اور سخاوت اور قدرشناسی کی
حقیقت کُھلنے سے جب تپ کرنے والون کی رُوحین بہت ہی افسوس ناک اور نادم ہونگی
کہ اگر یہی پرمیشر اور یہی اُسکی مُکتی تہی تو ہم نے خواہ مخواہ کی ٹکرین کیون مارین اور مُکتی خانہ
سے نکالے جانے کے وقت ضرور مضمون اِس شعر کا رورو کر پڑھتے ہونگے ✤ اب تو کچھہ
سمجھہ کے جان تجھہ پہ کرین گے قُربان ✤ ہم تو اُس روز کو پچھتاتے ہین جب دِل ہی دیا۔
سو خُدائی کے کام وُہ ہیچ ہیہ اور چارہ سازی اور بندہ نوازی اُسکو کہتے ہین نہ اِسکو۔
ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا۔ اور سچ تو یہہ ہے کہ وید کے رو سے اس ناکارہ اور
ناقص مُکتی کا ملنا بھی آپ لوگون کے لئے محال ہے اور آپکے پرمیشر نے محض ٹالنے کی

غرض سے مکتی کے ملنے مین ایسی دشواریان ڈوالدین ہین جو ممکن ہی نہین کہ آپ لوگ اُن سے مخلصی پا سکین بھلا جب ایک گناہ کے لئے ایک لاکھہ اور کئی ہزار جون کی سزا ٹھہری اور ایک طرفتہ العین یعنے ایک پلکار ہ بھی خدا تعالیٰ سے غافل ہونا گناہ ٹھہرا تو پھر مکتی پانے کی کون سی راہ باقی رہی سو اگر آپ لوگ حقیقت حال کو سوچین تو اپنی نو اُمیدی کی حالت کو دیکھہ ماتم کرین اور سوگ مین بیٹھین کیونکہ پرمیشر نے تو ایک طرح سے مکتی دینے سے آپ لوگون کو جواب دے دیا ہے کیونکہ نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی۔ کیا اس زندگی موجودہ مین کوئی شخص آپ لوگون مین سے دعویٰ کر سکتا ہے کہ مین نے کبھی کسی قسم کا گناہ نہین کیا نہ صغیرہ نہ کبیرہ اور نہ کبھی جھوٹ زبان پر آیا اور نہ کبھی کسی کو زبان یا ہاتھہ یا آنکھہ وغیرہ سے ستایا اور نہ کبھی مال ناجائز کھایا اور نہ کبھی ایک سکینڈ بھی اپنے پرمیشر کو بھلایا اور نہ کسی اَور قسم کا گناہ یا بدخیال دل مین آیا۔ مین جانتا ہون کہ ایسا دعویٰ کرنا ممکن ہی نہین تو پھر کسی آئندہ جون کا بھی اسی پر قیاس کر لیجئے کیونکہ اس دارالغفلت دُنیا مین گناہ انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہے اور جیسے فطرتی خواص اس موجودہ زندگی مین آپ سے الگ نہین ہو سکے ایسا ہی کسی آئندہ جون مین دُنیا مین آکر اُن فطرتی خواص کا بکلی دور ہو جانا ممتنع اور محال ہے۔ بعض موٹی سمجھہ کے آدمی جنکو بباعث اپنی نادانی اور نقصانِ علمی کے گناہ کی فلاسفی معلوم نہین وُہ شائد بوجہ اپنے کمال درجہ کی سادہ لوحی کے ایسا خیال کرتے ہونگے کہ گویا گناہ انہین دو چار باتون کا نام ہے کہ انسان ارتکاب زنا یا خون یا شہادت دروغی پر دلیری کرے یا کسی جگہ سیندھ لگا دے یا کسی کی گانٹھہ کترے اور پھر جب ان چند معدود اور مشہور جرائم کو چھوڑ دے تو پھر گناہ سے بکلی پاک اور صفا ہو گیا اور اپنے پرمیشر کو کہہ سکتا ہے کہ اب تیرے حقوق سب مین نے ادا کر دیئے اور جو کچھہ کرنا میرے پر واجب تھا سب کچھہ مین کر گذرا۔ لیکن درحقیقت یہہ خیال سراسر غلط بلکہ بھاری گناہ ہے جو انسان اپنے تئین بے گناہ اور

خدا تعالیٰ کے سارے حقوق کو ادا کرنے والا خیال کرلے اسی وجہ سے راستبازون
اور مقدسون نے طریق تواضع اور فروتنی اور استغفار کو لازم پکڑا اور کبھی دعویٰ
نہین کیا کہ مین بکلی نیک اور بیگناہ ہون حضرت مسیح علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ اے
نیک استاد تو آپ نے یہہ پیارا اور دلکش جواب دیا کہ مین نیک نہین ہون یعنے ایک
گنہگار آدمی ہون مجھے تو کیون نیک کہتا ہے سُبحان اللہ معرفت الہی انہین پاک لوگون
کے حصہ مین آئی تہی جنہون نے کیسے ہی تقدس کی حالت مین ہی اپنے تئین بیگناہ اور نیک
نہین سمجھا اور حقیقت مین اس سے بڑہ کر اور کوئی گناہ نہین کہ اپنے تئین بے گناہ خیال
کیا جائے بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ گناہ انسان کی سرشت کو ایک لازم غیر منفک ہے جس کا
تدارک صرف رحمت اور مغفرت الہی کر سکتی ہے نہ کوئی اور چیز اور اگر خدا تعالیٰ ہر یک
گناہ پر سزا دینے لگے اور استغفار اور توبہ قبول نہ ہو اور فضل شامل حال نہ ہو تو بندہ
کبہی نجات نہین پا سکتا مثلاً اگر یہہ سزا ہندؤن کے اصول کے طور پر دیجائے یعنے جونون
مین ڈالا جائے تو اگر ہندؤن کا پرمیشر قطع نظر ایک لاکہہ جون کے ایک گناہ کے عوض
مین صرف ایک جون کی سزا پر ہی کفائت کرے تب بہی اس بے انتہا سلسلہ کا انقطاع
محال ہے چہ جائیکہ ایک گناہ کے بدلے مین دو لاکہہ کے قریب جون بہگتنی پڑی اور پہر
اس گناہ سے فراغت ہو کر دوسرے گناہ کی سزا نئے سرے سے شروع ہو اور ایک
طرف بندہ سزائین پاتا جائے اور ایک طرف نئے گناہ جو اسکی فطرت کو لگے ہوئے
ہین اور ہر دم اور ہر لحظہ اس سے صادر ہو رہے ہین انبار کے انبار جمع ہوتے جائین
پس جبکہ حقیقت گناہ یہہ ہے اور اس سے مخلصی پانا عند العقل محال ہے تو اس صورت
مین ظاہر ہے کہ اگر مکتی پانا اسی بات پر موقوف ہے کہ کسی قسم کا گناہ باقی نہ رہے
اور کسی نوع سے خطا صادر نہ ہو سکے تو آریون کے مکتی پانے کے کوئی لچھن نظر نہین آتے
اور فرض کے طور پر اگر مان ہی لین کہ کوئی آریہ ان سب شرائط کو پورا کرکے کسی زمانہ

مین مُکتی پا جائیگا تو پھر بھی مُکتی پانا نہ پانا اُسکا برابر ہوگا کیونکہ صرف تھوڑے عرصہ تک مُکتی خانہ مین پتھر کی طرح پڑا رہیگا اور پھر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین پرمیشر اپنی تلون مزاجی سے اُس پر ناحق ناراض ہو کر سخت ذلیل اور رسوا کر کے اُسکو باہر نکال دیگا اور چورون کی طرح ہاتھون مین اُسکے مجبوری کی ہتھکڑی ہوگی اور پاؤن مین روک کا زنجیر اور گردن مین پرمیشر کی خفگی کا ایک بڑا لنبا رسّا ہوگا اور پھر اُس نیک بخت کو خواہ وہ اُوتار ہو یا کوئی ایسا رشی ہو جس پر کوئی وید اُترا ہے یا کوئی دوسرا رکھی مُنی یا بھگت غرض کوئی ہو اُسکو کھینچتے کھینچتے دُنیا کے اُسی گڑھے مین اُلٹا کر کے پھینک دینگے جس سے وہ بیچارہ کروڑون برس بلکہ ہزارون ارب تک جان مار کر اور رو پیٹ کر اتفاقاً نکل آیا تھا۔ یہہ آپ لوگون کا پرمیشر ہے اور یہہ اُسکی مُکتی ہے اور یہہ اُسکا انعام و اکرام ہے اور یہہ اُسکا ابتدا و انجام ہے سو ایسے پرمیشر کو دور سے ہی سلام ہے۔ ایسے پرمیشر کے یہہ شعر مطابق حال ہے۔

با دوستان چہ کردی کہ کُنی بدیگران ہم حقّا کہ واجب آمد زتو احتراز کردن

اور اگر ماسٹر صاحب کا اعتراض سے یہہ مطلب ہے کہ اسلامی بہشت مین صرف دُنیوی نعمتون کا ذِکر ہے وصالِ الٰہی اور روحانی لذّات کا کہین ذِکر نہین تو ہم اِس جھگڑے کے فیصلہ کرنے کے لئے یہہ عمدہ طریق سمجھتے ہین کہ ماسٹر صاحب کسی اخبار کے ذریعہ سے پُختہ طور پر ہمکو یہہ اطلاع دین کہ ہان میری یہی رائے ہے کہ قُرآنِ شریف مین وصالِ الٰہی اور لذّاتِ روحانی کا کہین ذِکر نہین مگر وید مین ایسا بہت کچھہ ذِکر ہے تو اِس صورت مین ہم وعدہ کرتے ہین کہ صرف تین یا چار ہفتہ تک ایک مُستقل رسالہ اسی بارہ مین بغرض مقابلہ وید و قُرآن طیّار کر کے جہانتک ہو سکے بہت جلد چھپوا دینگے اور سو روپیہ بطور انعام ایک نامی اور فاضل برہمو صاحب کے پاس جو آریون کے بھائی بند ہین امانت رکھہ دین گے پھر اگر ماسٹر صاحب بپابندی اپنے چارون ویدون کی سنگتا کے جنکو وہ الہامی

سمجھتے ہین روحانی لذات اور وصالِ ربّانی کے بارے مین جو نجات یابون کو حاصل ہوگا قرآن شریف کا مقابلہ کرکے دکھلادین اور وہ برہمو صاحب اُسکی تائید اور تصدیق کرین تو وُہ سو روپیہ ماسٹر صاحب کا ہوگا ورنہ بجائے اُس ہزور وپیہ کے ہم ماسٹر صاحب سے کچھ نہین مانگتے صرف یہی شرط کرتے ہین کہ مغلوب ہونے کی حالت مین ایسے وید سے جو بار بار اُنہین ندامت دلاتا ہے دست بردار ہوکر اسلام کی سچّی راہ کو اختیار کرلین (یار غالب شو کہ تا غالب شوی) اور اگر ماسٹر صاحب اِس رسالہ کی اشاعت کے بعد ایک ماہ تک خاموش رہے اور ایسا مضمون کسی اخبار مین اور نہ اپنے کسی رسالہ مین شایع کیا تو اے ناظرین آپ لوگ سمجھ جائین کہ وُہ بھاگ گئے۔

رہا یہ اعتراض کہ شراب جو دُنیا مین ہی ممنوعات اور محرمات مین سے ہے وُہ کیونکر بہشت مین روا ہو جائیگی۔ اسکا جواب وُہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے کہ بہشتی شراب کو اس دُنیا کی فساد انگیز شرابون سے کچھ مناسبت نہین جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وسقاھم ربھم شرابًا طھورًا۔ ان الابرار یشربون من کاسٍ کان مزاجھا کافورًا۔ عینًا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرًا۔ یعنے جو لوگ بہشت مین داخل ہونگے اُنکا خُدا اُنکو ایک ایسی پاک شراب پلائیگا جو اُنکو کامل طور پر پاک کردیگی۔ نیک لوگ وُہ جام پئین گے جس مین کافور کی آمیزش ہے یعنے اُنکے دِل وُہ شراب پیکر غیر کی محبت سے بکلّی ٹھنڈے ہو جاوین گے۔ وُہ کافوری شراب ایک چشمہ ہے جسکو اِسی دُنیا مین خدا کے بندے پینا شروع کرتے ہین۔ وُہ اُس چشمہ کو ایسا روان کردیتے ہین کہ نہایت آسانی سے بہنے لگتا ہے اور وسیع اور فراخ نہرین ہو جاتی ہین۔ یعنے ریاضاتِ عشقیہ سے سب روکین اُنکی دور ہو جاتی ہین اور نشیب و فراز بشریت کا صاف اور ہموار ہو جاتا ہے اور جنابِ الٰہی کی طرف انقطاعِ کلّی میسّر آکر معارفِ الٰہیّہ مین وسعت تامّہ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے وکاسٍ من معین۔ لایصدعون عنھا ولا ینزفون

ولا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ
الی ربھا ناظرۃ۔ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا۔
اور شراب صافی کے پیالے جو آب زلال کی طرح مصفّٰی ہونگے بہشتیون کو دیئے جاینگے
وُہ شراب اُن سب عیبون سے پاک ہوگی کہ وہ دسر سید اکرے یا بیہوشی اور بدمستی
اُس سے طاری ہو۔ بہشت مین کوئی لغو اور بیہودہ بات سُننے مین نہین آئیگی اور نہ کوئی
گُناہ کی بات سُنی جائیگی بلکہ ہر طرف سلام سلام جو رحمت اور محبت اور خوشی کی نشانی
ہی سُننے مین آئیگا۔ اُس دن مومنون کے مُونہہ تر و تازہ اور خوبصورت ہونگے اور وُہ
اپنے ربّ کو دیکھین گے اور جو شخص اِس جہان مین اندہا ہے وُہ اُس جہان مین بہی
اندہا ہی ہوگا بلکہ اندہون سے بہی گیا گذرا۔ اب اِن تمام آیات سے ظاہر ہے کہ وُہ
بہشتی شراب دُنیا کی شرابون سے کچھ مناسبت اور مشابہت نہین رکھتی بلکہ وُہ اپنی تمام
صفات مین اِن شرابون سے مبائن اور مخالف ہے اور کسی جگہ قرآن شریف مین یہہ
نہین بتلایا گیا کہ وُہ دُنیوی شرابون کی طرح انگور سے یا قندِ سیاہ اور کیکر کے چھلکون سے
یا ایسا ہی کسی اَور دُنیوی مادّہ سے بنائی جائیگی بلکہ بار بار کلامِ الٰہی مین یہی بیان ہوا ہے
کہ اصل تخم اُس شراب کا محبت اور معرفتِ الٰہی ہے جسکو دُنیا سے ہی بندہ مومن
ساتھ لیجاتا ہے۔ اور یہہ بات کہ وُہ روحانی امر کیونکر شراب کے طور پر نظر آجائیگا۔ یہہ
خدا تعالیٰ کے بہیدون مین سے ایک بہید ہے جو عارفون پر مکاشفات کے ذریعہ سے
کُہلتا ہے اور عقلمند لوگ دوسری علامات و آثار سے اُس کی حقیقت تک پُہنچتے ہین
روحانی اُمور کا جسمانی طور پر متمثّل ہو جانا کئی مقامات قرآن شریف مین بیان کیا گیا ہے
جیسا کہ یہہ بہی لکہا ہے کہ تسبیح اور تقدیس الٰہی کی باتین پہلدار درختون کی طرح متمثّل ہونگی
اور نیک اعمال پاک اور صاف نہرون کی طرح دکہلائی دین گے اسی کی طرف دوسرے
مقام مین اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت

وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین یعنے پاک کلمات پاک درختون سے مشابہت رکھتے ہین جن کی جڑھ مضبوط ہے اور شاخین آسمان مین اور ہمیشہ اور ہر وقت تر وتازہ پھل دیتے ہین - ایسا ہی ایک مقام مین اللہ تعالی نے امور ایمانیہ کو باغات سے تشبیہ دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہرون سے جو اس باغ کے نیچے بہتی ہین اور اسکی جڑون کو پانی پہنچا کر اسکو تر وتازہ رکھتی ہین - اور ایک جگہ قرآن شریف مین یہہ بھی ذکر آیا ہے کہ جب عارف لوگ بہشت مین کسی قسم کی لذت حسی طور پر پائینگے تو انکو یقین ہوگا کہ یہہ لذات انہین روحانی لذات سے مشابہ ہین جنکو ہم دنیا مین عشق اور محبت الہی کی وجہ سے پاتے تھے ایسا ہی قرآن شریف مین بیسون مقامات مین اس بات کا ذکر پایا جاتا ہے کہ عالم آخرت مین جو جسمانی طور پر لذات بہشتیون کو دیجائینگی حقیقت مین وہ سب روحانی لذات کے اظلال و آثار ہونگے اگر وہ سب مقامات قرآنی بحوالہ آیات اس جگہ لکھے جائین تو اس رسالہ مین بہت سا طول ہو جائیگا سو ہم جیسا کہ وعدہ کر چکے ہین ماسٹر مرلیدہر صاحب کی درخواست سے یہہ سب امور مفصل طور پر کسی الگ رسالہ مین تحریر کرینگے - اور واضح رہے کہ لذات روحانی کا جسمانی طور پر متمثل ہونا جو بہشت کی نسبت بیان کیا گیا ہے کوئی ایسا امر نہین ہے جسکو جدید اور دور از فہم خیال کیا جائے دیکھنا چاہئے کہ عالم رویا یعنے عالم خواب مین بھی (جو اس دوسرے عالم سے بشدت مشابہ ہے گویا اسکی دوسری شاخ ہے) کیسے امور معقولہ محسوس طور پر مشہود ہوتے ہین چنانچہ ہر یک عقلمند انسان اپنے ذاتی تجربہ سے عالم رویا مین معقولات کا محسوسات کے پیرایہ مین متمثل ہونا بخوبی جانتا ہوگا بارہا ہم تم اپنے سرور اور خوشی کی حالت مین جو ایک روحانی امر ہے عالم رویا مین ایک نہایت سرسبز باغ دیکھتے ہین جسمین ہم سیر کر رہے ہین یا عمدہ میوون کا مشاہدہ کرتے ہین جنکو ہم کہا رہے ہین سو حقیقت مین یہہ وہی روحانی خوشی اور راحت ہوتی ہے جو جسمانی طور پر ہمکو نظر آجاتی ہے ایسا ہی کبھی غم کی حالت سانپ یا بچھو یا صاعقہ یا کسی

درندہ یا زلزلہ کی تشکل مین دکہائی دیتی ہے یا ناقص اور مکروہ چیزون کی صورت مین جیسے پیاز یا مولیان یا مرچین یا بدبودار چیزین یا نجاست آمیز کیچڑ وغیرہ کے رنگ مین نمودار ہوتی ہین غرض یہہ بات محققین اور مجربین کے مشاہدات کثیرہ متواترہ سے ثابت ہوچکی ہے جس سے فلسفیون نے بہی اتفاق کر لیا ہے کہ عالم رویا اور عالم آخرت مرایا متقابلہ کی طرح واقعہ ہین جو کچہہ فطرت اور قدرت الہی نے عالم خواب مین خواص عجیبہ رکہے ہین اور جس عجیب طور سے روحانی امور محسوس ومشہود طور پر اس عالم مین دکہائی دیتے ہین بعینہ یہی حال عالم آخرت کا ہے یا یون کہو کہ عالم خواب عالم آخرت کے لئے اُس عکسی آئینہ کی طرح ہے جو ہو بہو فوٹو گراف اُتار دکہائے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ موت اور خواب دو حقیقی بہنین ہین جنکا حلیہ اور تشکل اور لوازم اور خواص قریب قریب ہین اور اگر ہم اسی زندگی دُنیا مین عالم آخرت کے کچہہ اسرار بغیر ذریعہ الہام اور وحی کے دریافت کر سکتے ہین تو بس یہی ایک ذریعہ عالم رویا کا ہے سو دانشمندون کو چاہئے کہ اگر اُس عالم کی کیفیت کچہہ دریافت کرنا چاہین تو عالم رویا پر بہت غور اور توجہ کرین کیونکہ جن عجائبات سے یہہ عالم رویا بہرا ہوا ہے اُسی قسم کے عجائبات عالم آخرت مین بہی ہین اور جس طور کی ایک خاص تبدیل وقوع مین آکر عالم رویا پیدا ہو جاتا ہے اور پہر اُسمین یہہ عجائبات کہلتے ہین عالم آخرت مین بہی اُسی کے مشابہ تبدیل ہے سو چونکہ خدا تعالی کا قانون قدرت عالم رویا مین یہی ہے کہ وہ روحانیات کو جسمانیات سے متمثل کرتا ہے اور معقولات کو محسوسات کا لباس پہناتا ہے سو وہی قانون قدرت دوسرے عالم مین بہی سمجہنا چاہئے اور یہہ خیال آریون کا کہ عالم آخرت مین صرف روح اکیلی رہ جائیگی اور اُسکے ساتہہ جسم نہین ہوگا اور لذتین بہی صرف روحانی اور معقولی طور پر ہونگی یہہ سراسر تحکم ہے جس پر کوئی دلیل نہین یہہ بات نہایت صاف اور بدیہی الثبوت ہے کہ انسان ترقیات غیر متناہیہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور ذریعہ اُن ترقیات کا اُسکی وہ جسمی ترکیب ہے جسکو قادر مطلق

نے ایسی حکمت کاملہ سے صورت پذیر کیا کہ تکمیل نفس ناطقہ انسان کے لئے عجیب ہم آثار اُس سے مترتب ہوئے گویا حکیم مطلق نے روح انسان کو اپنے مراتب عالیہ تک پہنچنے کے لئے ایک ضروری سیڑہی عطا کر دی سو جیسا کہ یہہ ظاہر ہے کہ اِن مراتب عالیہ کے کوئی انتہا نہین ایسا ہی یہہ بھی ظاہر ہے کہ اِس سیڑہی کی بھی ہمیشہ کے لئے ضرورت ہے اور یہہ کیونکر ہوسکے کہ وُہ ذریعہ ترقیات جسکی ہمیشہ کے لئے روح کو ضرورت ہو اِس سے الگ کیا جائے ماسوا اِسکے ترقیات تو ایک طرف رہین علوم حاصل کردہ بھی بغیر شمول جسم کے محفوظ نہین رہ سکتے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جسم کے ماؤف ہونے کے ساتھہ ہی انسانیت کے افعال مین فتور پڑجاتا ہے مثلاً اگر سر پر کوئی چوٹ لگ جائے تو جس مقام پر اُس چوٹ کا صدمہ پہنچے اُس مقام کی دماغی قوت ساتھہ ہی خلل پذیر یا معطل ہوجاتی ہے اگر کسی کو شک ہو تو تجربہ کرکے دیکھہ لے پس جبکہ صدور افعال انسانیت کے لئے جسم کی صحت و درستی نہایت ضروری ہے اور جسمی اختلال کو روحانی اختلال لازم پڑا ہوا ہے تو اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہماری رُوح بغیر شمول جسم کے انسانی لوازم اور کمالات اور حفظِ کمالات کا مظہر و مصدر نہین ہوسکتی ہم دُنیا مین صریح دیکھتے ہین کہ جسم کے آفت زدہ ہونے سے روحانی کاروبار مین ابتری واقع ہوجاتی ہے۔ مجانین یعنے سودائیون اور پاگلون کی جب جسمی حالت درست نہین رہتی اور دماغی اعتدال مین کچھہ فرق واقع ہوجاتا ہے تو مجرد روح کے ہوتے افعالِ انسانیت ہرگز اُن سے صادر نہین ہوسکتے بعض آدمیون کو دماغی فتورون سے اِس قدر متاثر دیکھا گیا ہے کہ تمام علوم یکدفعہ اُنکو بہول گئے ہین یہان تک کہ اپنا نام بھی یاد نہین رہا اور بار بار دوسرون سے پوچھتے ہین کہ میرا نام کیا ہے اب جبکہ ایک تہوڑے سے جسمی خلل سے انسانی افعال مین اِس قدر آفتین پیدا ہوجاتی ہین تو ہم کس طور سے یقین کرلین اور کونسی دلیل ہمارے ہاتھہ مین ہے جس سے ہم اِس بات کے باور کرنے کے لئے بکلی تیار ہوجائین کہ جب رُوح جسم سے قطعی طور پر الگ ہوجائیگی

تب اِس مفارقت نامہ سے کوئی ضرر انسانی کمالات کے عائد حال نہین ہوگا ہم جانتے ہین
کہ ضرور ہوگا تجارب طبّی ہمارے لئے دلیل کافی ہے یعنے ہم اپنی آنکھون سے دیکھہ رہے
ہین کہ اختلال جسمانی اختلالِ روحانی کا موجب ہے اور جسمانی صحت یا مرض کو روحانی صلاح
یا فساد پر ایک قوی اثر ہے اب جو شخص اِس بدیہی دلیل کے برخلاف رائے رکھتا ہے
اور یہہ دعوی کرتا ہے کہ انسانیت کاملہ کے خواص بلا ترکیب جسم جیسا کہ چاہئیے کہ مجرّد
رُوح سے صادر ہو سکتے ہین تو بارِ ثبوت اُسی کی گردن پر ہے جس سے وُہ کبھی سبکدوش
نہین ہو سکتا کیونکہ محققین کے تجارب اِس بات کی تائید مین انتہا تک پہنچ گئے
ہین کہ صدورِ افعال کاملہ انسانیّت کے لئے ترکّب جسم مع الروح ضروری ہے اور جب
جسم آیا تو جسمانی لوازم بھی ساتھہ آئین گے ہان چونکہ وُہ بہشتی جسم ایک لطیف اور نورانی
بدن ہوگا اِس لئے اُسکے لوازم بھی لطیف اور نورانی ہی ہونگے اب دیکھنا چاہئیے کہ قریب
بقیاس اور قانونِ قدرت کے موافق اور دلائل طبعیہ اور طبیہ سے تائید یافتہ اور ثابت
شدہ وُہ بہشت ہے جسکو قرآنِ شریف نے نہایت پاکیزگی سے بیان کیا ہے اور براہین
شافیہ سے اُسکا ثبوت دیا ہے یا وُہ وہمی اور خلاف قیاس اور منحوس مُکتی خانہ جسکا وید
مین ذکر ہے یعنے یہہ کہ مجرّد روحین پتّھر کی طرح پڑی رہین گی اور پھر کچھہ عرصہ کے بعد مُکتی خانہ
سے باہر نکالی جائین گی کیا انسان کی انتہائی سعادت یہی ہے کہ وُہ مجرّد روح رہ کر ان
بابرکت اور نہایت مفید حواس کو کھو بیٹھے جو اُس کی غیر متناہی ترقیات کا موجب
ہین اور پھر اُس پر بھی کفایت نہین بلکہ مصیبت پر مصیبت یہہ کہ انجام کار مُکتی خانہ سے ذلیل
کرکے نکالا جائے انصاف کرنا چاہئیے کہ کیا ایسی نامعقول مُکتی پر کوئی فلسفی برہان قائم
ہو سکتی ہے اور کیا اِس جہان مین اور اِس زندگی مین کوئی شافی دلیل ہمکو اِس بات پر
مل سکتی ہے کہ افعالِ کاملہ انسانیت جو قُوی ظاہری و باطنی سے وابستہ اور دماغی حواسون
سے ظہور پذیر ہین وُہ مجرّد روحون سے صادر ہو سکتے ہین اگر کسی آریہ کے نزدیک کوئی ایسی

دلیل پائی جاتی ہے جس سے یہہ ثبوت مل سکے تو کس وقت کے لئے مخفی رکھی ہے واجب ولازم ہے کہ پیش کرین خاص کر ماسٹر مرلیدہر صاحب جو وید کے غایت درجہ کے ثنا خوان ہین اور بقول شخصی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ۔ پہلے اِس سے کہ ویدون کی حقیقت معلوم کرین یون ہی وید وید کر رہے ہین اُن پر تو فرض ہے کہ ضرور اِس جگہ وید کا فلسفہ پیش کرین تا وید کی ڈوبتی ہوئی کشتی کا کوئی گوشہ باقی رہ جائے۔ ندارد کسی با تو ناگفتہ کارے ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ✤

قولہ- مرزا صاحب اپنے اعتراض کی تفصیل اِس طرح فرماتے ہین کہ اگر تمام ارواح کو اور ایسا ہی اجزاء صغار اجسام کو قدیم اور اناوی اور غیر مخلوق مانا جائے تو اُسمین کئی قباحتین ہین منجملہ اُنکے ایک تو یہہ کہ خدا ئیتعالی کے وجود پر کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی کیونکہ جس حالت مین ارواح یعنے جیو خود بخود موجود ہین اور ایسا ہی اجزاء صغار بھی خود بخود ہین تو پھر صرف جوڑنے جاڑنے سے ضرورت صانع کی ثابت نہین ہوسکتی بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا ئیتعالی کا منکر ہے عذر پیش کرسکتا ہے کہ جس حالت مین تم نے دو چیزون کا خود بخود ہونا بغیر ایجاد پرمیشر کے آپ ہی مان لیا ہے تو پھر اِس بات پر کیا دلیل ہے کہ جوڑنے جاڑنے کے لئے پرمیشر کی حاجت ہے۔ اِسکا جواب یہہ ہے کہ ایسی باتین وہ لوگ کہتے ہین کہ جن کو نہ تو روح کی ہی کیفیت معلوم ہے کہ وُہ کیا ہے اور نہ مادہ کی ہی کیفیت کہ وُہ کیا چیز ہے۔

اقول واہ کیا عمدہ جواب دیا ہے اگر ماسٹر صاحب کسی عدالت کے جج ہون تو خوب ہی پُر بہار فیصلہ لکھین۔ ماسٹر صاحب کی عقل عجیب کے نزدیک جو لوگ خداوند ذوالجلال قادر مطلق کو جمیع عالم کا صانع سمجھتے ہین اور ہریک فیض کا مبداء اور ہریک وجود کا موجد وقیوم اور ہریک سلسلہ کا منتہا اُسی کو قرار دیتے ہین اور بغیر اُسکے ظاہر کرنے کے کسی چیز کا ظہور خود بخود نہین مانتے اور بغیر اُسکے پیدا کرنے کے کسی چیز کا اپنے آپ ہی پیدا ہوجانا تسلیم نہین کرتے بلکہ سب چیزون کا مبدء ومرجع اُسی کو جانتے ہین اور جمیع اجزاء

عالم کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ وُہ اُسی کی ایجاد سے موجود اور اُسی کے سہارے سے قائم اور اُسی کے رشحات فیض سے پرورش یاب ہے اُنکو نہ رُوح کی کچھ کیفیت معلوم ہے نہ مادّہ کی بلکہ بقول ماسٹر صاحب یہہ معرفت رُوح اور مادّہ کی اُنہیں لوگوں کے حصّہ مین آگئی ہے کہ جو اپنی رُوحوں اور اپنے جسمی مادّہ کو خدا تعالیٰ کی طرح غیر مخلوق اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا خیال کرتے ہیں۔ اے لالہ صاحب؟ اگر آپ غیر مخلوق ہو کر اپنے پرمیشر سے مساوی ہین تو پھر اپنی خدائی کچھہ دکھلایئے یا اپنی رُوح کے غیر متناہی زمانون کی کوئی کہانی ہی سُنایئے ورنہ اگر نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے تو پھر اس فضول گوئی کا ثبوت کیا سوا ہم نہیں جانتے کہ یہہ گیان آپ نے کہان سے حاصل کیا ہے اگر وید کی ہی تعلیم ہے تو پھر سنادی کیون نہیں کرا دیتے کہ آریون کا پرمیشر رُوحون کے پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ افسوس آپ لوگ کیون نہیں سمجھتے کہ خدا ایسا چاہیے جو اپنی خدائی کے کام چلانے مین کسی غیر کے اتفاقی وجود کا محتاج نہ ہو بلکہ جن چیزون پر وُہ خدائی کرتا ہو وُہ سب اُسی کے ہاتھہ سے نکلی ہون۔ ہائے تم پر افسوس تم کیون نہیں سمجھتے کہ جس کے مقابل پر کروڑہا وجود خود بخود چلے آتے ہین وُہ کاہے کا خدا ہے اور کونسی خدائی اُسمین ہے۔ اے نادانون اور سمجھہ کے ناقصو خدا کی کامل اور پوری خوبی کس بات مین ہے آیا اسمین کہ وُہ اپنی قُدرت سے کچھہ نہ کر سکے اور اُسکی خدائی دوسرون کے سہارے سے چلتی ہو یا اس بات مین کہ وُہ سب کچھہ کرتا ہو اور اُسکی خدائی اُسی کی غیر مُتناہی طاقتون سے چلتی ہو۔ ذرا اکیلے بیٹھہ کر سوچو؟ اپنے پلنگ پر لیٹے ہوئے ایک خالص فکر کو اُسکے گہراؤ تک پہنچاؤ؟ کہ خدا کی ضرورتین کہان سے اور کہان تک ہین؟ - بعض آریہ سماج والے ارواح کے غیر مخلوق اور اپنے وجود کے آپ خدا ہونے کے بارے مین یہہ دلیل پیش کیا کرتے ہین کہ اگر ارواح کسی وقت معدوم تھی اور پھر خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوئی تو گویا نیست سے ہست ہو گیا اور نیستی سے ہستی ہونا ایسی دور از فہم بات ہے کہ کوئی عقلمند

اسکو نہین مانیگا مگر مین کہتا ہون کہ یون تو فاسد اور ناقص عقل کے مارے ہوئے خدا تعالیٰ کو بھی نہین مانتے لیکن جس شخص کی عقل سلیم ہے اُسکو تو خدا تعالیٰ کے ماننے کے ساتھ ہی اُسکی وُہ تمام صفات بھی ماننے پڑینگے جو مدار اُسکی خدائی اور اُلوہیت کے ہین اور جو شخص خدا تعالیٰ کی اس نہایت ضروری صفت کو مان لیگا کہ وُہ قادر مطلق اور بے انتہا طاقتون کا مالک ہے تو پھر ہرگز اُسکی قدرتون کو اپنی عقل ناقص کے ساتھ موازنہ نہین کریگا اور خدائے غیر محدود کی قادرانہ قوتون کو کسی حد خاص مین محدود نہین جانیگا۔ اور نیز جب ایک عقلمند دیکھے گا کہ خدا تعالیٰ ایسا اپنی ذات مین مظہر العجائب و بلند تر از احاطۂ فکر و قیاس ہے جو بغیر اسباب آنکھون کے دیکھتا ہے اور بغیر اسباب کانون کے سُنتا ہے اور بغیر اسباب زبان کے بولتا ہے اور بغیر حاجت معمارون و مزدورون و نجارون و آلات عمارت سازی و نیز بھی اینٹون و پتھرون وغیرہ کے صرف اپنے ارادہ اور حکم کے اشارہ سے ایک طرفۃ العین مین زمین و آسمان بنا سکتا ہے تو بے شک اس بات کا یقین بھی کریگا کہ وُہ قادر خدا نیستی سے ہستی بھی کر سکتا ہے یہی تو خدائی ہے اسی وجہ سے تو وُہ سرب شکتی مان اور قادر مطلق اور غیر متناہی قدرتون کا مالک کہلاتا ہے۔ اگر اُسکے کام بھی انسانی کامون کی طرح محتاج باسباب و مواد و اوقات ضروریہ ہون تو پھر وُہ کاہے کا خدا ہوا اور اُسکی خدائی کیونکر چل سکے۔ کیا اُسکے تمام کام بالاتر از عقل نہین ہین؟ کیا اُسکی عجائب قدرتین ایسی نہین ہین کہ اُن پر نظر ڈالکر عقل ناقص انسانی خیرہ رہ جاتی ہے؟ تو پھر کیسی جہالت ہے کہ جو بات اُسکی خدائی کا مدار اور اُسکی اُلوہیت کی حقیقت ہے اُسی پر اعتراض کیا جائے۔ اگر اس قسم کے جاہلانہ وہم دل سے اُٹھ نہین سکتے تو پھر ایسے ناکارہ اور عاجز پرمیشر کو ماننا ہی کیا ضرورت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی قدرتون کے باریک بھیدون پر عقل انسانی محیط ہو سکتی تو گویا خدائی کی ساری کیفیت و کُنہ معلوم ہو جاتی اگر عقلِ انسانی کی نظرِ ناقص کسی صفتِ ربانی کے اول آخر پر پھر جائے تو وُہ

صفت محدود ہو جائیگی اور صفت کا محدود ہونا ذات باری کے محدود ہونے کو مستلزم ہے
بھلا وُہ خدا کیسا ہوا جسکی ساری قُدرتوں پر ایک ذرّہ مخلوق محیط ہو جائے۔ اور ایسا
پرمیشر کس بات کا پرمیشر ہے کہ اگر وُہ کسی اپنے امر متخیّل کو کہے کہ ہو جا تو کچھ بھی نہ ہو۔ خدا
تو اُسی ذات مجیب القُدرت کا نام ہے کہ جو اُسکے ارادہ سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔ جب
وُہ اپنے کسی امر مقصود کو کہتا ہے کہ ہو جا تو وُہ فی الفور اُسکی قُدرت کاملہ سے نقش وجود
پکڑ جاتا ہے یہہ راز نہائت دقیق معرفت کا نکتہ ہے کہ سب مخلوقات کلمات الٰہیہ ہین۔ عیسائیون
نے جب اپنی نادانی سے یہہ کہنا شروع کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کلمۃ اللہ ہین یعنے انکی
روح کلمہ الٰہی ہے جو متشکّل بروح ہو گئی ہے تو خدا تعالیٰ نے اُسکا یہہ حقّانی جواب دیا کہ کوئی
بھی ایسی رُوح نہین جو کلمۃ اللہ نہ ہو اور مجرد الٰہی حکم سے نہ نکلی ہو قل الروح من امر ربی اسکی طرف اشارہ ہے
اور یہہ بات کہ کلمات اللہ بصورت ارواح و دیگر مخلوق جلوہ گر ہو جاتی ہین یہہ خالقیت کے
بھیدون مین سے ایک بھید ہے اور اسرار الٰہیہ مین سے ایک باریک نکتہ ہے جسکی طرف
کسی انسانی عقل کو خیال نہین آیا اور خدا تعالیٰ کے پاک اور کامل کلام نے اُسکو اپنے الٰہی
نور سے منکشف کیا ہے اور اگر ایسا نہ مانا جائے کہ خدا تعالیٰ اپنے ہی کلمہ اور امر سے ارواح اور
اجسام کو وجود پذیر کر لیتا ہے۔ تو پھر آخر یہہ ماننا پڑیگا کہ جب تک باہر سے اجسام اور
روحین نہ آوین پرمیشر کچھ بھی نہین کر سکتا مگر کیا ایسا کم بخت پرمیشر ہو سکتا ہے کہ جو درحقیقت
اپنے گھر سے تو دیوالیہ اور مُفلس اور تہیدست ہے لیکن کسی عارضی اتفاق سے اُسکی خدائی
کا دہندا چل رہا ہو اگر پرمیشر ایسا ہی ہے تو سب اُمیدین خاک مین مل گئین اور ایسے پرمیشر
پر بھروسہ کرنا ہی بڑا معرض خطر ہوگا۔

اور یہہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کی وُہی قُدرت قابل تسلیم ہے جو ہماری سمجھ مین آجائے
ہم نہین جانتے کہ اِسکا نام جہالت رکھین یا تعصب یا دیوانگی۔ اگر خدا تعالیٰ کی قُدرتون
مین یہہ بھی شرط ہے کہ انسان کے اندازۂ فہم سے زیادہ نہ ہون تو بس پھر اُسکی قُدرتین

ہو چکین - قدرت ربانی تو اُسی کا نام ہے کہ عقل انسانی اُسکے اسرار تک نہ پہنچ سکے اگر ہم تم الٰہی قدرتون کے تمام وکمال حقیقت پر احاطہ کر سکتے ہین تو گویا ہم نے خدا ہی احاطہ کر لیا - اے عقل کے نو خریدار داریو ؟ تم کیون بفائدہ اُن مسائل کے ساتھ سر ٹکراتے ہو جو تمہارے ذہن کی رسائی سے اونچے ہین - ہم اگر عقلمند ہین تو ہماری عقلمندی یہی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی قدرت کے بارے مین صرف اتنا کرین کہ کُلّی طور پر اِس بات کو تحقیق کر کے دیکھ لین کہ آیا خدا تعالیٰ کے اُن کامون پر نظر کر کے جو اب تک اُس نے کئے ہین اِس بات کا ثبوت پایا جاتا ہے یا نہین کہ اُسکے عجائب کام اور اُسکی غرائب قدرت ہماری عقول ناقصہ کے دائرہ سے باہر ہین اور جس طور سے اُسکی ربوبیت اور لا یدرک طاقت نے صرف اوقات وحاجت انضمام آلات سے غنی اور بے نیاز ہو کر یہہ عالم بنا ڈالا ہے اُس طرف خیال دوڑانے سے ہماری عقلون کے پر جلتے ہین سو ہماری دانشوری یہی ہے کہ ہم اسے کُلّی طور کی تحقیق سے سبق حاصل کر لین اور جزئیات عالم کے اُن پیچ در پیچ رازون کو جو ہمارے اندازۂ عقل اور فہم سے بالاتر ہین حل کرنے کے لئے اپنے تئین ناپیداکنار سمندر مین ڈالکر ہلاک نہ کرین -

بعض اشخاص یہہ کہا کرتے ہین کہ اگر عقل ہماری اسرار قدرت کو (جو ماخذ علم وحکمت ہین) سمجھ نہین سکتی تو پھر وُہ کس کام کی ہے اور جابجا ہم قدرت پر ہی ایمان لاکر اور فکر کو معطل چھوڑ کر علوم حکمیہ کیونکر حاصل کر سکتے ہین - یہہ اُنکو سمجھ کا پھیر لگا ہوا ہے تقریر مذکورہ بالا سے ہمارا یہہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ بکلّی تحقیق وتفتیش سے مونہہ پھیر کر ہر جگہ آمنّا وصدقنا پر ہی کفایت کرنی چاہئے - اور نظر اور فکر کو کہین اور کسی جگہ کام مین نہین لانا چاہئے بلکہ ہمارا مطلب ومدعا یہہ ہے کہ ایسے اُمور کی موشگافی اور تہ بینی کی اُمید سے اپنی عقلون اور فکرون کو آوارہ مت کرو جو تمہاری بساط سے باہر ہین کیا یہہ سچ نہین کہ بہتیرے ایسے لوگ ہین کہ ناجائز فکرون مین پڑکر اپنی اُس معیّن اور مقرر وسعت سے

جو قدرت نے اُنکو دے رکھی ہے باہر چلے جاتے ہین اور اپنی محدود عقل سے کل کائنات کے عمیق در عمیق رازون کو حل کرنا چاہتے ہین سو یہہ افراط ہے جیسے بکلّی تحقیق و تفتیش سے مونہہ پھیر لینا تفریط ہے اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے واقصد فی مشیک یعنے اپنی چال مین توسط اختیار کر۔ نہ ایسا فکر کو منجمد کر لینا چاہیئے کہ جو ہزار ہا نکات و لطائف الہیات قابل دریافت ہین اُنکی تحصیل سے محروم رہ جائین اور نہ اسقدر تیزی کرنی چاہیئے کہ ان فکرون مین پڑ جائین کہ خدا تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے اور یا اُس نے اسقدر ارواح اور اجسام کس طرح بنا لئے ہین اور یا اُس نے کیونکر اکیلا ہونے کی حالت مین اس قدر وسیع عالم بنا ڈالا ہے۔

اور اس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف مین بڑی بڑی قوی اور قطعی دلائل سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ برعائت ایجاز و اجمال چند دلائل اُن مین سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکھے جاتے ہین۔

اوّل یہہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحین ہمیشہ اور ہر حال مین خدا تعالیٰ کی ماتحت اور زیر حکم ہین اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہین جس نے روحون کو ایسے کامل طور پر خدا تعالیٰ کی ماتحت اور زیر حکم کر دیا ہو سو یہہ روحون کے حادث اور مخلوق ہونے پر اوّل دلیل ہے۔

دوم یہہ بات بھی بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحین خاص خاص استعدادون اور طاقتون مین محدود اور محصور ہین جیسا کہ بنی آدم کے اختلاف روحانی حالات و استعدادات پر نظر کر کے ثابت ہوتا ہے اور یہہ تحدید ایک محدّد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت محدث کی ثابت ہو کر (جو محدّد ہے) حدوث روحون کا بہ پایۂ ثبوت پہنچتا ہے۔

سوم یہہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہین کہ تمام روحین عجز و احتیاج کے داغ سے آلودہ ہین اور اپنی تکمیل اور بقا کے لئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہین جو کامل اور قادر اور

عالم اور فیّاض مطلق ہو اور یہہ امر اُنکی مخلوقیّت کو ثابت کرنے والا ہے۔

چہارم یہہ بات بہی ایک ادنیٰ غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری رُوحین اجمالی طور پر اُن سب متفرق الٰہی حکمتون اور صنعتون پر مشتمل ہین جو اجرام علوی و سفلی مین پائے جاتے ہین اسی وجہ سے دُنیا باعتبار اپنے جزئیات مختلفہ کے عالم تفصیلی ہے اور انسان عالم اجمالی کہلاتا ہے یا یون کہو کہ یہہ عالم صغیر اور وُہ عالم کبیر ہے پس جبکہ ایک جزئی عالم کے بوجہ پائے جانے پرحکمت کامون کے ایک صانع حکیم کی صنعت کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہئے کہ وُہ چیز کیونکر صنعتِ الٰہی نہ ہوگی جسکا وجود اپنے عجائبات ذاتی کے رو سے گویا تمام جزئیات عالم کی عکسی تصویر ہے اور ہریک جزئی کے خواص عجیبہ اپنے اندر رکہتی ہے اور حکمتِ بالغہ ایزدی پر بوجہ اتم مشتمل ہے۔

ایسی چیز جو مظہر جمیع عجائبات صنعتِ الٰہی ہے مصنوع اور مخلوق ہونے سے باہر نہین رہ سکتی بلکہ وُہ سب چیزون سے اوّل درجہ پر مصنوعیت کی مُہر اپنے وجود پر رکہتی ہے اور سب سے زیادہ تر اور کامل تر صانع قدیم کے وجود پر دلالت کرتی ہے سوا اس دلیل سے رُوحون کی مخلوقیّت صرف نظری طور پر ثابت نہین بلکہ درحقیقت اجلی بدیہیات ہے۔ ماسوا اسکے دوسری چیزون کو اپنی مخلوقیّت کا علم نہین مگر رُوحین فطرتی طور پر اپنی مخلوقیّت کا علم رکہتی ہین ایک جنگلی آدمی کی روح ہی اِس بات پر راضی نہین ہوسکتی کہ وُہ خودبخود ہی اِسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الست بربکم قالوا بلیٰ یعنے رُوحون سے مین نے سوال کیا کہ کیا مین تمہارا رب ربید اکنندہ نہین ہون تو انہون نے جواب دیا کہ کیون نہین یہہ سوال و جواب حقیقت مین اُس پیوند کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے قُدرتی طور پر متحقق ہے جسکی شہادت روحون کی فطرت مین نقش کی گئی ہے۔

پنجم جس طرح بیٹے مین باپ اور مان کا کُچھہ کُچھہ حُلیہ اور خوبو پائی جاتی ہے اسی طرح

روحین جو خدا تعالی کے ہاتھہ سے نکلی ہین اپنے صانع کی سیرت وخصلت سے اجمالی طور پر کچھہ حصہ رکھتے ہین اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت وغفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس مین وُہ رنگ الہی کچھہ پھیکا سا ہو جاتا ہے لیکن اِس سے انکار نہین ہو سکتا کہ ہر یک رُوح کسی قدر وُہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور پھر بعض نفوس مین وُہ رنگ بد استعمالی کی وجہ سے بد نما معلوم ہوتا ہے مگر یہہ اُس رنگ کا قصور نہین بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے انسان کی اصلی قوتون اور طاقتون مین کوئی بھی بُری قوت نہین صرف بد استعمالی سے ایک نیک قوت بُری معلوم ہونی لگتی ہے اگر وُہی قوت اپنے موقع پر استعمال کی جائے تو وُہ سراسر نفع رسان اور خیر محض ہے اور حقیقت مین انسان کو جسقدر قوتین دی گئی ہین وُہ سب الہی قوتون کے اظلال وآثار ہین جیسے بیٹے کی صورت مین کچھہ کچھہ باپ کے نقوش آ جاتے ہین ایسا ہی ہماری روحون مین اپنے رب کے نقوش اور اُسکی صفات کے آثار آ گئے ہین جنکو عارف لوگ خوب شناخت کرتے ہین اور جیسے بیٹا جو باپ سے نکلا ہے اُس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ بناوٹی اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلے ہین اُس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہین نہ بناوٹی اور اگر ہماری رُوحون کو اپنے رب سے یہہ طبعی وفطرتی تعلق نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اُس تک پہنچنے کے لئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی سو اگرچہ دلائل مخلوقیت ارواح جنکو اللہ جل شانُہ نے آپ قرآن شریف مین معقولی طور پر بیان کیا ہے اِس کثرت سے ہین کہ اگر وُہ سب اِس جگہ لکھے جائین تو خود وُہ نہین دلائل کی ایک بڑی کتاب ہو جائیگی مگر ہم بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتے ہین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ طالب حق کے لئے اِسی قدر کافی ہے۔

اب ہم اِس جگہ ماسٹر صاحب کی خدمت مین باادب عرض کرتے ہین کہ ہم نے رُوحون کی مخلوقیت جس سے اُنکی کیفیت بُکلّی ظاہر ہوتی ہے دلائل مندرجۂ قرآن شریف کے رو سے

بقدر کفائت بیان کر دی ہے اگر ماسٹر صاحب کا وید بھی کچھ علم الٰہی سے حصہ رکھتا ہے
تو انہین لازم ہے کہ اس وقت بمقابلہ قرآن شریف کے وید کے وُہ دلائل عقلیہ پیش کرین
جن کی رو سے غیر مخلوق اور غیر محدث ہونا رُوحون کا ثابت ہوتا ہے بلکہ اس جگہ ہم مکرر
گذارش کرنا چاہتے ہین کہ بہتر یون ہے کہ ماسٹر صاحب بغرض مقابلہ و موازنہ فلسفہ وید
و قرآن شریف ہمکو اجازت دین کہ تا ہم ایک علیحدہ رسالہ رُوحون کی مخلوقیت اور اُنکی
خواص اور قوتون اور طاقتون کے بارے مین اور دیگر نکات اور لطائف علم رُوح کی متعلق
اس شرط سے لکھین کہ کسی بات اور کسی دلیل کے بیان کرنے مین بیانات قرآنی سے باہر
نہ جاوین یعنے وُہی دلائل و براہین مخلوقیت ارواح پیش کرین جو قرآن شریف نے آپ
پیش کئے ہین اور وُہی دقائق و معارف علم رُوح لکہین جو قرآن شریف نے خود لکھے ہین۔
علی ہذا القیاس ماسٹر صاحب بھی بمقابل ہمارے ایسا ہی کرین یعنے وُہ بھی رُوحون کی غیر مخلوقیت
پر دلائل عقلیہ ثابت کرنے اور علم روح کے بیان کرنے مین وید ہی کی شرتیون کے پابند رہین
اور وُہی دلایل وغیرہ تحریر مین لاوین جو وید نے پیش کئے ہین اور ہم دونون فریق صرف
حوالہ آئت یا شُرتی پر کفائت نہ کرین بلکہ اُس آئت یا شُرتی کو تمامہ مع ترجمہ و پتہ و نشان
وغیرہ تحریر بھی کر دین اس طور کے مباحثہ و موازنہ سے غالب اور مغلوب مین صاف فرق
کُھل جائیگا اور جو اِن دونون مین سے حقیقت مین خدا کا کلام ہے وُہ کامل طور پر اپنا تون
مین عہدہ برا ہوگا اور اپنے حریف کو شکست فاش دیگا اور اُسکی ذلّت اور رسوائی ظاہر
کریگا۔ لیکن ہم بطور پیش گوئی یہہ بھی کہہ دیتے ہین کہ ایسا مقابلہ وید سے ہونا ہرگز ممکن
ہی نہین کیونکہ وید اپنے بیانات مین سراسر غلطی پر ہے اور وُہ بوجہ انسانی خیالات ہونے
کے یہہ طاقت اور قوت ہی نہین رکہتا کہ خداوند علیم و حکیم کی پاک و کامل کلام کا مقابلہ کرسکے
ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ ہم نے علی القساوی یہہ شرط پیش کی ہے یعنے اپنے نفس کے لئے
اس طرز کے مقابلہ مین کوئی ایسا فائدہ مخصوص نہین رکہا جس سے فریق ثانی منتفع نہ ہوسکتا

ہو پس اگر اب بھی ماسٹر صاحب کنارہ کر گئے تو کیا یہہ اس بات پر دلیل کافی نہین ہوگی
کہ انکا وید ان کمالات اور خوبیون اور پاک سچائیون سے بکلی عاری اور خالی ہے۔

قولہٗ - مرزا صاحب اور سب اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہے اور قرآن مین آیا ہے
کہ جب آن حضرت (محمدؐ صاحب) سے لوگون نے پوچھا کہ روح کیا چیز ہے تو آپ کچھہ نہ بتلا
سکے اور اُسوقت آیت نازل ہوئی کہ اے محمدؐ کہہ دے کہ روح ایک امر ربّی ہے سو مسلمانون
نے تو روح کو کیا سمجھا ہوگا خدا نے اُنکے ہادی پر بھی روح کی کیفیت ظاہر نہین کی اور
خدا کا ہی کیا جواب عمدہ ہے کہ روح امر ربی ہے کیا اَور چیزین امر ربّی نہین۔

اقول اس وقت ماسٹر صاحب کی خوئی فہم اور جلد بازی کا تصوّر کرکے مجھے ایک حکایت
یاد آگئی ہے کہ ایک ایسا شخص کسی شہر مین تہا جو ہمیشہ چُپ رہا کرتا تہا آخر اُسکی خاموشی
سے لوگ اس وہم مین پڑگئے کہ یہہ کوئی بڑا فاضل اور دانشمند ہوگا اسی خیال سے
ایک جماعت کثیر اُسکی خدمت مین حاضر رہنے لگی ایک دن اس شخص نے اپنے دل مین
سوچا کہ مجھے اپنی عقلمندی ظاہر کرنے کے لئے کچھہ بولنا چاہیئے سو جب اُس نے دو چار
باتین ہی مونہہ سے نکالین تو تمام لوگ سمجھہ گئے کہ اگر اس شہر مین کوئی اَور نادان بھی
ہے تو اس سے بڑھ کر کبھی نہ ہوگا۔ تب اُسکے اردگرد سے سب بہاگ گئے اور ساری جماعت
متفرق ہوگئی اور وُہ اکیلا رہ کر بہت دردمند ہوا بڑی مصیبت سے ایک رات کاٹی صبح
ہوتی ہی اُس شہر سے کہین کو چلا گیا اور جاتے وقت ایک دیوار پر لکھہ گیا کہ اگر مین پہلے
اپنے شکل کو آئینہ مین دیکھہ لیتا تو نادانی سے اپنا پردہ فاش نہ کرتا۔

اسی طرح ماسٹر صاحب نے بھی اچھا نہین کیا کہ لاعلمی اور ناواقفیت اور ناسمجھی کی
حالت مین اعتراض کرنیکے لئے زبان کھولے۔ لالہ صاحب مین آپکی غلطیون کی کہانتک
اصلاح کرتا جاؤن آپ نے یہہ کس سے سُن لیا کہ مسلمانون کا یہہ عقیدہ ہے کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالی کی طرف سے علم روح نہین دیا گیا تہا اور آپ نے

قرآن شریف مین کس جگہ اور کہان دیکھہ لیا کہ حضرت ممدوح رُوح کے علم سے بیخبر تھے - مین جانتا ہون کہ آپکو اپنی عقلِ ناتمام کی شامت سے اُس آئت کے سمجھنے مین دہوکا لگا ہے جو قرآنِ شریف مین وارد ہے - اور وُہ یہہ ہے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا الجزو ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کفّار تجہہ سے (اے محمدؐ) پوچھتے ہین کہ رُوح کیا ہے اور کس چیز سے اور کیونکر پیدا ہوئی ہے - اُنکو کہہ دے کہ رُوح میرے رب کے امر مین سے ہے اور تمکو اے کافرو علم روح اور علم اسرار الٰہی نہین دیا گیا مگر کچھہ تھوڑا سا - سو اس جگہ اے ماسٹر صاحب آپکو اپنے نقصانِ فہم سے یہہ غلطی لگی کہ آپ نے اِس عبارت کا مخاطب (کہ تمکو علم رُوح نہین دیا گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو سمجھہ لیا حالانکہ لفظ ما اوتیتم جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ تمکو نہین دیا گیا جمع کا صیغہ ہے جو صاف دلالت کر رہا ہے جو اس آئت کی مخاطب کفّار ہین کیونکہ ان آیات مین جمع کے صیغہ سے کسی جگہ آنحضرت کو خطاب نہین کیا گیا بلکہ جا بجا واحد کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے اور جمع کے صیغہ سے کفّار کی جماعت کو بیان کیا گیا ہے کہ وُہ ایسا سوال کرتے ہین سو اگر کوئی نرا اندھا نہ ہو تو سمجھہ سکتا ہے کہ اِن دونون آئتون مین دو جمع کے صیغے وارد ہین - اوّل یسئلون یعنی سوال کرتے ہین دوم ما اوتیتم یعنے تم نہین دیئے گئے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ یسئلون کے صیغہ جمع سے مراد کافر ہین جنہون نے رُوح کی کیفیت کے بارے مین سوال کیا تہا - ایسا ہی ظاہر ہے کہ ما اوتیتم کے صیغہ جمع سے بھی مراد کافر ہی ہین مگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو تو کسی جگہ جمع کے صیغہ سے خطاب نہین کیا گیا بلکہ اوّل مجرد کاف سے جو واحد پر دلالت کرتا ہے خطاب کیا گیا یعنے یہہ کہا گیا کہ تجہہ سے کفّار پوچھتے ہین یہہ نہین کہا گیا کہ تم سے کفّار پوچھتے ہین - پہر بعد اِسکے ایسا ہی لفظ واحد سے فرمایا کہ انکو کہہ دے یہہ نہین فرمایا کہ انکو کہو - بر خلاف بیان حال کفّار کے کہ اُنکو دونون موقعون پر جمع کے صیغے سے بیان کیا ہے سو آئت کے سیدھے سیدھے معنے جو سیاق سباق کلام سے سمجھے جاتے

ہین اور صاف صاف عبارت سے نکلتے ہین یہی ہین کہ اے محمدؐ کفار تجہہ سے روح کی کیفیت پوچہتے ہین کہ رُوح کیا چیز ہے اور کس چیز سے پیدا ہوئی ہے سو اُنکو کہہ دے کہ رُوح امر ربی ہے یعنے عالم امر مین سے ہے اور تم اے کافرو کیا جانو کہ رُوح کیا چیز ہے کیونکہ علم رُوح حاصل کرنے کے لئے ایماندار اور عارف باللہ ہونا ضروری ہے مگر ان باتون مین سے تم مین کوئی بہی بات نہین۔

اب ہریک مُنصف سمجہہ سکتا ہے کہ نادانی اور شتابکاری کی آمیزش سے کیا کیا ندامتین اُٹہانی پڑتی ہین۔ غور کرنا چاہئے کہ ان آیات شریفہ متذکرہ بالا کا کیا مطلب صاف صاف تہا کہ کفار کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے مین سوال کیا کہ رُوح کیا چیز ہے تب ایسی جماعت کو جیسا کہ صورت موجود تہی بصیغہ جمع مخاطب کر کے جواب دیا گیا کہ رُوح عالم امر مین سے ہے یعنے کلمۃ اللہ یا ظل کلمہ ہے جو بحکمت و قُدرت الٰہی روح کی شکل پر وجود پذیر ہو گیا ہے اور اُسکو خدائی سے کچہہ حصّہ نہین بلکہ وُہ درحقیقت حادث اور بندہ خدا ہے اور یہہ قُدرت ربّانی کا ایک بہید دقیق ہے جسکو تم اے کافرو سمجہہ نہین سکتے + مگر کچہہ تہوڑا سا جسکی وجہ سے تم مکلّف با یمان ہو

+ **حاشیہ** یہہ ایک ستر ربوبیت ہے جو کلمات اللہ سے مخلوقات الٰہی پیدا ہو جاتی ہے اسکو اپنی اپنی سمجہہ کے موافق ہریک شخص ذہن نشین کر سکتا ہے چاہے اس طرح سمجہہ لے کہ مخلوقات کلمات الٰہی کے اظلال و آثار ہین یا ایسا سمجہہ سکتا ہے کہ خود کلمات الٰہی ہی ہین جو بقُدرت الٰہی مخلوقیت کے رنگ مین آجاتے ہین کلام الٰہی کی عبارت ان دونون معنے کے سمجہنے کے لئے وسیع ہے اور بعض مواضع قرآن کی ظاہر عبارت مین مخلوقات کا نام کلمات اللہ کہا گیا ہے جو تجلیات ربوبیت سے بقُدرت الٰہی لوازم و خواص جدیدہ حاصل کر کے حدوث کے کامل رنگ سے رنگین ہو گئے ہین اور درحقیقت یہہ ایک سِرّ اُن اسرار خالقیت مین سے ہے جو عقل کے چرخ پر چڑہا کر اچہی طرح سمجہہ مین نہین آسکتے اور عوام

تمہاری عقلیں بھی دریافت کر سکتی ہیں۔ اس کھلے کھلے مطلب کے سمجھنے میں ماسٹر صاحب نے کتنی بڑی غلطی کھائی ہے اور یہہ سمجھ بیٹھے کہ گویا یہہ خطاب لاعلمی کیفیت روح کا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے لاحول ولاقوۃ پتھر پڑیں ایسی سمجھ پر کاش ماسٹر صاحب نے کچھ تھوڑی سی عربی پڑھی ہوتی یا کچھ تھوڑا سا قاعدہ نحو صرف کا ہی دیکھا ہوتا اے صاحب ذرا آنکھ کھول کر دیکھو کہ روح کی کیفیت پوچھنے والے کون لوگ تھے۔ وہ تو آپکے ہی بھائی بند یعنے منکرین دین اسلام تھے انہیں کو تو یہہ جواب دیا گیا تھا کہ روح عالم امر میں سے ہے اور تم ان الہی بھیدوں کو اے کافرو کیا جانو ایمان لاؤ تا تمہیں روح کی کیفیت اور اُسکے علوم معلوم ہوں اور یہہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روح عالم امر میں سے ہے جسپر ماسٹر صاحب نے اپنی خوش فہمی سے جھٹ پٹ اعتراض ہی کر دیا یہہ ایک بڑی بھاری صداقت کا بیان ہے اور اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ ربوبیت الہی دو طور سے ناپیدا چیزوں کو پیدا کرتی ہے او

بقیہ حاشیہ

کے لئے سیدھا راہ سمجھنے کا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کرنا چاہا وہ ہوگیا اور سب کچھ اُسی کا پیدا کردہ اور اُسی کی مخلوق اور اُسی کے دستِ قدرت سے نکلا ہوا ہے لیکن عارفوں پر کشفی طور سے بعد مجاہدات یہہ کیفیت حدوث کھل جاتی ہے اور نظر کشفی میں کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تمام ارواح و اجسام کلمات اللہ ہی ہیں جو بحکمتِ کاملہ الہی پیرائیہ حدوث و مخلوقیت سے متلبس ہوگئے ہیں مگر اصل محکم جس پر قدم مارنا اور قایم رہنا ضروری ہے یہہ ہے کہ ان کشفیات و معقولات سے قدر مشترک لیا جائے یعنے یہہ کہ خدا تعالیٰ ہر یک چیز کا خالق اور محدث ہے اور کوئی چیز کیا ارواح اور کیا اجسام بغیر اُسکے ظہور پذیر نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ کلام الہی کی عبارت اِس جگہ درحقیقت ذوالوجوہ ہے اور جس قدر قطع اور یقین کے طور پر قرآن شریف ہدایت کرتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر یک چیز خدا تعالیٰ سے ظہور پذیر ہو کر وجود پذیر

دونون طور کے پیدا کرنے مین پیدا شدہ چیزون کے الگ الگ نام رکہے جاتے ہین
جب خدا تعالی کسی چیز کو اس طور سے پیدا کرے کہ پہلے اُس چیز کا کچہہ بھی وجود نہ ہو تو ایسے
پیدا کرنے کا نام اصطلاح قرآنی مین امر ہے اور اگر ایسے طور سے کسی چیز کو پیدا کرے کہ پہلے
وُہ چیز کسی اور صورت مین اپنا وجود رکہتی ہو تو اُس طرز پیدائش کا نام خلق ہے خلاصہ کلام
یہہ کہ بسیط چیز کا عدم محض سے پیدا کرنا عالم امر مین سے ہے اور مُرکب چیز کو کسی شکل یا

بقیہ حاشیہ

ہوئی ہے اور کوئی چیز بغیر اُسکے پیدا نہین ہوئی اور نہ خود بخود ہے سو اسقدر اعتقاد
ابتدائی حالت کے لئے کافی ہے پھر آگے معرفت کے میدانون مین سیر کرنا جسکو نصیب
ہوگا اُسپر بعد مجاہدات خود وُہ کیفیت کُہل جائیگی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے والذین
جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے جو لوگ ہماری راہ مین مجاہدہ کرینگے ہم انکو وہ اپنی
خاص راہین آپ دکہلا وینگے جو مجرد عقل اور قیاس سے سمجھہ مین نہین آسکتین اور
درحقیقت خدا تعالی نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر منقسم کر رکہا ہے۔

(۱) عالم ظاہر جو آنکہون اور کانون اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلات خارجی
کے توسل سے محسوس ہو سکتا ہے۔

(۲) عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھہ مین آسکتا ہے۔

(۳) عالم باطن در باطن جو ایسا نازک اور لطیف اور وراء الوراء عالم ہے جو تہوڑے
ہین جو اُس سے خبر رکہتے ہین وُہ عالم غیب محض ہے جس تک پہنچنے کے لئے عقلون
کو طاقت نہین دی گئی مگر ظن محض۔ اور اس عالم پر کشف اور وحی اور الہام کے
ذریعہ سے اطلاع ملتی ہے نہ اور کسی ذریعہ سے اور جیسی عادت اللہ بدیہی طور پر ثابت
اور متحقق ہے کہ اس نے اُن دو پہلے عالمون کے دریافت کرنے کے لئے جنکا ابھی
ذکر ہو چکا ہے انسان کو طرح طرح کے حواس و قوتین عنایت کی ہین اسی طرح اس

ہیئت خاص سے متشکل کرنا عالم خلق سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ دوسرے مقام مین قرآن شریف مین فرماتا ہے الا لہ الخلق والامر یعنے بسائط کا عدم محض سے پیدا کرنا اور مرکبات کو ظہور خاص مین لانا دونون خدا کا فعل ہین اور بسیط اور مرکب دونون خدا تعالیٰ کی پیدائش ہے اب ماسٹر صاحب! دیکھا کہ یہہ کیسی اعلیٰ اور عمدہ صداقت ہے جسکو ایک مختصر آیت اور چند معدود لفظون مین خدا تعالیٰ نے ادا کردیا - اِسکے مقابلہ پر اگر آپ وید کے عقیدہ کو

بقیہ حاشیہ تیسرے عالم کے دریافت کرنے کے لئے ہی اُس فیاض مطلق نے انسان کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے اور وُہ ذریعہ وحی اور الہام اور کشف ہے جو کسی زمانہ مین بکلی بند اور موقوف نہین رہ سکتا بلکہ اُسکے شرائط بجالانے والے ہمیشہ اُس کو پاتے رہے ہین اور ہمیشہ پاتے رہین گے - چونکہ انسان ترقیات غیر محدودہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ ہی عیب بخل و امساک سے بکلی پاک ہے پس اِس قوی دلیل سے ایسا خیال بڑا ناپاک خیال ہے جو یہہ سمجھا جائے جو خدا تعالیٰ نے انسان کے دل مین تینون عالمون کے اسرار معلوم کرنے کا شوق ڈالکر پھر تیسرے عالم کے وسایل وصول سے بکلی اُسکو محروم رکھا ہے پس یہہ وہ دلیل ہے جس سے دانشمند لوگ دائمی طور پر الہام اور کشف کی ضرورت کو یقین کرلیتے ہین اور آریون کی طرح چار رشیون پر الہام کو ختم نہین کرتے جنکی مانند کوئی پانچوان اِس کمال تک پہنچنا اُنکی نظر عجیب مین ممکن ہی نہین بلکہ عقلمند لوگ خدا تعالیٰ کے فیاض مطلق ہونے پر ایمان لاکر الہامی دروازون کو ہمیشہ کھلا سمجھتے ہین اور کسی ولائیت اور ملک سے اُسکو مخصوص نہین رکھتے ہان اُس صراط مستقیم سے مخصوص رکھتے ہین جسپر ٹھیک ٹھیک چلنے سے یہہ برکات حاصل ہوتے ہین کیونکہ ہر یک چیز کے حصول کے لئے یہہ لازم پڑا ہوا ہے کہ انہین قواعد

سوچین تو جتنا شرمندہ ہون اُتنا ہی تھوڑا ہے اسی وجہ سے تو ہم نے آپ کو ایک خاموش درویش کا قصہ سُنایا اگر آپ ایسے ایسے فضول اور خام شُبہات کے پیش کرنے سے زبان بند رکھتے تو ہمین آپکی حیثیّت علمی پر وُہ شک نہ پڑتا جواب پڑ گیا ہے بالآخر ہم یہہ بھی لکھا چاہتے ہین کہ اگر ماسٹر صاحب کے دِل مین یہہ خیال ہے کہ قُرآن شریف مین علم روح بیان نہین کیا گیا اور وید مین بیان کیا گیا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو کیفیت رُوح سے

بقیّہ حاشیہ

اور طریقون پر عمل کیا جائے جن کی پابندی سے وُہ چیز مل سکتی ہے غرض عقلمند لوگ عالم کشف کے عجائبات سے انکار نہین کرتے بلکہ انہین ماننا پڑتا ہے کہ جس جوادِ مُطلق نے عالم اوّل کے ادنیٰ ادنیٰ اُمور کے دریافت کرنے کے لیئے انسان کو حواس و طاقتین عنایت کی ہین وُہ تیسرے عالم کے مُعظّم اور عالیشان اُمور کے دریافت سے جس سے حقیقی اور کامل تعلّق خُداتعالیٰ سے پیدا ہوتا ہے اور سچی اور یقینی معرفت حاصل ہوکر اِسی دُنیا مین انوار نجات نمایان ہوجاتے ہین کیون انسان کو محروم رکھتا بے شک یہہ طریق بھی دوسرے دونون طریقون کی طرح کُھلا ہوا ہے اور صادق لوگ بڑے زور سے اِسپر قدم مارتے ہین اور اِسکو پاتے ہین اور اِسکے ثمرات حاصل کرتے ہین عجائبات اِس عالم ثالث کے بے انتہا ہین اور اِسکے مقابل پر دوسرے عالم ایسے ہین جیسے آفتاب کے مقابل پر ایک دانہ خشخاش۔ اِس بات پر زور لگانا کہ اِس عالم کے اسرار عقلی طاقت سے بکُلّی منکشف ہوجائین یہہ ایسا ہی ہے جیسے ایک انسان آنکھون کو بند کرکے مثلاً اس بات پر زور لگائے کہ وُہ قابل رویت چیزون کو قُوّتِ شامہ کے ذریعہ سے دیکھ لے بلکہ عجائباتِ عالم باطن دربار طن سی عقل ایسی حیران ہے کہ کچھہ دم نہین مار سکتی کہ یہہ کیا بھید ہے۔ رُوحون کی پیدائش

کچھ خبر نہ تھی مگر وید کے چاروں رشیوں کو خبر تھی تو اس بات کا تصفیہ نہایت سہل اور آسان ہے اور وہ یہہ ہے کہ ماسٹر صاحب مقابلہ کرنے کے عہد پر ہمکو اجازت دیں تاہم علم روح کو جو قرآن شریف میں لکھا ہے جس سے معرفت کاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وکمالیت قرآن شریف ثابت ہوتی ہے ایک مستقل رسالہ میں مرتب کرکے بحوالہ آیات قرآنی شائع کردیں اور جب یہہ رسالہ ہماری طرف سے چھپ کر شائع ہوجائے تو اسوقت ماسٹر صاحب

بقیہ حاشیہ

پر انسان کیوں تعجب کرے اسی دنیا میں صاحب کشف پر ایسے ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں کہ انکی کنہ کو سمجھنے میں رکھی عقل عاجز رہ جاتی ہے بعض اوقات صاحب کشف صدہا کوسوں کے فاصلہ سے باوجود حائل ہونے بے شمار حجابوں کے ایک چیز کو صاف صاف دیکھہ لیتا ہے بلکہ بعض اوقات عین بیداری میں باذنہ تعالی اسکی آواز بھی سُن لیتا ہے اور اس سے زیادہ تر تعجب کی یہہ بات ہے کہ بعض اوقات وہ شخص بھی اسکی آواز سُن لیتا ہے جسکی صورت اسپر منکشف ہوئی ہے بعض اوقات صاحب کشف ایسے عالم کشف میں جو بیداری سے نہایت مشابہ ہے ارواح گذشتہ سے ملاقات کرتا ہے اور عام طور پر ملاقات ہر یک نیکبخت روح یا بدبخت روح کے کشف قبور کے طور پر ہوسکتی ہے چنانچہ خود اس میں مؤلف رسالہ ہذا صاحب تجربہ ہے اور یہہ امر ہندوؤں کے مسئلہ تناسخ کی بیخ کنی کرنے والا ہے اور سب سے تعجب کا یہہ مقام ہے کہ بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور قوت تاثیر سے ایک دوسرے شخص پر باوجود صدہا کوسوں کے فاصلہ کے باذنہ تعالی عالم بیداری میں ظاہر ہوجاتا ہے حالانکہ اسکا وجود عنصری اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا اور عقل کے زور سے ایک چیز کا دو جگہ ہونا محال ہے سو وہ محال اس عالم ثالث میں ممکن الوقوع ہوجاتا ہے اسی طرح صدہا عجائبات کو عارف

پر واجب و لازم ہوگا کہ اُسکے متقابل پر وید کی شرتیوں کے ساتھہ ایک رسالہ مُرتّب کرین جس مین رُوح کے بارے مین وید کی فلاسفی بیان کی گئی ہو کہ وُہ کیونکر غیر مخلوق اور خُدا کی طرح قدیم اور خُدا سے الگ چلی آتی ہے اور اُسکے خواص کیا کیا ہین مگر ہم دونون فریقون پر لازم ہوگا کہ اپنی اپنی کتاب سے باہر نہ جائین اور کوئی خود تراشیدہ خیال پیش نہ کرین بلکہ وُہی بات پیش کرین جو اپنی کتاب الہامی نے پیش کی ہے اور اُس آیت یا شرتی کو بہ پتہ

بقیہ حاشیہ

بچشم خود دیکھتا ہے اور اُن کور باطنوں کے انکار سے تعجب پر تعجب کرتا ہے جو اِس عالم ثالث کے عجائبات سے قطعًا منکر ہین۔ راقم رسالہ ہذا نے اِس عالم ثالث کے عجائبات اور نادر مکاشفات کو قریب پانچہزار کے بچشم خود دیکھا اور اپنے ذاتی تجربہ سے مشاہدہ کیا اور اپنے نفس پر انہین وارد ہوتے پایا ہے اگر اُن سب کی تفصیل لکھی جائے تو ایک بڑی بھاری کتاب تالیف ہوسکتی ہے اِن سب عجائبات مین سے ایک بڑی عجیب بات یہہ ثابت ہوئی ہے کہ بعض کشفی اُمور جنکا خارج مین نام و نشان نہین محض قُدرتِ غیبی سے وجود خارجی پکڑ لیتے ہین اگرچہ صاحبِ فتوحات و فصوص و دیگر اکثر اکابر متصوفین نے اِس بارے مین بہت سے اپنے خود گذشت قصّے اپنی تالیفات مین لکھے ہین لیکن چونکہ دید و شنید مین فرق ہے اِس لئے مجرد اِن قصّون کی سماعت سے ہمکو وُہ کیفیت یقینی حاصل نہین ہوسکتی تہی جو اپنے ذاتی مشاہدہ سے حاصل ہوئی۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ مین نے عالم کشف مین دیکھا کہ بعض احکام قضا و قدر مین نے اپنے ہاتھہ سے لکھے ہین کہ آئندہ زمانہ مین ایسا ہوگا اور پہر اُسکو دستخط کرانے کے لئے خُداوند قادرِ مُطلق جل شانُہٗ کے سامنے پیش کیا ہے (اور یاد رکہنا چاہئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ مین اکثر

خاص معہ ترجمہ لکھہ ہی دین تاکہ ناظرین رائے لگا سکیں کہ آیا وہ بات اُس سے نکلتی ہے یا نہین سو اگر اس شرط سے ماسٹر صاحب مقابلہ کر دکہائین یا کوئی اَور شخص جو آریون کے ممتاز علمارمین سے ہو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ایسے شخص کو خواہ ماسٹر صاحب ہون یا منشی اندرمن صاحب مرادآبادی یا منشی جیونداس صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور یا کوئی اور صاحب جو اُس گروہ مین مسلّم العلم ہون سو روپیہ نقد بطور انعام دونگا اور یہہ روپیہ

بقیہ حاشیہ

ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الہیّہ انسان کی شکل پر متمثّل ہو کر صاحبِ کشف کو نظر آجاتے ہین اور مجازی طور پر وُہ یہی خیال کرتا ہے کہ وُہی خداوند قادرِ مطلق ہے اور یہہ امر ارباب کشوف مین شایع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے جسے کوئی صاحب کشف انکار نہین کر سکتا) غرض وُہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوتِ متخیلہ کے آگے ایسی دکہلائی دی تہی جو خداوند قادر مطلق ہے اُس ذاتِ بیچون و بیچگون کے آگے وُہ کتاب قضاو قدر پیش کی گئی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثّل تہا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات مین ڈبو کر اوّل اُس سُرخی کو اس عاجز کی طرف چہڑکا اور بقیہ سُرخی کا قلم کے مُونہہ مین رہ گیا اُس سے اُس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتہہ ہی وُہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکہہ کہولکر جب خارج مین دیکہا تو کئی قطرات سُرخی کے تازہ بتازہ کپڑون پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبد اللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تہے اور اُسوقت اِس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تہے دو یا تین قطرہ سُرخی کے اُنکی ٹوپی پر پڑے پس وُہ سُرخی جو ایک امر کشفی تہا وجود خارجی پکڑ کر نظر آگئی اسی طرح اور کئی مکاشفات مین جنکا لکہنا موجب تطویل ہے مشاہدہ کیا گیا ہے اور اپنے ذاتی تجارب سے ثابت ہو گیا جو بلاشبہ اُمور کشفیہ کبھی کبھی باذنہٖ تعالیٰ وجود خارجی پکڑتے ہین یہہ اُمور عقل

فریق مخالف کی تسلی خاطر کے لئے پہلے ہی کسی فاضل برہمو صاحب کے پاس جیسے بابو نوین چندر رائے صاحب و پنڈت شیو نارائن صاحب اگنی ہوتری ہیں بطور امانت جمع کرایا جائیگا اور انہیں اختیار ہوگا کہ اگر وہ اپنی رائے میں دیکھیں کہ حقیقت میں آریہ صاحب نے وید کا مقابلہ کر دکھایا تو خود بخود بغیر اجازت اس جانب وہ روپیہ اُس آریہ صاحب کے حوالہ کر دیں۔ لیکن اگر اس مضمون کو پڑھ کر پھر بھی ماسٹر صاحب یا اُن کے کوئی دوسرے

بقیہ حاشیہ کے ذریعہ سے ہرگز ذہن نشین نہیں ہو سکتے بلکہ جو شخص عقل کے گھمنڈ اور غرور میں بیٹھا ہوا ہے وہ ایسی باتوں کو سنتا ہے نہایت تکبر سے کہیگا کہ یہ سراسر امر محال اور خیال باطل ہے اور ایسا کہنے والا یا تو دروغگو ہے یا دیوانہ یا اسکو سادہ لوحی کی وجہ سے دھوکا لگا ہے اور یہ باعث نقصان تحقیق بات کی تہ تک پہنچنے سے محروم رہ گیا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ان عقلمندوں کو کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ وہ امور جن کی صداقت پر ہزارہا عارف و راستباز اپنے ذاتی تجارب سے شہادتیں دے گئے ہیں اور اب بھی دیتے ہیں اور صحت گزین پر ثابت کر دینے کے لئے بفضلہ تعالیٰ اپنی ذمہ واری لیتے ہیں کیا وہ ایسے خفیف امور ہیں جو صرف منکرانہ زبان ہلانے سے باطل ہو سکتے ہیں۔ اور حق بات تو یہ ہے کہ عالم کشف کے عجائبات تو ایک طرف رہے جو عالم عقل ہے یعنے جس عالم تک عقل کی رسائی ہونا ممکن ہے اُس عالم کا بھی ابھی تک عقل نے تصفیہ نہیں کیا اور لاکھوں اسرار الہی پردۂ غیب میں دبے پڑے ہیں جنکی عقلمندوں کو ہوا تک نہیں پہنچی ایک فصلی مکھی جو پلید اور ناپاک زخموں پر بیٹھتی ہے اور اکثر گدھے یا بیل وغیرہ جو زخمی اور مجروح ہوں انکو ستاتی ہے اُسکے اس عجیب خاصہ پر کوئی فلسفی دلیل عقلی نہیں بتلا سکتا کہ وہ اکثر برسات میں تکموں کے طور پر پیدا ہو جاتی ہے اور اُسکی اولاد صرف کیڑے ہوتے ہیں کہ جو ایک

با علم بہائی خاموش رہے اور مجہہ کو بوعدہ مقابلہ ایسے رسالہ کی تالیف کے لئے تحریک نہ کی تو پہر تمام ناظرین کو سمجہنا چاہیئے کہ اُنکی سب آوازین طبل تہی ہین اور صادقون کے طریق پر وُہ چلنا چاہتے ہی نہین - بہلا یہہ کیا اوباشانہ طریق ہے کہ اوّل خدا تعالیٰ کی پاک کلام اور اُسکے کامل نبی کی نسبت ہتک اور توہین کے کلمات مُونہہ پر لائین اور جب مقابلہ وید و قرآن کے لئے کہا جائے تو پہر ایسے چُپ ہون کہ گویا دُنیا سے کوچ کر گئے - ناظرین

بقیہ حاشیہ

سکتے ہین دس دس بیس بیس تیس تیس اُسکے اندر سے نکلتے جاتے ہین کیا یہہ عقل کے برخلاف ہے یا نہین کہ مادّہ اور نر دونون نوع واحد مین داخل ہون اور اُنکے بچّے ایسے ہون کہ اُس نوع سے بکلی خارج ہون - ایسا ہی اگر چہپکلی کو (جسکو پنجاب مین کرلے کہتے ہین) درمیان سے کاٹا جائے تو اُسکا نیچے اور اوپر کا دہڑ دونون الگ الگ تڑپتے ہین اور مضطربانہ حرکت کرتے ہین اگر بقول پنڈت دیانند صاحب رُوح بہی جسم کی قسم ہے تو اِس سے ضرور لازم آتا ہے کہ رُوح دو ٹکڑے ہوگیا ہو اور اگر رُوح کو جسم اور جسمانی ہونیسے منزّہ خیال کرین اور اُسکا تعلق جسم سے ایسا ہی مجہول الکیفیّت و برتر از عقل و فہم خیال کرین جیسے رُوح کا حدوث برتر از عقل و فہم ہے تو پہر البتّہ کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا مگر پنڈت دیانند کا مذہب جڑہ سے اُکہڑتا ہے اسی طرح عقلمندون کی عقل ناقص کے تراش و خراش پر بہت اعتراض اُٹہتے ہین اور اُنکو آخر کار نہایت شرمساری سے مُونہہ کے بل گرنا پڑتا ہے اور پہر انجام کار بہت خوار و ذلیل ہو کر اسی بات کا اقرار کرتے ہین کہ خدائے تعالیٰ کے بے انتہا عجیب و غریب قدرتون کا احاطہ کرنا انسان کا کام نہین -

ہر چہ دانا کند کند نادان ۔۔۔ لیک بعد از کمال رسوائی

منہ

سوچ لین کہ اِس سے بڑھ کر اور کیا صفائی کی بات ہو گی کہ ہم مغلوب ہونے کی حالت
مین سو روپیہ نقد دینا وعدہ کرتے ہین اور غالب ہونے کی حالت مین ہم کچھہ بھی نہین مانگتے صرف یہہ
اُمید رکھتے ہین کہ کوئی روح بے راہی کے طریق سے نادم ہو کر سچائی کا طریق اختیار کرے۔ سو اب ہم
منتظر رہین گے کہ کب لالہ مرلیدہر صاحب یا اُنکے کوئی اور آریہ بہائی جو اپنی قوم مین امتیاز علمی
رکھتے ہون ایسی درخواست کرینگے۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔

قولہٗ۔ اسی طرح اسلام نے مادّہ کی کیفیت کو بھی نہین سمجھا اور نہ مادی دُنیا کو ہی
معلوم کیا کہ زمین وسورج وچاند وغیرہ کیا ہین۔ زمین جو کہ کُرہ ہے اُسکی حقیقت اور گردش
وکشش وغیرہ جو ہے اُن سب کے خلاف ہے سارے مسایل اسلام کے ہین۔

اقول آپ اِس خیال پر اختلال مین بھی سراسر غلطی پر ہین اور یہہ آپکا قول بالکل
جھوٹ اور افترا یا بے خبری یا بے علمی کا تقاضا ہے جو آپ تعلیم قُرآنی کی نسبت ایسا خیال
کر رہے ہین بلکہ تعلیم قُرآنی مین جیسی واقعی اور حقانی طور پر کیفیت روح اور اُسکے خواص بیان
کئے گئے ہین ایسا ہی زمین وسورج وچاند وغیرہ مادّی اشیا کی نسبت قُرآن شریف مین صحیح
صحیح اور واقعی بیان مُندرج ہے اور ایسے بلند وعمیق اسرار طبعی وہیئت وطبابت ودیگر
لطایف فلسفہ اُسمین پائے جاتے ہین جن کی طرف کسی حکیم یا فلسفی کا ذہن سبقت نہین
لے گیا اگر آپ اِسمین بھی کچھہ آزمائش کرنا چاہین تو حسب تحریک آپکے ہم ایک ہی رسالہ
مین جیسا کہ قول گُزشتہ مین ہم وعدہ کر چکے ہین بمراد مقابلہ وید و قُرآن یہہ دونون طور
کے مسائل یعنے مسائل علم روح ومسائل علم اشیائے مادی قُرآن شریف
سے لیکر بیان کر سکتے ہین مگر اُسی شرط مُتذکرہ بالا کے رو سے یعنے یہہ کہ جس طرح ہم اپنے
بیان مین قُرآن شریف سے باہر نہ جائین ایسا ہی بمقابل ہمارے آپ بھی کر دکھائین۔ اور
آپ یاد رکھین کہ آپ کی ساری باتین فضول اور نری دعوےٰ ہی دعوےٰ ہین ورنہ وید تو
خالق اور مخلوق مین بھی فرق نہین کر سکا پھر دوسری صداقتین کیا بیان کریگا۔ ایک وید کا

دعویٰ تناسخ ہی دیکھیں یعنے جونوں کا مسئلہ کہ کسقدر مخالف طبعی وطبابت وہیئت ہی بموجب قرارداد وید کے جو لوگ نہائت درجہ کے ذلیل گناہ کرتے ہین وہ کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض بنتے ہین اور انسان کی جون اُنہین کو ملتی ہے جنکا گناہ کچھہ خفیف ہو اب ایک محقق عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر یہہ بات صحیح ہوتی تو اس سے لازم آتا کہ کیڑون مکوڑون کا کثرت سے پیدا ہونا ہمیشہ کثرت گناہون کے تابع ہو حالانکہ یہہ بات بہ بداہت نظر سراسر باطل معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت صاف صاف یہی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر کیڑے مکوڑے اور مینڈکین اور چھوٹے چھوٹے پردار اور دوسرے جانور موسم برسات مین ہی پیدا ہوتے ہین تو کیا اب یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ خلقت خدا کی برسات کے دنون مین ہی کثرت سے گناہ کرتی ہے کسی اور دنون مین نہین کرتی دیکھو یہہ عقیدہ کس قدر علم طبعی کے برخلاف ہے۔ ایسا ہی جمیع اطباء کی تحقیقات سے اکثری طور پر یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ مرد اور عورت کی دو منیون کے ملنے سے لڑکا لڑکی پیدا ہوتا ہے مگر دیانند صاحب فرماتے ہین کہ وید کے رو سے صرف عورت کا نطفہ موجب حمل ہوجاتا ہے اور روح شبنم کی طرح کسی بوٹی پر گرتی ہے اُسکو کوئی عورت کہا کر حاملہ ہوجاتی ہے دیکھو یہہ کسقدر منافی مسائل طبابت ہے۔ ایسا ہی وید مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اندر نے ایک رشی کی لڑکی کو حمل کردیا بلکہ آپ ہی اُسکے پیٹ سے پیدا ہوگیا۔ آپ لوگون کے بزرگ یہہ بھی لکھہ گئے ہین کہ بعض رشی کان کی راہ سے بعض مونہہ کی راہ سے بعض کسی اور دوسرے حیوان کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین ایسا ہی آپکا وید بہت سے ایسے خواص چاند اور سورج کی طرف منسوب کرتا ہے جنکی زمانہ حال کی نئی تحقیق نے صاف صاف بکمال ثبوت تکذیب کی ہے اگر ہم ابر وقت وید سے نقل کرکے جو ہمارے سامنے رکہا ہے اُن سب باتون کو جو خلاف مسائل ثابت شدہ طبعی وطبابت وہیئت اُسمین بھری پڑی ہین لکہین تو یہہ رسالہ ایک بڑی کتاب ہوجائیگی اس لئے بالفعل ہم اُن تمام اُمور کو اُس مستقل رسالہ پر موقوف رکھتے ہین

جسکا ہم بشرائط متذکرۂ بالا وعدہ کر چکے ہین-

قولہ آج تک مسلمانون کو چاند وغیرہ کی حقیقت معلوم نہین کہ کب نکلتا ہے اور کب چھپتا ہے ایک عید ہی آتی ہے توسب مسلمان شُبہ مین پڑ جاتے ہین کہ چاند کونسے دن نکلتا ہے-

اقول- بہلا غنیمت ہے کہ چاند وغیرہ کی حقیقت آپ لوگون نے تو اچھی طرح سمجھہ لی ہے- اے ماسٹر صاحب مین نہین جانتا کہ اس قسم کے بیہودہ اور بے اصل باتون سے آپکا مطلب کیا ہے- اگر اس نکتہ چینی سے آپکا مدعا یہہ ہے کہ عوام مسلمانون مین ایسے لوگ پائے جاتے ہین کہ علوم طبعی و ہیئت سے بیخبر ہین تو مین کہتا ہون کہ اس وصف کے عوام الناس کس قوم مین نہین پائے جاتے بلکہ ہندؤن کے عوام پر تو گویا سادہ لوحی و ہم پرستی عجائب پرستی ختم ہے ابہی کسی اخبار مین لکہا تہا کہ ایک ہندو صاحب نے ریل کو دیکہہ کر جہک کر اُسے سجدہ کیا کہ تیرا دین بل ہے تو ماتا دیوی ہے کیا ان لوگون کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ انکو بہی طبعی یا فلاسفی کی بوُ پہنچی ہے بہلا آپ ہی فرمائیے کہ ایسے خیالات کے مالک قریب قریب حیوانات کے ہین یا نہین- کیا جو لوگ آفتاب اور ماہتاب سی لیکر زمین کے تمام عناصر بلکہ پتھرون اور بوٹیون تک بہی پرستش کرتے ہین اُنکو اس فلسفہ حقہ پر کچہہ اطلاع ہے کہ یہہ سب چیزین مخلوق اور ایک صانع قادر کے قبضۂ قدرت مین ہین نہ کسی کو نفع پہنچا سکتی ہین اور نہ کچہہ نقصان کر سکتی ہین ایسا ہی جا بجا آریہ صاحبون کے عوام کیا بلکہ خواص بھی علوم فلسفیہ سے بکُلّی بے خبر اور غافل محض پائے جاتے ہین- دیکھو ایک طرف آریہ لوگون کی فلاسفی یہہ بتلاتی ہے کہ گائے جو ایک حیوان ہے مسئلہ اواگون کے رو سے کسی زمانہ مین برہمن کی قوم مین سے یعنے ایک برہمنی تہی اور پہر کسی پلید اور برے کام کے ارتکاب سے بعض کہتے ہین کہ زنا کے باعث سے سزایاب ہو کر گائے کی جون مین آئی- اور پہر دوسری طرف دیکہو کہ اسی مجرمہ فاسقہ عورت کے ہندؤن

کے خیالات مین کس قدر تعظیم و تکریم جمی ہوئی ہے کہ گویا اُسی کی دُم پکڑ کر پار ہوجاتا ہے یہان تک اُسکی بزرگی تسلیم کی جاتی ہے کہ اُسکے عوض مین کسی انسان کا خون کرنا اُنکے نزدیک کچھہ بھی گناہ نہین بلکہ ثواب کی بات ہے اگرچہ ایسی ایسی حرکات کبھی کبھی اب بھی ہندو لوگ شوخی کی راہ سے کر بیٹھتے ہین چنانچہ کوکون کا بمقام امرتسر کئی قصابون کو بے رحمی سے قتل کرنا ایک ایسا تازہ واقعہ ہے جس مین کچھہ زیادہ مُدّت نہین گذری لیکن سکّھون کے عہد حکومت مین تو بڑے زور و شور سے بحکم حکّام ایسی وارداتین ہوتی تہین۔ سکّھون کا دور حکومت پنجاب مین پچاس برس کے اندر اندر شروع بھی ہوا اور ختم بھی ہوگیا اُس زمانہ کی تحریرون اور واقف کارون کے بیانات تائیدی سے یہہ پردۂ ماجرا معلوم ہوتا ہے کہ اِس حیوان کے کسی اتفاقی زخم لگ جانے پر یا کبھی کبھی کسی فاقہ کش کے ہاتھہ سے ذبح کئے جانے پر چار ہزار سے کچھہ زیادہ مسلمان مُتفرّق مقامات اور دفعات مین زمانہ عملداری سکّھون مین نہایت دردانگیز اور بے رحمی کے طریقون سے قتل کئے گئے اور جلائے گئے اور پہانسی دیئے گئے اور اُس سکھان شاہی مین ہمیشہ اِس منحوس جانور کی حمایت مین ہندؤون سے ایسی ایسی ہی ظالمانہ حرکتین ہوتی رہین یہان تک کہ آخر مظلومون کی فریاد جناب الٰہی مین سُنی گئی اور اِس جانور اور اِسکے حامیون پر منعم حقیقی کا غضب بہڑکا اور اُس نے عنان حکومت ہمیشہ کے لئے ہر یک زمان و مکان سے اُنکے ہاتھہ سے چھین لی اور ایک ایسی مُہذّب قوم کو ابرِ رحمت کی طرح دور سے لایا جس مین انسان اور حیوان مین فرق کرنے کی لیاقتین موجود تہین اور جنکو قابلیت رعیّت پروری و مُلکداری و قدرشناسی اشرف المخلوقات حاصل تہی اُس قوم فاتح اور قابل شکر (یعنی گورنمنٹ برطانیہ) کی حکومت پنجاب مین قائم ہونے سے سب مسلمان اُس عذاب سے رہائی پاگئے کہ جو بنی اسرائیل کی طرح ایک مُدّت مدید سے سکّھون اور ہندؤون کے ہاتھہ سے اُٹھاتے تہے اور وُہ ہزارہا شریف انسانون کے خون جو اس ایک حیوان کے عوض مین اُس ظلم

حکومت مین بہائے گئے تہے اسی طرح اُن ظالم سرداروں کا نام و نشان بھی نہ رہا اور
آخر اُن کے خونوں سے بھی زمین سُرخ ہوگئی اور گائے پر ہی جو کچھ بہ غضبِ الہی وارد
ہُوا اور اب تک ہمیشہ کے لئے وارد ہو رہا ہے اُسکے بیان کرنے کی تو کچھ حاجت ہی نہین
تا دِل مردانِ حق نا مد بدرد * ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد - اب دیکھو ایک لاالعقل حیوان
کو انسان سے بہتر جاننا اور پہلے آپ ہی اُس حیوان کو ایک فاسقہ عورت کی بگڑسی ہوئی
جون قرار دینا اور پہر اُسکی ایسی عزت کرنا کہ اُسکے ادنیٰ زخم پر ہزار ہا انسانوں کے خون
کرنے کو تیار ہو جانا یہہ کس قسم کی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دُنیا مین ایسا وحشیانہ
جوش ایک حیوان کے لئے کسی قوم مین ہرگز پایا نہین جائیگا جیسا کہ ہندؤن کو گائے
کے لئے ہے - بعض متعصب برہمنوں کو یہہ بھی کہتے سُنا ہے کہ اصل مین گائے کا جرم
تو خفیف ہی تہا مگر پرمیشر نے اُسکو کسی مصلحت سے سخت سزا دیدی شائد یہہ پردہ پوشی
اور پرمیشر کو ظالم ٹھہرانا اس خیال سے ہے کہ اُنکے مجنونانہ زعم مین گائے در اصل اُنہین
کی بہن یعنے برہمنی ہے اور برہمن ویدوں کے رو سے ایک ایسی چیدہ قوم ہے کہ کئی قسم
کے گناہ ہی اُنکو معاف ہین اور اگر کوئی شودر ہو کر برہمن کی نسبت کوئی بُرا لفظ کہے تو منوسمرت
مین لکھا ہے کہ اُسکی زبان چھید نی چاہئے اور اگر ہندؤن مین بجز برہمن کسی دوسری قوم
کا آدمی بے اولاد ہو تو شاستروں کا حکم ہے کہ اپنی عورت کو برہمن کے پاس بھیجے
اور وہ اُس سے ہم صحبت ہو کر اُسکے حاملہ ہو جانے کا فکر کریگا ایسا ہی قریب بتّیس کے
عجیب عجیب حقوق برہمنوں کے ہین جنکو شاستروں نے کہوٹ بندوبست کی طرح برہمنوں
کے لئے قائم کر رکھا ہے چنانچہ منوشاستر اور دوسرے شاستروں کے پڑہنے والوں
پر پوشیدہ نہین اور برہمنوں کا دعویٰ ہے کہ یہہ سب باتین ویدسے لی گئین ہین اور وید
مین درج ہین اور باوا نانک صاحب تو سب پورانوں اور شاستروں کو وید کی طرح
الیشر کرت ہی یعنے خدا کا کلام ہی جانتے ہین جیسا کہ وہ اپنے گرنتھ مین لکھتے ہین -

قُدرت بید پوران کیتیان قُدرت سرب بچار - یعنے بید پوران شاستر سب خدا کا کلام ہی ہے سو وُہ لوگ جو سکھہ ہوکر آریہ سماج مین داخل ہین اور دو دو ہاتھ کے برابر کیس سر پر رکھے ہوئے ہین اُن پر تو واجب ہے کہ اپنے گورو نانک صاحب کے شبد پر عمل کرکے سب پورانون کو ایشر کا کلام ہی سمجھین غرض جب منو سمرت اور پرانون کے روسے ایسی عزت اور ایسے حقوق برہمن کو حاصل ہین تو پھر درحقیقت ہندؤن کے پرمیشر نے بہت بیجا کام کیا کہ ایک برہمنی کو ایک ادنیٰ گناہ سے سخت سزا دیدے درحقیقت ایسی سخت سزا دینے سے پرمیشر کی عدالت پر بڑا دہبہ لگتا ہے کہ اُس نے ایسی سنگین اور سخت سزا دی کہ غریب برہمنی کو اپنی اصلی صورت سے مسخ کرکے قیدیون کی طرح سخت اور خود غرض لوگون کے حوالہ کر دیا جن مین سے کوئی تو اُسکے بچہ کو بھوکا چھوڑ کر اُسکا دودھ پی جاتا ہے اور کوئی اُسکی ہڈیون اور چمڑہ کے فکر مین رہتا ہے اور کوئی اُسکے بچّون پر جوا رکھہ کر دن رات اُنکی جان کو مارتا ہے اور کوئی بار برداری سے اُنکو ریش اور مجروح کرتا ہے غرض کوئی کسی طرح سے اور کوئی کسی طرح سے اُن پر ظلم کرتا ہے یہان تک کہ خود آریہ لوگ بھی اُس پر رحم نہین کرتے اور غلامون کی طرح اُسکی خرید اور فروخت جاری رکھتے ہین اور ہمیشہ قید رکھہ کر سختی پر سختی کرتے رہتے ہین سو اگر گائے کے اُن پُر درد واقعات کو بمقابل جنگلی چرندون اور پرندون کے دیکھا جائے یا دریا کے جانورون کے مقابل پر وزن کیا جائے تو حقیقت مین صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پرمیشر نے گائے کو بڑی سخت سزا دی ہے اور اگر یہہ کہو کہ پرمیشر نے اِس لئے یہہ سخت سزا دی کہ تا آئندہ کوئی برہمنی ایسا بُرا کام نہ کرے تو یہہ جواب بھی پوچ ہے کیونکہ اگر پرمیشر کا یہی مطلب ہوتا تو گائے کو انسان کی طرح زبان گویائی دیتا تا وُہ برہمنون کے گھر جاکر اپنی بہنون کو سمجھاتی کہ اے بہنون میرا حال دیکھو اگر تم ایسا کروگی تو تم بھی ایسا ہی ہوگی یا ایسا کرتا کہ پھر جب کبھی گائے آدمی کی جون مین آجاتی تو وُہ تمام مصیبتن

گائے بننے اور دُکھ درد اُٹھانے کی اُسکو یاد دلا دیتا تا وُہ پھر کبھی ایسا بُرا کام نہ کرتے سو جبکہ پرمیشر نے ایسی سخت سزا تو دی مگر کبھی ایک دفعہ ایسا نہ کیا کہ گائے کو زبان گویائی دیتا یا اُسے آدمی کی جون مین آنے کے بعد اُس پہلی پُر مصیبت جون کی اطلاع کر دیتا تو یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتک گائے کی جون کا انسداد نہین ہوا بلکہ اِس گُناہ کے نامعلوم رہنے کی وجہ سے اِس حیوان کی نسل نے ایسی ترقّی کی ہے کہ کروڑہا گائین زمین پر پھیل گئی ہین اگر پرمیشر سے یہہ بدانتظامی ظہور مین نہ آتی تو اِس نالکار حیوان کی اسقدر ترقّی کیون ہوتی بلکہ گایون کا زمین پر یہ نام ونشان نہ رہتا مگر اب بھی اِس منحوس جون کے کاٹنے کے لئے ایک عُمدہ تجویز خیال مین گذرتی ہے اگر آریہ صاحبان اِسکو پسند کرلین تو اُنکی کوشش سے یہہ لائق رحم برہمنی اِس منحوس جون سے مخلصی پا سکتی ہے اور وُہ یہہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کی تمام گایون اور بیلون کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرکے ایک ہی دفعہ کسی تدبیر سے اِس جہان فانی سے زاویہ عدم مین بھیجا جاوے اگر پھر بھی ہندون کا پرمیشر کسی برہمنی کو ایسی سخت سزا دینے کی جرأت کرے تو اسکے ہم ذمّہ وار ہین لیکن بلکہ کسی اَور ملک سے کوئی جوڑہ بیل اور گائے کا جدید طور پر نسل جاری کرنے کے لئے منگوایا نہ جاوے کیونکہ اگر آریہ صاحبان ایسا کرین تو گویا پھر خود اُنکی مرضی ہے کہ اِس منحوس جون سے کبھی برہمنون کو نجات نہ ملے غرض ہم نے ایک نسخہ بتا دیا ہے آئندہ اُسکا کرنا نہ کرنا آریہ صاحبون کے اختیار مین ہے۔

اب ذرا عقلمند آریون کو شرمندہ ہونا چاہئے کہ اُنکے وید کی فلاسفی نے کس درجہ کے مجنونانہ خیالات تک اُنکو پہنچا دیا ہے۔ کیا وید ودیا کی یہی تعلیم ہے کہ اوّل ایک حیوان کو بلا دلیل وحجت ایک فاسقہ عورت قرار دینا اور پھر اُسی پلید او ر نالکار جانور کے دودھ پینے کے لئے رغبت دلانا۔ اے بھائیو آریو خدا تمہین سمجھ اور ہدایت بخشے تمہین قدرِ غیظ اور غضب کو الگ کرکے سوچنا چاہئے اور عالمانہ اعتراض کا عالمانہ جواب دینا چاہئے کہ اگر حقیقت

ہین گائے ایک نابکار اور سزا یافتہ عورت ہے تو یہہ کیا بات ہے کہ اُسکو متبرک اور قابل تعظیم سمجھا جائے بلکہ اُسکی شکل دیکھنے سے بیزار ہونا چاہئے اور ڈرنا چاہئے اور دور سے توبہ توبہ کرنا چاہئے نہ یہہ کہ اُسکو بابرکت خیال کرکے صبح اُٹھہ کر پہلے اُسی کا درشن کرین اور مرنے کے وقت وہی برہمن کو ہی سنکلپ کرکے دیجائے اور اگر کسی آدم زاد کے ہاتھہ سے اتفاقاً ایک ادنیٰ زخم بھی اُسکو پہنچ جائے تو جب تک اُس آدمی کے ٹکڑہ ٹکڑہ نہ کرلین صبر نہ آوے کیا آپکے وید کا یہی فلسفہ ہے کیا وید ودیا اسی کا نام ہے کیا اسی مشیخت سے مسلمانون کے عوام پر آپ نے اعتراض کیا ہے کہ سورج اور چاند کی اُنہین کیفیت معلوم نہین بھلا آپ ایماناً تبلاوین کہ قانون انصاف کا جاننا اور سمجھنا زیادہ تر مقدم ہے یا چاند اور سورج کا آپکے وید کے مسائل ایسے ہین کہ اُنہون نے نہ آپکے پرمیشر کی کچہہ عزت بحال رکھی اور نہ انسان اور حیوان کا فرق قایم رکھا اور نہ قانونِ انصاف مین سے آپکو کوئی حرف پڑھایا جہان دیکھو بے انصافی ہے جس طرف نظر ڈالو ناحق پرستی پائی جاتی ہے اوّل خدا تعالیٰ کو خالق اور رحیم اور کریم ہونے سے جواب دیا پھر اُسکے بندون کو ہمیشہ کی نجات سے محروم رکھا الہام کو خواہ نخواہ چار رشیون مین محدود کردیا الہامی کتاب کا نازل ہونا اسے آریہ دیس کا حق ٹھہرایا گیا سنسکرت پرمیشر کی زبان مقرر کی گئی تمام مجاہدین اور عابدین کو خواہ وُہ کیسے اخلاص سے ہی عبادت و بندگی کرین اُن چار وید کے رشیون کی طرح مُلہم اور عارف باللہ ہونے سے ہمیشہ کے لئے جواب دیا گیا کیا یہہ باتین قانونِ انصاف سے نکلی ہین کیا ان تعلیمون کا بانی مبانی مُنصف مزاج کہلا سکتا ہے کیا کسی عقلمند کے نزدیک یہہ بات شان فیّاضی الہی سے مناسبت رکھتی ہے کہ وُہ ہمیشہ کے لئے اپنی نبوّت اور الہام یابی کا آریہ دیس کے چار رشیون کو ہی ٹھیکہ دے رکھے اور باقی تمام بندگان خدا اُسکے وسیع اور آباد مُلکون کی ہمیشہ کے لئے اُس سے محروم رہین سو جس کتاب نے قانونِ انصاف یہہ بتلایا ہے اُس سے دوسری صداقتون کی کیا اُمید رکھین تمام عارفون کے نزدیک سورج چاند

اور دوسرے اجرام واجسام کی شناخت سے اصلی غرض یہہ ہے کہ تا اُن مصنوعات پر غور کرنے سے صانع حقیقی کی طرف خیال رجوع کرجائے لیکن جس مذہب مین خدا تعالیٰ کو صانع کامل ہونے سے ہی جواب دیا گیا اگر اُس مذہب مین کوئی شخص طبعی اور ہیئت یا دوسرے علوم سے کسی قدر بہرہ بھی حاصل کرلے تو اُسے کیا فائدہ حاصل ہوگا یہہ برکات قرآنِ شریف مین ہی ہین کہ اُس نے اِن تمام علوم طبعی و طبابت و ہیئت وغیرہ سے خُدا شناسی کے لئے خدمت لی ہے سو حقیقت مین یہہ علوم مسلمانون کے کام آتے ہین نہ آریون کے جنہون نے خُدا کو ہی خُدائی سے جواب دے رکہا ہے۔

اب ہم پہر اصل کلام کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ اب تک ہم نے ماسٹر مُرلی دہر صاحب کے قول کی ردّ مین صرف عوام مسلمانون کے مقابل پر عوام ہنود کے خیالات علمی کو بغرض مقابلہ و موازنہ پیش کیا ہے لیکن اگر ماسٹر صاحب کا اپنی نکتہ چینی سے یہہ مطلب ہے کہ عموماً کُل مسلمان علوم طبعی و ہیئت سے بے بہرہ ہین اور یہہ سب علوم ہندؤن کی وراثت ہے تو اِس چہیڑ چہاڑ سے اَور بہی ماسٹر صاحب کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اہلِ اسلام وُہ قوم ہے جنکو جا بجا قرآن مین یہی رغبت دی گئی ہے کہ وُہ فکر اور خوض مین مشق کرین اور جو کچہہ عجائبات صنعت زمین و آسمان مین بہرے پڑے ہین اُنسے واقفیت حاصل کرین۔ مومنون کی تعریف مین خُدا تعالیٰ فرماتا ہے یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ یعنے مومن وُہ لوگ ہین جو خُدا تعالیٰ کو کہڑے اور بیٹہے اور اپنے بسترون پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہین اور جو کچہہ زمین و آسمان مین عجائب صنعتین موجود ہین اُن مین فکر اور غور کرتے رہتے ہین اور جب لطائف صنعتِ الٰہی اُن پر کہلتے ہین تو کہتے ہین کہ خُدایا تو نے اِن صنعتون کو بیکار پیدا نہین کیا یعنے وُہ لوگ جو مومن خاص ہین صنعت شناسی اور ہیئت دانی سے دُنیا پرست لوگون کی طرح صرف اتنی ہی غرض نہین رکہتے

کہ مثلاً اسی پر کفائت کرین کہ زمین کی شکل یہہ ہے اور اُسکا قُطر اسقدر ہے اور اُسکی کشش کی کیفیّت یہہ ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارون سے اُسکو اِس قسم کے تعلقات ہین بلکہ وُہ صنعت کی کمالیت شناخت کرنے کے بعد اور اُسکے خواص کُہلنے کے پیچھے صانع کی طرف رجوع کر جاتے ہین اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہین اور پہر دوسری جگہ فرماتا ہے یؤتی الحکمت من یشاء ومن یؤتی الحکمت فقد اوتی خیرا کثیرا۔ یعنے خُدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو خیر کثیر دی گئی پس دیکہنا چاہیئے کہ ان آیات مین مسلمانون کو کس قدر علم و حکمت حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور حدیث شریف مین بھی آیا ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلمٍ و مُسلمۃٍ یعنے علم کا طلب کرنا ہر یک مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے ہان یہہ سچ ہے کہ خُدا تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدہا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقتون اور پیچیدہ باتون مین نہین ڈالا مثلاً روزہ رکہنے کے لئے یہہ حکم نہین دیا کہ تم جب تک قواعد ظنّیہ نجوم کے رو سے یہہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس ۲۹ کا ہوگا یا تیس کا تب تک رویت کا ہرگز اعتبار نہ کرو اور آنکہین بند رکہو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمالِ دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالایطاق ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابون کے لگانے مین بہت سی غلطیان واقع ہوتی رہتی ہین سو یہہ بڑی سیدہی بات اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وُہ لوگ محتاج منجم و ہیئت دان نہ رہین اور چاند کے معلوم کرنے مین کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی روئت پر مدار رکہین صرف علمی طور پر اتنا سمجہہ رکہین کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کرین اور یہہ بھی یاد رکہنا چاہیئے کہ حقیقت مین عند العقل رویت کو قیاسات ریاضیہ پر فوقیّت ہے آخر حکمائے یوروپ نے بھی جب روئت کو زیادہ تر معتبر سمجہا تو اِس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوّت باصرہ طرح طرح کے آلات دوربینی و خوردبینی

ایجاد کئے اور بذریعہ رویت تھوڑے ہی دنون مین اجرام علوی و سفلی کے متعلق وہ صداقتین معلوم کرلین کہ جو ہندون بیچارون کو اپنی قیاسی اٹکلون سے ہزارون برسون مین بھی معلوم نہین ہوئی تہین اب آپ نے دیکھا کہ رویت مین کیا کیا برکتین ہین انہین برکتون کی بنیاد ڈالنے کے لئے خدا تعالیٰ نے رویت کی ترغیب دی ذرہ سوچ کرکے دیکھہ لو کہ اگر اہل یوروپ بھی رویت کو ہندون کی طرح ایک ناچیز اور بے سود خیال کرکے اور صرف قیاسی حسابون پر جو کسی اندہیری کوٹھری مین بیٹھہ کر لکھے گئے مدار رکھتے تو کیونکر یہہ تازہ اور جدید معلومات چاند اور سورج اور نئے نئے ستارون کی نسبت انہین معلوم ہوجاتے سو مکرر ہم لکھتے ہین کہ ذرہ آنکھہ کھولکر دیکھو کہ رویت مین کیا کیا برکات ہین اور انجام کار کیا کیا نیک نتائج اُس سے نکلتے ہین۔

ماسواے اِسکے خود یہہ خیال کہ اہل اسلام تحصیل علوم طبعی و ہئیت وغیرہ سے بکلّی بے بہرہ چلے آتے ہین ایسا متعصبانہ خیال ہے جس سے اگر ماسٹر صاحب ذرا انصاف پر آوین تو اُنہین بہت شرمندہ اور نادم ہوجانا چاہئیے ہمین اِس جگہ کچھہ ضرورت نہین کہ بات کو طول دیکر اہل اسلام کے علمی فضائل کا ثبوت دیئن بلکہ اِس مقام مین ہم صرف اُن چند سطرون کا لکھنا مناسب سمجھتے ہین جو اف جون دیون پورٹ صاحب نے اپنی کتاب مین جسکا ترجمہ ہوکر مؤید الاسلام نام رکھا گیا ہی لکھین ہین سو وُہ یہہ ہین۔

صفحہ ۹۲ سے تا صفحہ ۹۸ عبارت کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب

مسٹر صاحب کا قول ہے کہ مورّخان معتبر کے نزدیک یہہ بات قرار پاگئی ہے کہ دسوین صدی مین یوروپ غائت درجہ کی جہالت مین پڑا ہوا تہا اور یہہ بات یقینی ہے کہ اس زمانہ مین اہل عرب (یعنے اہل اسلام نے) ملک ہسپانیہ اور اٹلی مین بہت سے مدرسے جاری کئے تہے اور اِن مدرسون مین ہزارون طلبا عیسائی عربی فارسی اور حکمت کی تعلیم پاتے تہے اور پہر اِن علوم کو مدارس اسلام سے لاکر عیسائی مدرسون مین جاری کرتے تہے

ہمین اِس بات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ تمام قسم کے علم یعنے طبّ وطبعیات و فلسفہ وریاضی جو دسوین صدی سے یوروپ مین جاری ہوئے یہہ سب اصل مین اہلِ عرب مسلمانون کے فلسفی مدارس سے سیکھے گئے تھے خصوصًا ہسپانیہ کے اہلِ اسلام بانی فلسفہ یوروپ خیال کئے جاتے ہین اہلِ اسلام کو علمی ترقی بھی ایسی ہی جلدی حاصل ہوئی جیسے انکو مُلکون پر فتحین حاصل ہوئی تھین۔ سول سے اصفہان تک اہلِ عرب کا علم بہت جلد پہیل گیا اور بغداد اور کوفہ اور قاہرہ اور بصرہ اور فیز اور مراکو اور کوردووا اور گرنیڈا اور سپین اور سول مین اہلِ عرب کی حکمت نے بہت جلد رواج پایا۔ حقیقت مین اہلِ عرب مسلمانون نے تمام علوم کو نئے سرے ترقی دی اور یونان اور روما کے علوم مین دوبارہ جان ڈالی ۹ نوین صدی سے چودہوین صدی تک عرب کے علم وفضل سے یہہ نور حاصل ہوتا رہا اور اہلِ یوروپ کو تاریکی جہالت سے روشنئ علم وعقل مین لایا۔ اگر آٹھوان خلیفہ عبد الرحمٰن ہسپانیہ مین مدرسے اور مکتب خانے جاری نہ کرتا توہمین بے شک اہلِ عرب کے علم وفضل سے مُطلق فائدہ نہ ہوتا کیونکہ بغداد اور بخارا اور بصرہ کے مدارس بہت مشہور تھے مگر وُہ اِسقدر دور تھے کہ طُلباء یوروپ کو وان جانے مین بہت دقّت پڑتی تھی۔ مذہب اسلام اپنی ترقّی کے زمانہ مین ہی نہین بلکہ اپنی ابتدائی حالت مین ہی اُور مذہبون کی نسبت علم کی طرف بہُت مائل تہا آن حضرت نے خود فرمایا ہے کہ جس آدمی مین علم نہ ہو وُہ قالب بے روح ہے یہہ تمام عبارت جان ڈیون پورٹ صاحب کی ہے جسکو ہم نے ماسٹر صاحب اور اُنکے دوستون کے ملاحظہ کے لئے اِس جگہ تحریر کیا ہے اِس سے منصفین کو ایک مُحکم شہادت ملتی ہے کہ اہلِ اسلام ایک علم دوست قوم ہے جنکی فطرت وخمیر مین علم چلا آتا ہے اور جن کی شاگردی کے اہلِ یوروپ باوصف ہمہ فضائل علمی اقراری ہین پہر دیکھنا چاہئے کہ یہی صاحب ڈیون پورٹ اپنے رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۶۲ سے صفحہ ۸۳ تک قُرآنِ شریف کی بہوین الفاظ تعریف ومدح کرتے ہین چنانچہ اصل عبارت اُنکی لکہی جاتی اور وُہ یہہ ہے۔

مسلمان قرآن شریف کی ایسی عظمت کرتے ہین کہ عیسائیون نے اپنی انجیل کی کبھی ایسی تکریم ہوتے نہین دیکھی قرآن شریف مین صرف احکام مذہبی و تہذیب اخلاق ہی کا ذکر نہین بلکہ گبن صاحب کا قول ہے کہ اوقیانوس سے گنگا تک قرآن شریف مجموعہ قوانین مانا جاتا ہے - قرآن مین قوانین دیوانی و فوجداری وسلوک باہمی پائے جاتے ہین اور وُہ مسایل نجات رُوح و حقوق عامہ و حقوق شخصی و نفع رسانی خلائق وغیرہ پر حاوی ہے منجملہ محاسن و خوبیون قرآن کے جنپر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے دو باتین نہایت عمدہ ہین اوّل قرآن شریف کی وُہ خوش بیانی جس مین خدا تعالیٰ کا ذکر ہے اور جسکے سُننے سے آدمی کے دِل پر ایک طرح کا اثر پیدا ہوتا اور خوف آتا ہے - دوسرے قرآن تمام اُن خیالات سے مُبرا ہے جو خلافِ تہذیب خیال کئے جا سکتے ہین اور اُس کے تمام اُصول ایسے ہین جو کوئی اُن مین سے خلافِ عقل نہین مگر افسوس کہ یہہ عیب یہود یون کی مقدس کتابون مین اکثر واقعہ ہین - اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسکے اُصول مین سب کو اتفاق ہے اور کوئی ایسی بات نہین جو زبردستی ماننی پڑے اور سمجھہ مین نہ آوے فقط -

یہہ بیان قرآن شریف کی نسبت جان ڈیون پورٹ صاحب کا ہے اور ایسا ہی کارلیل صاحب اپنی کتاب کی جلد ۶ صفحہ ۲۴۱ مین لکھتے ہین کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وُہ صادق کا کلام ہے اور صداقت سے پُر ہے اب دیکھئے کہ یوروپ کے بڑے بڑے فلاسفر جنکے گھر مین گویا آج طبعی اور ہیئت نے جنم لیا ہوا ہے اور جو سورج اور چاند وغیرہ کی کیفیت آپ لوگون سے بہتر جانتے اور سمجھتے ہین وُہ کس قدر قرآن شریف کے معقولانہ مسائل کے قایل اور مدّاح ہین اور کیسی اپنی صاف طبیعتی کی وجہ سے صاف اقرار کرتے ہین کہ قرآن شریف کے مسایل علوم عقلیہ کے خلاف نہین ہین اور کوئی اُس مین ایسا اعتقاد نہین جو زبردستی ماننا پڑے پس جس حالت مین ایسے لوگ جو فلاسفی

کے متعلق خیال کئے جاتے ہین قرآن شریف کے حکیمانہ طور وطریق کی کہلی کہلی شہادتین دیتے ہین تو پھر اگر آپ اسے ماسٹر صاحب یا آپکا کوئی اور بھائی جنکی آنکہین انہین لوگون کے علوم پڑہنے سے کچھ کچھ کہلی ہین اور یہی لوگ آپکے معلم اور استاد ہین فضائل قرآنی سے انکاری رہین تو اس سے قرآن شریف کا کیا نقصان ہے اور سچ تو یہہ ہے کہ اگر یورپ اور ایشیا کے تمام مخالف فضائل قرآنیہ سے انکار کرتے تو بھی کچھ نقصان کی بات نہ تھی آفتاب ہرحال آفتاب ہی ہے چاہے کوئی اسکی روشنی کا اقراری ہو یا نہ ہو مگر یورپ کے فاضل اور صاحب علم لوگ اسقدر قابل تحسین ہین کہ انہون نے بیسون کتابین تالیف کر کے قرآن شریف کے بارہ مین شہادت حقہ کو ادا کر دیا ہے اور باستثناء نیم ملّاآن یا دریون کی جو تنخواہین پاکر اسلام سے عناد رکھتے ہین باقی جس قدر واقعی دانا اور فلاسفر ہین ان کے دلون مین دن بدن محبت اسلام کی پیدا ہوتی جاتی ہے لیکن آپ لوگون کی نسبت کیا کہین اور کیا لکہین اور کیا تحریر مین لاوین کہ ناحق بموجب سراسر عناد اور بخل کی راہ سے نکتہ چینیان کرتے ہین اور حقیقت مین آپ لوگون کے اعتراض اسی رنگ کے ہین کہ جیسے ایک شخص قوافی سے ناواقف عروض سے جاہل تقطیع سے بیخبر ربط معانی و الفاظ سے بے تمیز درستی وزن وناجاکات کی شناخت سے ناآشنا محض بلکہ زباندانی سے محروم مطلق یہہ دعوی کر بیٹھے کہ سعدی وحافظ شیرازی وظہیر فاریابی وفردوسی طوسی وانوری وسنائی وغیرہ شعرائے نامدار بالکل سخن گوئی وسخن فہمی سے ناواقف ومحروم مطلق تہے اور اسپر دلیل یہہ پیش کرے کہ مین انکے اشعار کو سمجھہ نہین سکتا بس آپ لوگون کا ہی حال ہے خدا تعالی رحم فرما وے۔

قولہٗ۔ جو لوگ روح اور مادہ کی حقیقت کو سمجھتے ہین وہ جانتے ہین کہ یہہ سرشتی کرم جسکو مرزا صاحب بہت ہی چہوٹے اور حقارت کے لفظون مین جوڑنا جاڑنا تحریر فرماتے ہین اتنا بڑا اور عالی شان کام ہے کہ اسکو سوائے اس سچدانند سرگیہہ اور دانائی کامل کے کوئی

نہین بنا سکتا بنانا تو درکنار اُسکی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بات کہ یہہ کس طرح بنی لاکہہا کاریگرون
مین سے ایک لاکہوان حصّہ بھی نہین سمجہہ سکتا اگر یہہ ایسا حقیر کام ہے جسکو صرف جوڑنا
جاڑنا کہاہے تو مرزا صاحب یا کوئی اور شخص جو دعوے رکہتا ہو یا مرزا صاحب کی سمجہہ
مین بڑا طاقت والا ہو تو بڑی چیزدن ستارات وغیرہ کو تو کیا بناویگا ایک دانہ گندم یا باجرہ
کا ہی بناکر دکہلاوے یا کچہہ تہوڑے بہت اُسکی کاریگری کے اصول ہی سمجہاوے۔

اقول ہائے اے ماسٹر صاحب آپ کدہر کو کھسک گئے وزرا اوّل غور کرکے میرے سوال
کو تو سمجہا ہوتا سخن فہمی بھی تو آپ ہی پر ختم ہے مین نے آپکو کب اور کس وقت کہا تہا کہ
خُدائے قادرِ مطلق کی مانند کوئی دوسرا شخص بھی کوئی صنعت بنا سکتا ہے یا بجز اُس کے
کوئی صنعت کا کام اُسکے کامون سے مشابہ ہو سکتا ہے یہہ اعتقاد تو آپ لوگون کا ہی ہے
جسپر مین نے اعتراض کیا تہا یعنے آپ لوگ ہی تو یہہ بات کہتے ہین کہ جو جو صنعتین عالمِ غیب
سے ظہور پذیر ہو رہی ہین جنکو دانشمند لوگ کسی ناقص کی طاقت سے برتر سمجہہ کر ایک
صانع کامل اور قادر اور حکیم اور حیّ قیوم کی طرف منسوب کرتے ہین وہ تمام صنعت کے
کام بزعم آپ لوگون کے اُس خداوند کامل اور قادر کے ہاتہہ سے نہین نکلے بلکہ اُن مین
سے صرف جوڑنا جاڑنا اُسکا کام ہے اور باقی سب حکمت اور صنعت کے کام اور طرح
طرح کے خواص عجیبہ جو ارواح اور اجسام کی ذات مین پائے جاتے ہین وہ سب بقول
آپکے قدیم سے خود بخود چلے آتے ہین جنکا کوئی موجد اور خالق نہین اور نہ خالق کی اُن کو
کچہہ حاجت و ضرورت ہے سو آپکے اِسی عقیدہ پر مین معترض ہوا تہا اور اِسی وجہ سے مین
نے آپکو جواب لکہنے کی تکلیف دی تہی کہ جس حالت مین آپ نے رُوحون کے وجود کو
جن مین ایسی عجیب صنعتین اور خاصیتین پائی جاتی ہین جو اجمالی طور پر تمام دُنیا کے عجائبات
پر مشتمل ہین خود بخود بغیر حاجت پرمیشر کے مان لیا ہے ایسا ہی آپ نے اجسام کو اور
اُنکے تمام خواص کو جو اُن مین پائے جاتے ہین خود بخود تسلیم کر لیا ہے تو پہر صرف جوڑنے

جاڑنے کے لئے جو ایک ادنی کام ہے کیون پرمیشر کے وجود کی ضرورت ٹھہری سو آپ سوچین
کہ کیا اِس سوال کے جواب مین یہی لکہنا مناسب تہا جو آپ نے لکہا مین متعجب ہون کہ
آپ اِس سوال کے جواب پر کس غرض اور کس خیال سے یہہ بحث لے بیٹھے کہ ایک دانہ گندم
یا باجرہ بھی کوئی دوسرا شخص بغیر پرمیشر کے نہین بنا سکتا مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر
کوئی دوسرا شخص گندم یا باجرہ کے دانہ بنانے سے عاجز ہے تو کیا ایسا شخص اُن عجائب
حکمت وصنعت کے کام کرنے پر قادر ہو سکتا ہے جو رُوحون مین پائے جاتے ہین پہر جس
عالت مین کوئی شخص اُن عجائب حکمت وغرائب صنعت کے کامون پر جو روحون یا اجسام
مین پائے جاتے ہین مقابلہ کرنے کی قُدرت وطاقت نہین رکھتا تو پہر اگر آپ تالیفِ اجسام
یعنے خدا تعالیٰ کے جوڑنے جاڑنے کو بوجہ بے نظیر ہونے اُس فعل کے صانع کے وجود
کی دلیل ٹھہراتے ہین اور اِسی دلیل سے یعنے تالیفِ اجسام سے ایک مؤلف کی ضرورت
سمجھتے ہین تو پہر رُوحون مین بھی بوجہ اولی آپکو ماننا پڑیگا کہ اُس جگہ بھی ایک موجد کی
ضرورت ہے کیونکہ جب دو چیزین ایک ہی صورت اور شکل کی ہون تو جو احکام ایک پر
صادر ہون وُہی احکام دُوسرے پر بھی صادر کرنے پڑینگے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور
جب ایک جگہ آپ اِس بات کو روا رکہہ لین گے کہ اگرچہ یہہ کام بے نظیر اور انسانی طاقتون
سے بالاتر ہے مگر پہر بھی خود بخود ہے اور پرمیشر کے بنانے کی اِسمین ضرورت نہین پڑی تو
پہر اُسی صورت اور شکل کے کام کی نسبت دوسری جگہ آپ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ اِسمین
پرمیشر کی خواہ نخواہ ضرورت پڑ گئی ہے یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ اگر پرمیشر کے وجود کی
ضرورت ہے تو دونون طور کے کامون مین ہوگی نہین تو اُن مین سے کسی کام کے لئے بھی
اُسکی ضرورت ماننی نہین چاہئیے یہہ کیسا مکابرہ ہے اور کس قسم کی منطق ہے کہ آپ تالیف
اجسام مین تو یہہ دعویٰ کرتے ہین کہ جو کچھ خدا تعالیٰ سے جوڑنا جاڑنا ظہور مین آیا ہے وُہ
بے نظیر ہے اور انسان اُسکی مثل بنانے پر قادر نہین اِس لئے اُس تالیف سے ایک مؤلف

کی ضرورت ثابت ہوتی ہے لیکن جب آپکی خدمت مین یہہ عرض کیا جاتا ہے کہ وُہی بے
نظیری اور انسانی طاقتون سے بالا تر ہونا اُن عجائبات قدرت مین بھی پایا جاتا ہے جو
روحون مین ہین تو تب آپ اُس طرف سے مُونہہ پھیر لیتے ہین اب کوئی آپکی اِس سمجھہ پر
رووے یا ہنسے کہ آپ دو چیزون کے مشترک استحقاق کو دیکھہ کر ایک چیز کو پرمیشر کی مصنوعیت
سے باہر رکھہ لیتے ہین اور دوسری چیز کو جو ایک ادنی اور عارضی کام ہے اپنے پرمیشر پر
لگا دیتے ہین مگر ایسا کبھی نہین ہو سکتا اور کسی طور کی حجّت آپکے اِس مطلب کی تائید نہین
کر سکتے کہ تمام عالم مین سے آدھا دھڑ خود بخود اور آدھا پرمیشر کا محتاج ہے ۔ اور یہہ جو مین نے
ابھی لکھا ہے کہ اجسام کو جوڑنا جاڑنا ایک ادنی کام ہے یہہ مین نے اِس لئے لکھا کہ درحقیقت
جوڑنے جاڑنے سے کوئی نئی خوبی حاصل نہین ہوتی بلکہ وُہی خواص ارواح و اجسام جو
روحون اور جسمون مین چھپے ہوئے تھے کھلے کھلے طور پر نظر آجاتے ہین جیسے ایک تصویر کو
جب ایک مصفّا شیشہ کے اندر رکھا جائے تو نہایت صفائی اور خوبی سے نقوش اُس تصویر
کے ظاہر ہو جاتے ہین سو یہہ بات ہرگز نہین ہے کہ تصویر کو آئینہ مین رکھنے سے خود آئینہ
کوئی ایسا نقش اُسمین زیادہ کر دیتا ہے جو پہلے اُسمین موجود نہ تھا بلکہ وُہی نقوش جو
پہلی تصویر مین موجود تھے اور مصوّر کے ہاتھہ سے نکلے تھے اُنہین کو آئینہ نہایت عمدگی
اور صفائی سے نمایان کر دیتا ہے سو مین کہتا ہون کہ اگر اجزاء صغار اجسام مین بطور خود
وہ کشش اتصال کی خاصیت نہ ہوتی جس سے وہ اکٹھے رہ سکتے ہین تو آپکا پرمیشر جو خالق
اشیاء و خواص اشیاء نہین ہے کیا کر سکتا تھا اور اگر آفتاب کے باریک ٹکڑون مین
جو بقول آپکے خود بخود ہین اپنی ذات مین ہی روشن رہنے کی خاصیت نہ پائی جاتی
تو کیونکر اور کس قوّت سے پرمیشر اُن سب کو اکٹھا کر کے نیر اعظم بنا لیتا سو جاننا چاہئے کہ
اگر خدائیتعالی مین ایجادی قدرت نہین یعنے اُس نے تمام چیزون اور اُنکے خواص کو عدم
محض سے پیدا نہین کیا تو صرف بعض بعض ترکیبین لگا کر خواص موجودہ سابقہ سے کام

لینا کوئی بڑی بات نہین انسانون مین سے بھی تو صنّاع لوگ اپنے علم خواص کے مطابق طرح طرح کی ترکیبین اور صنعتین نکالتے رہتے ہین* ہان صرف اتنا فرق ہے کہ جسکو علم خواص اشیاء زیادہ ہوا اُس نے زیادہ ترکیبین نکالین اور جسکو کم ہوا اُس نے کم نکالین بہرحال بنی آدم نے بھی بلاشبہ حیرت ناک کام کر دکہائے ہین اور جہان کہین اُنکو کوئی خاصہ جدیدہ اشیاء مادّی اور اُنکی اشکال و اوضاع یا اُنکے باہم اختلاط و امتزاج کا مِل گیا ہے وہین اُنہون نے اُسی ذریعہ سے کوئی کل یا آلہ بنا ڈالا ہے چنانچہ سارا جہان انسان کی عجیب عجیب دستکاریون سے بہرا ہوا نظر آتا ہے اگر تم گہر مین بیٹھے ہوئے اپنے گہر کی تمام ضروریات واسباب خانہ داری پر نظر ڈالو اور جائیداد غیر منقولہ سے لیکر ایک ایک چیز منقولہ پر نظر اُٹھا کر دیکھو تو تمہین معلوم ہوگا کہ وہ سب چیزین جو تمہارے اُمور معیشت مین کام آتے ہین انسان کی دستکاریان ہین ایسا ہی بری و بحری سفرون مین جو کچھ انسان نے اپنی فکر و غور سے

حاشیہ اتبک دانشمند لوگون نے کچھ کچھ خواص ارواح و خواص اجسام و اوضاع پر اطلاع پاکر اور علوم طبعی و ہندسہ سے مدد لیکر صدہا عمدہ عمدہ شکلین و ترکیبین نکالی ہین اور جیسے جیسے انسان کا علم وسیع ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ صنعت سازی مین یدطولی حاصل کرتا جاتا ہے۔ ریل کا بخاری طاقت سے چلانا تار کا بنانا چہاپہ کی ترکیبین ایجاد کرنا کیسی کیسی مفید صنعتین ہین جن سے گویا تمام بنی آدم کو فائدہ پہنچ رہا ہے ایسا ہی انسان نے دوسرے چہوٹے چہوٹے کامون مین صدہا طور کی کلین ایجاد کرلی ہین ہر قسم کی عمدہ عمدہ گہڑیان جو خود بخود وقت بتلاتی ہین۔ سینے کی مشین۔ آٹا پیسنے کی کل۔ کپڑا بننے کی کلین۔ برف بنانے کی کل۔ دودہ مین پانی کی آمیزش شناخت کرنے کا آلہ۔ بجلی کا صندوقچہ۔ خود بخود چلنے والا پنکہا۔ طاؤس جو چابی دینے سے مثل زندون کے چلتا اور پہرتا اور ناچتا ہے۔ مرغی کرک جو کنجی دینے سے چلتی ہے۔ بکرا و کتّا جو کنجی دینے سے چلتا ہے۔ باجہ دار کرسیان جنکو کنجی دیکے

صفتین ایجاد کی ہین وہ سیّاحون اور واقف کارون پر پوشیدہ نہین ہے اب ہمارا مطلب یہہ ہے کہ اگر ہندؤن کے پرمیشر مین بھی صرف اتنی ہی خوبی ہے کہ مادّی وغیر مادّی اشیا کے خواص جو اُسے معلوم ہین اُنہین مین دست اندازی کرکے اور بعض اشیا کو بعض سے جوڑکر صفتین لگاتا ہے تو یہہ کچھہ بڑی بات نہین اور اِس صورت مین تو ہمین اُسکی ساری خُدائی کی حقیقت معلوم ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ اُسمین اور انسان مین صرف علم کی کمی بیشی کا کچھہ فرق ہے اور ممکن ہوگا کہ انسان بھی اپنے معلومات مین ترقّی کرتا کرتا کسی وقت پرمیشر ہی بن جاوے۔ جس حالت مین شہد کی مکّھی مین ہی یہہ ہنر پایا جاتا ہے کہ وُہ ایسی عقلمندی سے شہد بناتی ہے کہ کوئی انسان اُسکی نظیر بنانے پر قادر نہین پھر اگر

بقیّہ حاشیہ

سے چند عرصہ تک باجہ بجتا رہتا ہے ایسا ہی صدہا اور کلین چھوٹی بڑی ہین جو حال کے صناعون نے طیار کری ہین اور بمبئی اور کلکتّہ اور اکثر دیگر مقامات مین سوداگرون کی دوکان پر بکتی ہین اور یوروپ کے اکثر کاریگر دانتون کی جگہ دانت اور آنکھہ کی پُتلی کی جگہ آنکھہ کی پُتلی اور ٹانگون کی جگہ ٹانگ اور بالون کی جگہ مصنوعی بال لگا کر گذارہ چلا دیتے ہین۔ بعض حکیمون نے چاند بنا کر اور چڑھا کر محدود حد تک اُس کی روشنی سے کام لیا ہے بعض نے پرند بنا کر کُنجی دینے سے ایک حد تک اُنہین اوڑا کر دکھلا دیا ہے اور بعض نے مینہہ برسنے کی ترکیب نکالی اور کسی حد کے اندر اندر مینہہ برسا دیا ایسا ہی قسم قسم کے پھول اور پھل اور موتی و دیگر جواہرات ایسے بنائے گئے ہین جو دیکھنے والون کو حیران کردیا ہے اور ابھی انسان کی صافعہت کی کچھہ انتہا نہین۔ کیونکہ وُہ ترقّیات غیر محدود کے لئے پیدا کیا گیا ہے جن کی تحصیل کے لئے وُہ فطرتاً مشغول ہے۔

منہ

ہندؤون کے پرمیشر مین ایجادی قدرت نہین تو اگر اُس شہد کی مکہی کی طرح صرف جوڑنا جاڑنا اُسکا بے نظیر ہی ہوا تو بہلا یہہ کیا کمال ہوا - اِس جگہ کوئی انجان یہہ وہوکا نہ کہائے کہ آریہ سماج والے تو اِس بات کو مانتے ہین کہ گو پرمیشر پیدا کرنے پر قادر نہین لیکن وُہ اجسام اور ارواح کے جوڑنے جاڑنے سے طرح طرح کی مفید چیزین تو بناتا ہے جیسے اُس نے چاند بنایا سورج بنایا زمین کو عمدگی سے بچہایا انسان کو آنکہین دین کان دیئے قوتِ ناطقہ شامہ بخشی سو کیا ایسے ایسے عجائب کامون سے اُسکی قدرت ثابت نہین ہوتی اِسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ سب کچہہ علمی وسعت پر موقوف ہے ایجادی قدرت جو کسی شیئے اور اُسکے خاصہ کو عدم سے پیدا کرنے کو کہتے ہین وُہ اِسی قدر فعل سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتی بلکہ وُہ تب ہی ثابت ہوتی ہے کہ جب ساتہہ اُسکے یہہ بھی تسلیم کیا جائے کہ خدا تعالیٰ صرف اشیا کا جوڑنے جاڑنے والا نہین بلکہ وُہ اُن تمام اشیاء اور اُن کے جمیع خواص کو پیدا کرنے والا بھی ہے کیونکہ اگر ایسا تسلیم نہ کیا جائے اور خدا تعالیٰ کا صرف اسی قدر اختیار و اقتدار سمجہا جائے کہ وُہ بعض اشیاء کو بعض سے پیوند کرکے اُن کے اصلی خواص کو متجلّی کرکے دکہا دیتا ہے تو اِس سے صرف اُسکے معلومات کی فراخی ثابت ہوتی ہے نہ قادریت کاملہ وجہ یہہ کہ جب جمیع اشیاء خود بخود قدیم سے موجود مان لی جائین تو ساتہہ ہی یہہ بھی ماننا پڑیگا کہ اُن اشیاء کے خواص ہی جو بحالت بساطت مخفی طور پر اُن مین پائے جاتے ہین یا بحالت ترکیب کُہلے کُہلے طور پر اُن سے ظہور مین آتے ہین وُہ بھی سب قدیم ہی ہین گو ہم اُن پر اطلاع پائین یا نہ پائین - مثلاً خدا تعالیٰ نے جو آنکہون کو نہایت عجیب طور سے بنایا ہے سو اِسمین یہہ خیال نہین ہوسکتا کہ آنکہون کی صرف مجموعی ترکیب کے پیدا ہونے کے بعد خاصہ رویت اُس مین پیدا ہوگیا ہے بلکہ صحیح فلاسفی اِس مین یہہ ہے کہ جو کچہہ مجموعی ترکیب مین رویت پیدا ہونے کا نتیجہ نکلا ہے وُہ نتیجہ مخفی طور پر اُن تمام اجزا مین پایا جاتا تہا جو تیجے سے رطوبات و طبقات اور

عصبہ مجوفہ وغیرہ کی شکل پر متشکل ہوگئے جنکو آریہ لوگ قدیم اور انادی اور پرمیشر کے دستِ قدرت سے بالاتر خیال کرتے ہین چنانچہ اِس بات کو پنڈت دیانند صاحب بھی اپنے وید بہاش مین مانتے ہین اور اپنا اعتقاد یہی ظاہر کرتے ہین کہ نیستی سے ہستی کبھی نہین ہوتی جو ہے وُہی ظہور مین آتا ہے اور جو نہین وُہ کبھی ظہور مین نہین آسکتا پس اِس جگہ اُنہون نے آپ ہی تسلیم کر لیا ہے کہ ترکیب اشیاء یعنے جوڑنے جاڑنے مین کوئی ایسی نئی بات پیدا نہین ہوتی جو پہلے نیست محض ہو اور پھر نیستی سے اُسکی ہستی ہوگئی ہو بلکہ وُہی خواص قدیمہ ظہور مین آتے ہین کہ جو اوّل ہی سے الگ الگ جُزون مین مخفی طور پر موجود تھے۔ اب جبکہ یہہ ثابت ہوگیا کہ ترکیبِ اشیاء مین اُنہین خواص کا ظہور و بروز ہوتا ہے جو پہلے ہی سے الگ الگ ہونے کی حالت مین اُن اشیاء مین چھپے ہوئے ہوتے ہین تو اِس صورت مین ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اگر مثلاً پرمیشر نے انسان کے جسم کی آنکھہ بنائی اور جو اجزاء کارآمد آنکھہ کے الگ الگ موجود تھے اُنہین ایک جگہ اکٹھا کرکے کام لیا تو ایسے بنانے مین اُسکی کونسی بڑی بھاری خوبی ثابت ہوگئی کیونکہ در اصل سب اجزاجن سے آنکھہ بن سکتی تھی پہلے ہی سے موجود تھے ہان ظہور اُس خاصیت کا اِس خاص ترکیب اور وضع پر موقوف تھا سو پرمیشر نے اپنے علمی وسعت سے اُس خاص وضع و شکل پر اطلاع پاکر اُس خاصۂ قدیم کو جو بغیر حاجت پرمیشر کے پایا جاتا تھا ظاہر کرکے دکھلا دیا پس اگر پرمیشر کا اتنا ہی منصب اور اسی قدر اُس مین لیاقت ہے کہ وُہ خواص اشیاء پر وسیع اطلاع ہونے کی وجہ سے تراکیب مختلفہ مین اُن خواص کو ظاہر کرتا رہتا ہے تو اُس مین اور دوسرے صنّاعون مین کونسا بڑا فرق رہا صرف اتنا ہوا کہ وُہ کچھہ ہنر مین زیادہ اور دوسرے اُسکے چھوٹے بھائی ہوئے۔

قولہٗ۔ رہا مادّہ سو وُہ چیز ہے جسکو ہندی مین جڑ پدارتھہ کہتے ہین جس مین ارادہ یا طاقت بلنے جلنے کی نہین غرض دونون چیزین (رُوح و مادّہ) جو دُنیا مین موجود ہین جنکو مرزا

صاحب نے ایک دھریہ کی طرف سے پیش کیا تھا ایسی ثابت ہوئین کہ مرزا صاحب کے جوڑنے جاڑنے سے بالکل عاجز و بے خبر ہین اور انادی ہونے کی صورت مین خود بخود اُنکا جوڑ جاڑ نہین ہوسکتا سو اس سے کسی تیسرے بڑی شان والے اور جوڑنے والے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے وُہ وہی ہے جسکو مین سچدانند سروپ اور مرزا صاحب خدا تعالیٰ کہہ رہے ہین۔

اقول اے ماسٹر صاحب آپکی سمجھ اور فہم کی نسبت کیا کہون اور کیا لکھون۔ کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے۔ تھکے بھی ہم پھر جگا جگا کر۔ صاحب من میرا سوال تو یہہ تھا کہ جس حالت رُوح اور جسمی مادّہ جن کے ذاتی خواص سے فلسفہ مین کتابین بھری پڑی ہین بقول آپ لوگون کے خود بخود ہین تو پھر دوسری چیزین جو اپنی مصنوعیت مین روح اور مادہ کے عجائب اور پُر حکمت وجود سے کچھہ زیادہ نہین ہین کیون محتاج صانع سمجھے جائین آپ اسکا جواب دیتے ہین کہ جوڑنا جاڑنا بجز پرمیشر کے خود بخود نہین ہوسکتا تو گویا آپکا یہہ مذہب ہوا کہ پیدا ہونا بجز خدا کے خود بخود ہوسکتا ہے مگر جوڑنا جاڑنا بغیر اُسکے ممکن نہین سو اسی مذہب پر مین اعتراض کر رہا ہون۔ مین آپ سے پوچھتا ہون کہ کیا بڑا بھارا کام پیدا کرنا ہے یا جوڑنا ظاہر ہے کہ پیدا کرنا ہی بڑا بھارا کام ہے سو جب آپ لوگون کی عقل عجیب نے اِس بات کو روا رکھہ لیا کہ تمام ارواح و مواد معہ جمیع خواص و عجائبات اپنے کے بغیر پیدا کرنے کسی پیدا کنندہ کے خود بخود قدیم سے ہین تو آپ پر لازم آتا ہے کہ آپ بعض اشیاء کا بعض سے خود بخود جوڑے جانا بھی روا رکھہ لین کیونکہ جوڑنا جاڑنا اصل ایجاد اشیاء کی نسبت ایک ناکارہ کام ہے سو وُہ بوجہ اولیٰ خود بخود ہونا چاہئیے میرا تو یہہ مذہب نہین ہے کہ جوڑے جانا یا پیدا ہونا خود بخود ہوسکتا ہے تا مجھے آپ بار بار کہین کہ کوئی دانہ گندم یا دانہ باجرہ ہی بنا کر دکھلاؤ مین تو آپ کے ہی مذہب پر رو رہا ہون کہ جس حالت مین ایک دانہ گندم یا ایک دانہ باجرہ نہ خود بخود بن سکتا ہے نہ اُس کو

کوئی دوسرا بنا سکتا ہے تو کروڑہا اور بے شمار روحین اور بے شمار جسم کے ٹکڑے کیونکر خود بخود سمجھے جائیں آپ سوچ کر دیکھہ لین کہ آپ نے اتنے ورق تو سیاہ کئے مگر ان چیزوں کے خود بخود ہونے پر دلیل کونسی پیش کی اور جبکہ آپ نے کُل پر حکمت وجود دن کا جو عالم مین پائے جاتے ہین خود بخود بغیر ایجاد پرمیشر کے ہونا بغیر دلیل کے مان لیا ہے تو پھر یہی فتویٰ تالیف اجسام یعنے جوڑنے جاڑنے پر کیون نہین لگایا۔ بے شک واقعی امر تو یہی ہے اور کسی عقلمند کا دل اِس بات سے انکار کرنے کی طرف مائل نہین کہ خدائے تعالیٰ کے کام بے نظیر ہین مگر آپ لوگ کب اُنہین بے نظیر سمجھتے ہین۔ آپ لوگون کے وید پر یہہ بات سیاہ سے سیاہ دہبہ سے بڑھ کر ہے کہ جو ذات کُل فیضون کا مبدء ہونا چاہیئے اُس کو ایسا گھٹاتے گھٹاتے نکمّا کر دیا کہ بس خاک مین ملا دیا۔ سو چو اے آریہ صاحبو سوچو ا کیا آپ لوگون مین سے کوئی بھی ایسی روح نہین کہ جو ذرہ دلکو آلائش تعصب سے پاک کر کے سوچے۔ اِس سوال پر غور کرو کہ وُہ چیز جسے ربوبیت کہتے ہین وُہ کیا ہے ؟ اِس بات کو ذرہ دل لگا کر جانچو کہ خدا کس بات کا نام ہے ؟ قوم کیا ہے برادری کیا چیز ہے کوئی کسی کا نہین آؤ خدا سے ڈرو اور ایسی باتین مُونہہ پر مت لاؤ جن مین اُس بے انتہا طاقتون والے کی توہین ہے کیا تمہین یہہ بات کہتے کچھہ بھی شرم نہین آتی کہ ہماری روحین بھی بلکہ ہمارے جسم کا ذرّہ ذرّہ پرمیشر کی طرح خود بخود ہی حق ظاہر ہو گیا اور مخلوق ہونے کی تم پر ڈگری ہو چکی اب خُدا کا بندہ ہونے سے مرت ہیا گو۔

قولہٗ۔ کوئی دہریہ یہہ عُذر پیش کر سکتا ہے کہ جوڑنا جاڑنا پرمیشر کی طرف سے نہین بلکہ اتفاقی طور سے ہو گیا ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اتفاقی طور پر خود بخود باہم ملجانا پرکرتی کا سبھاؤ نہین ہے کیونکہ اُسمین حرکت کرنے کی طاقت نہین رہی یہہ اگر اتفاقی طور پر مل سکے تو کہین اسکا نمونہ ظاہر ہونا واجب ہے اور اگر لوگ موجودہ طریقہ ہی اپنا ثبوت پیش کرین (یعنے یہہ کہین کہ پرمیشر کو جوڑتے جاڑتے کس نے دیکھا ہے جو کچھہ ہو رہا ہے طبعی

طور پر خود بخود ہو رہا ہے سو یہی نمونہ کے لئے کافی ہے) اسکا جواب یہہ ہے کہ گو پرمیشر کو جوڑتے جاڑتے کسی نے نہین دیکہا مگر اتفاقی طور پر ملنے والی چیزون مین انتظام اور کاریگری اور تعلقات ضروریہ نہین ہوا کرتے جواب موجود ہین لہذا ثابت ہے کہ ان چیزون کا جوڑے جانا خود بخود نہین بلکہ انکا جوڑنے جاڑنے والا بڑا منتظم کامل قدرت والا ہے۔

اقول۔ ناشر صاحب آپ دہریہ یعنے خدا تعالی کے منکرون سے کیون جہگڑا لے بیٹھے درحقیقت آپ لوگ تو تمام ارواح اور اجسام کے ذرہ ذرہ کی نسبت یہی مانتے ہین کہ انکا وجود اتفاقی طور سے ہے یہہ نہین کہ کسی وقت پرمیشر نے انکو پیدا کیا ہے سو جبکہ آپ نے روحون اور اجسام کے ذرہ ذرہ کا ہونا خود ہی اتفاقی طور سے مان لیا تو پہر آپ تو دہریون کے ایسے مددگار ہوئے جنکا انہین شکر کرنا چاہئے تو پہر ان سے جہگڑا کرنے کا کیا موجب اور بحث مباحثہ کی کیا وجہ۔ یار صادق اور دوست موافق سے بہی کوئی لڑتا جہگڑتا ہے ؟۔

کسی کتاب مین لکہا ہے کہ ایک شخص ایک جگہ سے زنا کرکے یا شراب پیکر نکلا اور نکلتے ہی اس نے شیطان پر لعنت بہیجی شیطان بہی اسوقت پاس کہڑا تہا اس نے بہت محبت اور نرمی کی راہ سے کہا کہ اے بہائی تو تو درپردہ بکلی میرے موافق اور میرا مددگار اور فرمان بردار اور میری مرضی کے موافق کام کرنے والا ہے تو پہر کیا وجہ کہ بظاہر میرے پر لعنت بہیجتا ہے اور مجہہ سے ناراض ہوتا ہے اسی طرح آریہ سماج والون کی حالت ہے کہ درحقیقت وہ لوگ دہریہ مذہب پہیلانے کے لئے بڑی کوشش کر رہے ہین اور ان کوششون کے لحاظ سے دہریون کے بڑے لائق خدمت گذار انہین سمجہنا چاہئے لیکن بظاہر دہریون سے ناراض ہین یہہ ناراضگی اس قسم کی ہے جو ہم نے مثال مذکورہ بالا مین بیان کی ہے بہلا جس حالت مین جو بات دہریون کے عین مدعا اور مراد تہی یعنے کوئی چیز خدا کی پیدا کردہ نہین سب چیزین خدا کی طرح قدیم اور غیر مخلوق ہین وہ بات تو ان لوگون نے آپ ہی مان لی اور اپنے مذہب

بُنیاد قرار دی تو پہر باقی کیا رہ گیا اونٹ تو نکلا گیا اب اگر دم باقی رہ گئی ہے تو اُسکے اندر جانے مین کونسی مشکلات ہین ہان آپکو اپنے دہریون بہائیون سے بلکہ موجد حقیقی کے ماننے والون کے ساتہہ بحث کرنی چاہئیے اور اُنکو بطور مددگار لانا چاہئیے اور دیکہا بھی گیا ہے کہ بعض آریہ ناچار ہوکر دہریون سے مشورہ لیتے ہین تا کسی طرح خودبخود اور غیر مخلوق ہونے پر کوئی دلیل نکل آوے مگر اے ماسٹر صاحب آپ لوگ ہزار مخلوق ہونے سے کنارہ کش ہون ہم تو آپکو بندۂ خُدا بناکر چھوڑینگے آپ کب تک بہاگین گے اور کدھر بہاگین گے اور کہان جائین گے بہلا اس تقریر سے جو مقولہ تذکرۂ بالا مین آپنے کی ہے کونسا اثر ہمارے اعتراض پر پڑا بجز اُسکے کہ آپ اپنے ہی قول سے آپ ہی قائل ہو گئے کہ جن چیزون مین انتظام اور کارگیری اور تعلّقات ضروریہ پائے جاتے ہین وُہ خود بخود نہین ہوسکتین پس دیکہو اجزاء لایتجزی مین جن کو ہندی مین پرکرتی کہتے ہین) خاصیت کشش اتصال پائی جاتی ہے تب ہی تو بجز قسر قاسر کسی جسم کے اجزائے متفرق نہین ہوسکتے اور کشش اتصال تعلّقات ضروریہ کی جڑہ ہے۔ کیونکہ اگر جزلایتجزی یعنے پرکرتی مین قُوت کشش اتصال نہ پائی جاتی تو پہر جسم کے اجزاء مین باہمی تعلّقات پیدا ہونا اور بعض جُزون کا بعض سے مل جانا اور ملے رہنا ممتنع اور محال ہوتا۔ اور روحون کے وجود مین جسقدر صنعت صانع اور کارگیری پائی جاتی ہے وُہ تو ہم کسی قدر بیان کر چکے ہین اور آئندہ بھی انشاءاللہ کسی موقع پر بیان کرینگے۔ اور جیسے خُدا تعالیٰ نے اجزاء لایتجزی مین کشش اتصال رکہی ہے ایسا ہی روحون مین بھی قبولیت تعلق جسم کے لئے ایک قُوت اور استعداد رکہی ہے یعنے روحون مین بہی اجسام کی کشش اتصال کی طرح قبولیّت تعلّق جسم کی ایک قُوت پائی جاتی ہے جس سے وُہ بلا نفرت وکراہت جسم سے ایسے طبعی طور پر تعلّق پکڑ لیتے ہین جیسے ایک مُحب اپنے محبوب سے یا ایک عاشق اپنے معشوق سے تعلّق پکڑ لیتا ہے جس تعلّق کا صدمہ موت سے چھوڑنا اور مفارقت اختیار کرنا اُن پر

بالطبع شاق اور ناگوار گذرتا ہے سو یہہ انتظامی امر ہے جو حکیم مطلق نے روح اور جسم کے باہم ملانے کے لئے پہلے سے قائم کر دیا ہے اگر روحین اتفاقی ہوتین اور کوئی انکا پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہین تھی کہ بے شمار اور کروڑہا روحون مین سے کوئی بھی ایسی روح نہ پائی جاتی جو مناسبت تعلق بالجسم سے خالی اور اُسکے برخلاف ہوتی پھر اگر اتفاق سے یہہ مصیبت پیش آجاتی کہ پرمیشر کو سب روحین ایسی ہی ملتین جن مین قوت قبولیت تعلق جسم پائی نہ جاتی تو اس صورت مین پرمیشر کیا کر سکتا کس کاریگر کو کہتا کہ ان تمام روحون کو توڑ کر نئے سرے مجھے ایسی روحین بنادے جن مین تعلق بالاجسام کی قوت پیدا ہو جائے سو اب لیجئے وُہ سب باتین کاریگری و انتظام وغیرہ کے جو آپ نے ابھی بیان کی تھین وُہ روحون اور جسم کے ٹکڑون مین پائی گئین جس سے بقول آپکے واجب ہوا کہ اُنکا کوئی موجد ضرور ہو سو لو صاحب اب تو آپ پر اقبالی ڈگری ہو گئی۔

اخیر پر ہم آپکو یہہ بھی اطلاع دیدینا مناسب سمجھتے ہین کہ آپکا یہہ دعوی جو آپ کہتے ہین کہ اگر تمام ارواح اور جسمی مادّون کو معہ جمیع عجائب و غرائب خواص اُن کے کے خودبخود بغیر پیدا کرنے کسی پیدا کنندہ کے سمجھہ لین جیسے اصول آریہ سماج کا ہے یعنے یہہ خیال کرلین کہ ارواح و مواد اجسام معہ جمیع خواص اپنے کے خودبخود ہین تو اس سے اثبات صانع مین کوئی حرج عائد نہین ہو سکتا بلکہ جوڑنا جاڑنا جسکے آریہ سماج والے قائل ہین اثبات صانع کے لئے کافی ہے یہہ تقریر آپکی صاف ثابت کر رہی ہے کہ آپ مین فطرتی طور پر مادّہ ثبوت غیر ثبوت کی شناخت کرنے کا نہایت ہی کم ہے مین نے آپکی غلطی اقوال متذکرہ بالا مین کھول دی ہے دانشمند کے لئے تو اُسی قدر کافی ہے لیکن مین محض خیر خواہی کے رو سے آپ کو ایک نصیحت کرتا ہون کہ اگر آپکو بحث مباحثہ کا شوق ہے تو کسی سے ایک رسالہ منطق کا ضرور پڑھ لیجئے۔ یہہ کام مباحثات مناظرات کا بڑا نازک کام ہے اسکے انصرام کے لئے صرف جوش مذہبی کافی نہین ہے اتنا تو ہو کہ انسان دعوی اور دلیل مین فرق معلوم کر سکے اور بیہودہ

دعووٴن کو دلیل کے محل پر استعمال نہ کرے - بہلا خیال فرماوین کہ میرے اعتراض کے
جواب مین جو آپ نے لکھا ہے کہ گو ارواح و اجزاء صغار اجسام یعنے جیوٴ اور پُرکرتی اور
اُنکے تمام خواص اور تمام کاریگری کی باتین جو اُن مین پائی جاتی ہین وید کے رو سے
سب غیر مخلوق اور انادی ہین جنکو پرمیشر کا ہاتہہ بھی نہین لگا مگر تاہم فقط جوڑنے جاڑنے
سے پرمیشر کا پرمیشر ہن ثابت ہوتا ہے یہہ کس قسم کی تقریر ہے اگر اسکو قوانین استدلال
کی طرف رد کیا جائے تو کونسی شکل صحیح منطقی اس سے پیدا ہوسکتی ہے اگر کچہہ یاد ہے
تو بہلا بیٹہہ تو کرین ماسٹر صاحب آپکو یہہ بات بُری نہ لگے آپ مُدلّل غیر مدلّل کی شناخت
سے بکلّی بے خبر ہین آپکے مُونہہ سے کوئی معقول بات کیا خاک اُمید رکھین آپ تو خواہ
نخواہ اپنی قوم کو شرمندہ کررہے ہین تو ہم ہی روحون کے مخلوق ہونے پر شکل اوّل جو
بدیہی الانتاج ہے بنا کر سُناتے ہین اُس پر غور کرو اور اپنے بیجا دعووٴن سے باز آوٴ اور وہ
شکل یہہ ہے - موجودات عالم مین سے روحین ایسی چیزین ہین جن مین ہزارہا
عجائب قُدرت و حکمت پائے جاتے ہین - اور کُل ایسی چیزین عالم
کی چیزون مین سے جن مین عجائب قُدرت و حکمت پائے جائین -
اُنکا ایک موجد قادر و کامل و حکیم ہونا ضروری ہے نتیجہ یہہ نکلا کہ
رُوحون کا ایک موجد قادر و کامل و حکیم ہونا ضروری ہے - ثبوت مفہوم
صُغریٰ کا یعنے اس بات کا کہ موجودات عالم مین سے رُوحین ایسی چیزین ہین جن مین ہزارہا
عجائب قُدرت و حکمت پائے جاتے ہین اس طرح پر ہوتا ہے کہ نقیض اُسکی یعنے یہہ
کہ روحون مین کوئی اعجوبہ حکمت و قُدرت کا نہین پایا جاتا بدیہی البُطلان ہے اور دُنیا کی
ذی علم قومون مین سے کوئی قوم بھی اس بات کی قائل نہین کہ ارواح عجائبات قُدرت
و صنعت الٰہی سے خالی ہین بلکہ علم الٰہیات کے جاننے والے اس باریک صداقت تک
پُہنچ گئے ہین کہ دُنیا کی تمام مخلوقات مین جو خواص متفرقہ ہین وُہ سب روحون کے وجود

مین یکجائی طور پر پائے جاتے ہین پس صُغریٰ اس شکل کا نہایت بیّن الثبوت ہے۔ ثبوت کُبریٰ کا یعنے اس قضیہ کا جو کُل ایسی چیزین عالم کی چیزون مین سے جن مین عجائب قُدرت وحکمت پائے جائین اُنکا ایک موجد قادر وکامل وحکیم ہونا ضروری ہے اس طرح پر ہے کہ اگر بعض چیزین عالم کی چیزون مین سے جو عجائب قُدرت وحکمت سے بھری ہوئی ہین ایسی بھی ہون جنکا کوئی موجد ہونا ضروری نہین تو پھر کسی چیز کو کسی موجد کی ضرورت نہین رہیگی کیونکہ اس بات کی صحت پر کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی کہ ہم ایسی چند چیزون مین سے کہ اپنی وجوہ احتیاج موجد مین بکُلّی ہمرنگ اور مساوی ہین بعض چیزون کو بلادلیل مُستغنی عن الموجد قرار دیدین اور دوسری بعض چیزون کو بلادلیل اپنے وجود مین موجد کی محتاج سمجھ لین بلکہ ہم پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عالم کی چیزون مین سے کسی ایک چیز کی نسبت بھی یہہ حکم دین کہ وہ باوجہ پُر حکمت کامون کے جو اُسکے وجود مین پائے جاتے ہین کسی موجد کی محتاج ہے تو یہی حکم اُسکے باقی ہمشکل چیزون کی نسبت بھی جو عالم مین پائی جاتی ہین صادر کرین ورنہ ترجیح بلامرجح لازم آئیگی پس بالضرورت شکل ہذا کے کُبریٰ کا مفہوم بھی سچا ماننا پڑا جس سے صداقت اس نتیجہ کی کھُل گئی کہ رُوحون کا ایک موجد کامل وقادر وحکیم ہونا ضروری ہے اور یہی مطلب تھا۔ جاننا چاہئے کہ یہہ دلیل مخلوقیت ارواح دہریہ کے مقابل پر نہین بلکہ آریہ سماج والون کے مُلزم اور لاجواب کرنے کے لئے ہے کہ جو عالم کے ہمرنگ وہم خاصیت چیزون مین سے بعض کو جو صرف جوڑنا جاڑنا ہی ایک صانع قادر وحکیم کا فعل خیال کرتے ہین اور بعض دیگر کو جو اُس فعل سے بڑھ کر قُدرت وحکمت الٰہی پر دال ہے مصنوع اور مخلوق ہونے سے باہر سمجھتے ہین لیکن دہریہ کے مقابل پر الگ دلایل ہین جو ہماری کتاب براہین مین اپنے موقع پر مندرج ہین اس جگہ تو صرف آریہ سماج والون کو اُنکی مُونہہ زوری پر مُتنبہ کرنا ہے + کہ وہ کیسے طریقہ مستقیمہ

+ **حاشیہ** اس جگہ اگر کوئی آریہ بطور نقض کے یہہ عذر پیش کرے کہ خود خدا تعالیٰ کی ذات

دلائل منطقیہ سے بے راہ چل رہے ہین اور وید کی محبت مین ایسے مست و مدہوش ہوگئے
کہ خداداد عقل اور فہم کو یک لخت کھو بیٹھے مگر انہین یاد رکھنا چاہئے کہ اب وید پر
چلنے چلانے کا زمانہ نہین ہے اب ان باتون پر زور دینے سے کہ ہم قدیم سے خودبخود
ہین ہمارے روحون اور ہمارے جسمی مادہ کا کوئی رب نہین جلد تر وید پر وبال آئیگا
حال کی ذرّیت ایسی موٹی عقل کی نہین کہ اُن کو ان تعلیمون پر طفل تسلّی دے سکین

بقیہ حاشیہ

بہی عجائب قدرت وحکمت پر مشتمل ہے تو کیا اُسکے لئے بہی کسی موجد کی ضرورت ہے
اسکا جواب یہی ہے کہ ہم ابہی شکل اوّل کے دونون مقدّمات مین جن سے مخلوقیت
روحون کی ثابت ہوتی ہے موجودات کے لفظ کو اسی لحاظ سے عالم کے لفظ سے
مشروط اور مقیّد کر چکے ہین یعنے موجودات عالم کا لفظ لکہہ کر اس بات کی
طرف اشارہ کر چکے ہین کہ یہہ دلیل فقط موجودات عالم کے متعلق ہے یعنے اُن
چیزون کے متعلق ہے جو عالم مین داخل ہین لیکن خدا تعالٰی عالم سے باہر ہے اور
خدا تعالٰی کی نسبت ایسا خیال کرنا کہ اُسکی ذات مین بہی طرح طرح کی طاقتین اور
قوّتین اور عجائب صفتین پائی جاتی ہین اس لئے اُسکا بہی کوئی موجد چاہئے یہہ خیال
انہین لوگون کے دلون مین اُٹہتا ہے جنکو معرفت الٰہی سے ایک ذرّہ بہی حصّہ نہین
کیونکہ خدا تعالٰی کے وجود کی نسبت یہہ تو پہلے ہی سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ ایک ایسا
وجود ہے کہ جسکی ذات اور ذاتی طاقتین اور قوّتین اور کامل صفتین غیر محدود اور
غیر متناہی ہین جو کسی تحدید اور کسی دائرہ عقلی یا قیاسی یا وہمی مین نہین آسکتین
اور یہہ بہی ابتدا ہی سے قبول کیا جاتا ہے کہ اُسکا وجود سب وجودون پر غالب
اور سب وجودون سے افضل اور سب وجودون سے اوّل اور اُسکی طاقتین سب
طاقتون سے بڑہ کر ہین اور اُسکی قوّتین سب قوتون سے زیادہ تر اور اُسکی کامل

کہ بغیر دخل مالک الملک کے تمام رُوحین اور ذرّہ ذرّہ اجسام کا خود بخود قدیم سے چلا آتا ہے بلکہ وُہ تو پورا پورا فیصلہ کرلین گے یا تو اپنے باپ دادون کے خیالات کو کسی ٹھکانہ لگا کر ٹھیک ٹھیک دہریہ بن جائینگے اور یا اگر سعادت مند ہوئے تو رب العٰلمین پر ایمان لائین گے اور اپنی مخلوقیّت کا اقرار کرلین گے مگر دونون صورتون مین وید کے پنجہ سے نکل جائین گے وُہ وقت گذر گئے جب لوگ وید کے کہے کہائے سے چاند سورج کی

بقیّہ حاشیہ

صفتین سب صفتون سے اکمل اور اتم ہین اور یہہ بجائے خود ثابت کیا گیا ہے کہ تمام ایسے وجودون کے لئے جو محدود اور مقیّد اور ناقص اور ناتمام ہین ایک ایسے وجود کی ضرورت ہے جسکو من کل الوجوہ کمال تام ہو اور حدود اور قیود سے پاک اور برتر ہو۔ پس جبکہ اُسکو کامل تام اور غیر متناہی اور غیر محدود اور سب برترون سے برتر مان لیا گیا اور تمام ناقصون کا مبدء فیوض اُسکو ٹہرایا گیا تو پھر اُسکی نسبت یہہ خیال کرنا کہ اُسکا بھی کوئی موجد ہونا چاہئے یہہ نہایت درجہ کی وحشیانہ جہالت اور بُرے طور کی نادانی ہے کیونکہ اگر وُہ کسی اور موجد کا محتاج ہے تو پھر وُہ اِس صورت مین نہ کامل رہ سکتا ہے نہ غیر محدود حالانکہ اُسکی خُدائی کے لئے یہہ شرط ضروری ہے کہ اُسکو کمال تام حاصل ہو اور اُسکی ذات حدود اور قیود سے منزّہ اور پاک ہو غرض اِس بات کا قایل ہوکر کہ وُہ غیر متناہی اور سب طاقتون سے بڑہ کر اور کامل تام ہے پھر یہہ خیال کرنا کہ با این ہمہ اُسکو کسی موجد کی بھی ضرورت ہے گویا نقیضین کو جمع کرلینا ہے کیونکہ جب پہلے ہی اُسکی ذات پر ایمان لانے کے وقت صحت ایمان اِسی بات پر موقوف ہے کہ اُسکو اکمل واتم اور بے انتہا اور ہریک ضُعف اور نقصان سے خالی سمجہا جائے تو پھر یہہ خیال کہ اُسکا کوئی موجد ہونا چاہئے اُس صفت ایمان سے بکلّی انکار اور کنارہ کشی ہے۔ اور نیز یہہ بھی ظاہر ہے کہ

پوجا کرتے تہے اور اگنی کے آگے ہاتہہ جوڑتے تہے اور ہندوستان کے تمام عجائبات کو معبود بنا رکہا تہا اب وید کا نیک وقت شائد اُس زمانہ مین آوے کہ جب پہر لوگ ویسی ہی موٹی عقل کے ہو جائین کہ جیسے وُہ وید کے زمانہ مین تہے مگر پہر اس تنگ و تاریک حالت کی طرف زمانہ کا پلٹا کہانا قرین قیاس نہین معلوم ہوتا اُس زمانہ مین بڑے بڑے بوڑہے پنڈت یہہ خیال کرتے تہے کہ کوہِ ہمالہ کے پرے اور کوئی ملک ہی نہین ہے

بقیہ حاشیہ

مخلوق کی نسبت خالق کا اعلیٰ ہونا لازم ہے اور جبکہ ہم اُس ذات اکمل واتم کو خدا کہتے ہین جس سے اعلیٰ کوئی نہین تو اُسکو خود بخود ماننا پڑا غرض انتہائی درجہ کا کامل خیال کرنا تحقق خدائی کے لئے واجب ہے اور انتہائی درجہ کے کمال کو خود بخود ہونا لازم پڑا ہوا ہے۔ یہہ قاعدہ کہ ہم پُر حکمت چیز کو دیکہہ کر جس مین طرح طرح کی عجائب صفتین پائی جاتی ہین ایک صانع حکیم کا ایجاد اُسکو سمجہتے ہین یہہ تو اُن اشیائے عالم سے متعلّق ہے جنکا ناقص ہونا اوّل ہم ثابت کر لیتے ہین اور جنکا محدود اور مقیّد ہونا اور اپنی تکمیل ذات کے لئے غیر کی طرف محتاج ہونا دلائل کاشفہ سے ہم پر کہل جاتا ہے تب جو جو کاریگری کے کام ایسے ناقص وجودون مین پائے جاتے ہین اُنکی نسبت بطور یقین اور قطع کے ہمین ماننا پڑتا ہے کہ اُن عجائب کامون کا کرنیوالا ضرور در پردہ موجود ہے جو قادر و حکیم و کامل ہے اور یہہ بہی ہر یک پر واضح ہے کہ ہم عالم کی چیزون مین سے جتنی چیزون کے وجود پر نظر ڈالکر ایک موجد کامل و قادر کا اُنہین محتاج پاتے ہین یا اُنکی نسبت حکم صادر کرتے ہین کہ اِن موجودات کا کوئی موجد چاہئیے وُہ سب ایسی چیزین ہین جو کسی نہ کسی طور سے بلاواسطہ یا بواسطہ ہماری نظر اور فکر کے آگے محسوس اور معلوم الوجود ہوتے ہین بجز ایک ذات پروردگار جلشانہٗ کے جو ہم اُسکے وجود کو بغیر ذریعہ وحی یا مصنوعات کے جو اپنے صانع پر دلالت کرتے ہین

اور یہہ اعتقاد کیا گیا تہا کہ چونکہ یہی تمام جائداد پرمیشر کی یہی آریہ دیس ہے اِس لئے پرمیشر کو اِس اپنی جاگیر سے بڑی محبّت ہے اور اُس نے ہمیشہ کے لئے آریوں کو ٹہیکہ دے رکہا ہے کہ ہمیشہ میرا کلام تم مین ہی اُتریگا سنسکرت میری زبان ہوگی آریہ دیس میرا دیس ہوگا اور وید میرا ہمیشہ کلام ہوگا اَوروں سے مجہے کیا غرض اور کیا واسطہ لیکن اِس زمانہ مین ایک دس برس کا بچّہ بہی کچہہ تہوڑا سا جغرافیہ پڑہ کر معلوم کرسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ

بقیہ حاشیہ اَور کسی طرح شناخت ہی نہین کرسکتے سو درحقیقت اُسکا وجود اَور چیزون کے وجود کی طرح معلوم التعیّن نہین تا اُسکے موجد اور تعیّن کنندہ کا خیال دل مین گذر سکے بلکہ وہ تمام مصنوعات پر غور کرنے کا ایک ضروری نتیجہ ہے جو اپنی ذات مین خیال اور قیاس اور گمان اور وہم سے بلند تر و برتر ہے۔ غرض اُسکا وجود اَور چیزون کی طرح نہین بلکہ اُسکے وجود سے مُراد وہ آخری وجود ہے جو تمام چیزون پر نظر ڈالنے کے بعد اُسکی ضرورت ثابت ہوتی ہے سو جس خاص طور سے اُسکا وجود تمام عالم کے اطوار شناخت سے الگ پڑا ہوا ہے وہی طور خاص اِس بات کو سمجہا دیتا ہے کہ اُسکے لئے موجد کا ہونا ممتنع اور خلاف عقل ہے اور بجز اُسی کی ذات کامل اور غنی مُطلق و غیر محدود کے اَور کسی چیز کو ہم ایسی نہین دیکہتے جو داغ نقصان اور احتیاج الی الغیر سے خالی ہو اور دوسری طرف ہم اُسکی غیر مین یہہ ہی دیکہتے ہین کہ کیا ارواح اور کیا اجسام اپنی ذات اور صفات مین طرح طرح کے پُر حکمت خواص اپنے وجود کے اندر رکہتے ہین اِس لئے ہمکو ایسے مصنوعات پر نظر ڈالکر بضرورت ماننا پڑتا ہے کہ کسی صانع قدیم و حکیم و قادر کامل کے ہاتہہ سے یہہ سب چیزین نکلی ہین لیکن خدا تعالیٰ کی نسبت جو اپنی ذات مین کامل اور احتیاج غیر سے منزّہ اور غیر محدود اور غیر متناہی طاقتون والا ہے یہہ خیال پیدا نہین ہوتے کیونکہ غیر متناہی سے بڑہ کر اَور کون ہوگا جو

کی زمین کیسی کیسی آبادیون پر مشتمل ہے اور کیونکر کروڑ ہا رنگا رنگ کی مخلوقات پردۂ زمین پر آباد ہو رہی ہے اور خدا تعالی نے کیسی اُنکو عقل مین فہم مین دُنیا مین دین مین آریون کی نسبت بہت زیادہ ترقیات بخشی ہین کیا اتنے بڑے جہان کا مالک ایک خسیس اور بخیل آدمی کی طرح ہمیشہ کے لئے ایک خاص ملک تک اپنے فیوض الہامی محدود رکہہ سکتا ہے پہر وہ الہام جسپر اسقدر ناز ہے یعنے وید عجیب قسم کا الہام ہے کہ اوّل سے

بقیہ حاشیہ اُسے پیدا کرنے والا ہوگا اس لئے عالم کی چیزون کے ساتہہ اُسکا قیاس نہین کیا جاتا بلکہ وہ تو لا یدرک ذات ہے جو تمام عالم کی چیزون پر نظر ڈالنے کے بعد ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے نہ احاطہ عقلی یا رویت کے طور پر سو جو اس طرح لا یدرک طور پر مانا گیا ہے اُسے کامل برتر از عقل و فہم کا نام خدا ہے سوائے اُسکے تمام موجودات کی ایجاد کی نسبت تو وہ اپنے الہام کے ذریعہ سے آپ دعویدار ہوگیا اور پاک مُلہمون کی روح مین ہوکر اُس نے کلام کیا کہ جو کچہہ نظر آتا ہے جو خالی نقصان سے نہین اُس سب کا موجد مین ہی ہون جو کامل ہون اور یہہ مُلہم لوگ ایسے نادر الوجود نہین جو صرف چار ہی ہون اور کوئی پانچوان نہ ہو بلکہ بے شمار ہوئے ہین اور آئندہ بہی ہمیشہ الہامات کا دروازہ کہلا ہوا ہے اور ہر یک شخص صراطِ مستقیم پر قدم مارنے سے جو قانون تحصیل مرضیات الہی ہے حسب دایرہ حوصلہ و استعداد اپنے کے الہامات کو پا سکتا ہے اور مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مستفیض ہو سکتا ہے غرض جس حالت مین خدا تعالی بذریعہ اپنے الہام کے قدیم سے انا الخالق کا دعوی کرتا چلا آیا ہے اور ہر یک روح بوجہ اپنے نقصان ذاتی اور احتیاج ایک رب کے جو تدارک اُس نقصان کا کرے اپنے نفس مین اُسکی ضرورت ہی پاتی ہے تو اس صورت مین اُس ذات کامل الصفات کا خالق ہونا بدیہی الثبوت ہے لیکن اُس خالق حقیقی کے

آخر تک بجز مخلوق پرستی کے بات نہین کرتا پنڈت دیانند نے تا ولایت مین بہت کوشش کی مگر کوئی کج کو سیدہا ظاہر کرنے مین کہانتک ٹکرین مارے آخر کچھہ بہی نہ ہوسکا وید کی تعلیم مخلوق پرستی کے ایک آدہ مقام مین تو نہین کہ چھپ سکے وہ تو سارا انہین خیالات سے بہرا ہوا ہے - تمام دنیا کے پردے مین گہوم آؤ تمام قومون کو پوچھہ کر دیکھہ لو کوئی قوم ایسی نہ پاؤگے کہ جو وید کو پڑہے اور پہر اسکو موحدانہ تعلیم سمجہے ہم سچ سچ کہتے ہین اور زیادہ باتون مین وقت کہونا نہین چاہتے کہ جو کچھہ قرآن شریف کے دس ورق سے توحید کے معارف آفتاب عالمتاب کی طرح ظاہر ہوتے ہین اگر کوئی شخص وید کے ہزار ورق سے بہی نکالکر دکہلاوے تو ہم پہر بہی مان جائین کہ ہان وید مین توحید ہے او جو چاہے حسب استطاعت ہم سے شرط کے طور پر مقرر بہی کرالے ہم قسمیہ بیان کرتے ہین اور خداے واحد لاشریک کی قسم کہا کر کہتے ہین کہ ہم بہرحال اداے شرط مقررہ پر جس طور سے فیصلہ کرنا چاہین حاضر ہین لیکن ناظرین خوب یاد رکہین اور اے آریہ کے نو عمرو نوگرفتارو؟ تم بہی یاد رکہو کہ وید مین ہرگز توحید محض نہین ہے وہ جابجا مشرکانہ تعلیم سے مخلوط ہی ضرور مخلوط ہے کوئی اسکو بری نہین کرسکتا اور زمانہ آتا جاتا ہے کہ اسکے سارے پردے کہل جائین سو تم لوگ اس خدا سے ڈرو جسکی عدالت سے کسی ڈہب روپوش نہین ہوسکتے -

آریہ سماج والون مین نانک صاحب کے چیلے بہی کچھہ کچھہ داخل ہین انہین ہم بطور

بقیہ حاشیہ لئے کوئی اور خالق تب تجویز کیا جائے جب اول کوئی اسکے سر پر دعویدار اٹہے کہ اسکا مین خالق ہون اور اسکو مغلوب اور محکوم کرکے دکہلاوے مگر جبکہ ان تمام باتون مین سے کوئی بات بہی ثابت نہین اور من کل الوجوہ خدایتعالی کامل الذات والصفات اور اپنی ذات مین واحد لاشریک اور درحقیقت سب برترون سے برتر ہے تو پہر ایسا خیال سراسر دیوانگی اور حماقت ہے - منہ

خاص نصیحت کرتے ہین کہ تمہارے گرو صاحب نے جا بجا وید سے مخالفت کی ہے اور جہانتک
اُنکی علمی حیثیت تھی اُنہون نے دین اسلام کے عقائد کو پسند کیا ہے بلکہ ایک صاحب نرائن سنگھ
نام گرنتھہ خوان واعظ نے ایک سَو سے زیادہ آدمیون کے مجمع مین ہمارے روبرو بیان کیا
کہ وُہ بعض اوقات اعمال عبادت بھی اسلام کے طور پر بجالاتے تھے جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ وُہ درپردہ حق کے قبول کرنے کے لئے بہت کچھہ طیّار ہوگئے تھے۔ وُہ اپنے گرنتھہ
مین فرماتے ہین کہ جو ہمیشہ خود بخود بغیر کسی کے پیدا کرنے کے چلا آیا ہے وہی پرمیشر ہے جیسے
اُنکا یہہ شبد ہے تھاپیا نہ جاکیتا ہو۔ آپے آپ نرنجن سو۔ یعنے جو بغیر کسی
کے پیدا کرنے کے خود بخود قدیم سے چلا آیا ہے وُہی خدا ہے۔ اب دیکھو اگر رُوحون کو قدیم
اور خود بخود مانا جائے تو اس تعریف کے رو سے اُن سب روحون کا خدا ہونا لازم آتا ہے
تو پھر یہہ پرمیشر کی کیا تعریف ہوئی جس مین سارا جہان داخل ہے۔ اور اگر ہم اس تعریف
کو غلط اور خلاف عقائد ہنود سمجھین اور یہہ خیال کرین کہ نانک صاحب نے بوجہ نہ ہونے
علم وید کے اپنے پرمیشر کی ایسی تعریف کردی ہے جو صریح وید کے اُصولون کے برخلاف ہے تو
اس مین نانک صاحب کی کسرشان ہے کیونکہ وُہ اپنے گرنتھہ کے کئی مقامات مین صاف
صاف لکھتے ہین کہ مین نے وید پڑھا ہوا ہے اور چارون ویدون کی تعلیمین مجھہ سے پوشیدہ
نہین اور مین خوب جانتا ہون کہ وید تناسخ کو مانتا ہے جسکی بُنیاد روحون کا غیر مخلوق ہونا
ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کی تعلیم کو اس جگہہ نانک صاحب نے قبول
نہین کیا اور جا بجا یہہ بھی جتلادیا کہ مین ویدون کی تعلیم سے ناواقف نہین اور نہ بے علم ہون
بلکہ چارون ویدون کو مین نے پڑھا اور خوب کنہہ کیا ہوا ہے سو تمنے ٹھہرے دعوی سے
نانک صاحب کا وید کے اس اصل الاصول سے دست بردار ہوجانا صاف دلالت کرتا
ہے کہ نانک صاحب ویدون کے اس بھاری عقیدہ سے جو مدار تناسخ ہے اپنی زندگی مین
بیزار ہوچکے تھے اور ہادی مُطلق نے اُنکے دل کو یہہ ہدایت کردی تھی کہ یہہ تحریر ویدون

کے بالکل جھوٹی اور غلط ہے پس جبکہ نانک صاحب حسب تعلیم قرآن شریف خدا تعالیٰ کے خالق اور رب العلمین ہونے پر ایمان لے آئے تھے اور ویدون کی ایسی ایسی تعلیمون کو اُنہون نے یک لخت چھوڑ دیا تھا اس لئے اُن صاحبون کی خدمت مین جو نانک صاحب کے سکھ ہوکر اور کشن سنگہ لشن سنگہ نارائن سنگہ بھگوان سنگہ وغیرہ نام رکھوا کر پھر اپنے گورو کے گرنتھ سے باہر چلے جاتے ہین باادب تمام عرض کیا جاتا ہے کہ وہ بھی وید کی ایسی ایسی تعلیمون سے دست کش ہوجائین ورنہ اگر نانک صاحب سے روحانی موافقت نہین تو پھر خواہ نخواہ ایک ٹوکرا کیسون کا سر پر اُٹھائے رکھنا اور حرارت اور عفونت کی تکلیفین اُٹھانا ضرورت ہی کیا ہے نانک صاحب رُوحون کے مخلوق ہونے کے بارے مین اپنے گرنتھ مین کافی شہادت دے گئے ہین چنانچہ وہ ایک جگہ فرماتے ہین۔ **ایتی کیتی ہور کرے۔ تا آکھہ نہ سکے کئی کے** یعنے اگر اسقدر ارواح اور اجسام جو پہلے خدا تعالیٰ پیدا کرچکا ہے اور پیدا کرے تو وہ کرسکتا ہے اور اُسکی قدرتون کے مقابل اور سمقدم تعریفین چل نہین سکتین۔ یہہ مقولہ نانک صاحب کا بالکل قرآن شریف کی ایک آیۃ کا گویا ترجمہ ہے اور سراسر اُسکے مطابق ہے چونکہ نانک صاحب اکثر ولی اخلاص سے علماء اسلام کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے اور دینی باتین سُنتے تھے اس لئے کسی مولوی صاحب کی زبانی اُنہون نے یہہ مضمون آئت کا سُن لیا ہوگا کیونکہ مسلمانون سے اکثر اُنکی صحبت رہتی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ بعض اوقات وہ نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر اسکے بعد اُنکا یہہ شبد ہے جو نیچے لکھا جاتا ہے **جے وڈ بھاوے تے وڈ ہو۔ نانک جانے ساچا سو۔** آفرین اے نانک آفرین یہہ شبد بھی قرآن شریف کی اس آئت کے سراسر مطابق زبان سے نکل گیا ہے اور آئت یہہ ہے **الحمد للہ رب العلمین** یعنے تمام محامد اور تمام کمالات اور تمام تعریفین اور تمام بزرگیان اور خوبیان جو مرتبہ جلیلہ خدائی کے لئے ضروری ہین وہ سب اللہ جل شانہٗ کو خاص اور اُسکی ذات مین جمع

ہین جسکی ایجاد کے بغیر کوئی چیز موجود نہین ہوئی اور وُہ تمام عالمین کا ربّ اور پیدا کنندہ ہے
پس اسی آئت شریفہ کے مطابق نانک صاحب کا شبد ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ جو بزرگی
اور عظمت اور قُدرت خدا ئیتعالیٰ کو چاہیئے وُہ سب اُسے حاصل ہے اے نانک جو اس
بات کو جانتا ہے وُہی صادق ہے - افسوس اس بات کو وید کیون نہین جانتا آریہ لوگ
کیون نہین جانتے دیانند صاحب کیون جانے بغیر کوچ کر گئے - یہہ ظاہر ہے کہ پیدا کرنا
اور محض اپنی قُدرت سے وجود بخشنا ایک کمال ہے جو بڑی تعریف کے لائق ہے اور
خُدا وہ ہونا چاہیئے جسمین سب کمالات اور سب تعریف کی باتین پائی جائین مگر وید کے
پرمیشر پر یہہ کیا مصیبت نازل ہوئی کہ وُہ اس بھاری درجہ کے کمال سے کہ جو تمام کارخانۂ
خُدائی کی کُنجی ہے بے نصیب رہ گیا - دیکھو اے کیسون والے آریو جو نانک صاحب کے
چیلہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو کہ نانک صاحب صاف قرآنی آئت کی تصدیق کر کے کہتے
ہین کہ صادق وُہی ہے کہ جو اُن سب بزرگیون اور تعریفون کا قائل ہے کہ جو خُدا ئیتعالیٰ
کو اپنے کمال تام کے لئے مطلوب ہین ورنہ جھوٹا اور دروغگو ہے سو تم اب تو وید کا پیچھا
چھوڑو کہ تمہارے گورو صاحب پُکار پُکار کہہ رہے ہین اور اپنے شبد تمہین سنا رہے
ہین اور پھر دیکھو کہ وُہ مخالفون پر ناراض ہو کر آگے کیا فرماتے ہین جے کو آکھے
بول بگاڑ - تا لکھی سر گواران گوار یعنے اگر کوئی یہہ بات تسلیم نہ کرے
اور اسکا مخالف کچھہ مُونہہ پر لاوے تو اُسکو جاہلون کا سردار لکھنا چاہیئے - اے
نانک صاحب آپ کہان اور کدھر ہو اب تو آپ ہی کے چیلے آریہ سماج مین بیٹھہ کر
بول بگاڑ رہے ہین اور صاف کہہ رہے ہین کہ دُنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین بلکہ وُہ
تو وید کی شرتیون کو سچ مچ درست سمجھہ کر خدا ئیتعالیٰ کا خالق اور رب العلمین ہونا غیر ممکن
سمجھتے ہین اور اگر کسی کے مُونہہ سے بھولے سے یہہ نکل بھی جائے کہ میری رُوح کا ربّ
اور پیدا کنندہ پرمیشر ہے تو اُسکو مہان پاپی خیال کرتے ہین اور اپنے پرمیشر کو صرف اتفاقیہ

طاقت والا جانتے ہین کہ اُسکو فقط جوڑنا جاڑنا آتا ہے اِس سے زیادہ نہین۔ آپ نے تو قرآن شریف کے مطابق اُنہین یہہ سبق پڑھایا تھا کہ وُہ تمام انتہائی درجہ کی قدرتین اور عظمتین اور تعریفین جو ذہن مین آسکتی ہین اور وُہ سب کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ جو خدا ہونے کے لئے زیبا و شایان ہین وُہ سب پرمیشر کو حاصل ہین مگر آپکے چیلے تو چار دن آریہ سماج مین بیٹھکر اور ویدون کی ملحدانہ شرتیون کو سُنکر آپ کے اُس گورمنتر کو چھوڑ بیٹھے اور وُہ پٹی ہی بھول گئے جس پر آپ نے اُنہین جمایا تھا اب آؤ تعریفین پرمیشر کی تو طاق پر رہین اُنہون نے تو وُہ پہلا حرف ہی جس سے نام پرمیشر کا دُنیا مین ظاہر ہوتا ہے یعنے پیدا کرنا ہی لوح دل سے ایسا مٹا دیا ہے کہ گویا کبھی سُنا ہی نہین تھا۔

اُن کو سودا ہوا ہے ویدون کا ۔۔۔ اُنکا دل مبتلا ہے ویدون کا
آریو اسقدر کرو کیون جوش ۔۔۔ کیا نظر آگیا ہے ویدون کا
نہ کیا ہے نہ کرسکے پیدا ۔۔۔ سوچ لو یہہ خدا ہے ویدون کا
عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو ۔۔۔ کیون بھروسا کیا ہے ویدون کا
بے خدا کوئی چیز کیون کر ہو ۔۔۔ یہہ سراسر خطا ہے ویدون کا
ناستک مت کے وید ہین حامی ۔۔۔ بس یہی مدعا ہے ویدون کا
(دہریہ مذہب)
ایسے مذہب کبھی نہین چلتے ۔۔۔ کال سر پر کھڑا ہے ویدون کا

اور واضح رہے کہ یہہ تعلیم ویدون کی کہ دُنیا خودبخود چلی آتی ہے کوئی اُس کے سر پر پیدا کنندہ و مالک نہین ہے صرف ایک ادھورا سا جوڑنے جاڑنیوالا ہی ہے ایک ایسا ناقص اعتقاد ہے جسکے ماننے سے یہہ مجبوری یہہ ماننا پڑتا ہے کہ اُس جوڑنے جاڑنیوالے کو یا تو اپنے ممالک مقبوضہ کا کچھ بھی

علم نہین اور یا شائد کچھہ ہی تو ایک ناقص اور ناتمام سا علم ہے جیسے ایک موتیا بند والے کو جسکی آنکھون پر نزول الماء اتر آیا ہو کچھہ کچھہ اوّل دُھندلا سا نظر آتا ہے* اور پھر آخر کار پورا پورا اندھا ہو جاتا ہے پس صاف ظاہر ہے کہ ایسی خراب تعلیم کو جسکے ایسے ایسے خراب نتائج ہین کسی صاف دِل ہندو کی رُوح بھی قبول نہین کرسکتی بلکہ پنڈت دیانند کے دِل نے بھی اِسکو قبول نہین کیا لالہ شرمپت ایک آریہ اسی جگہ قادیان کے

---

*حاشیہ یہہ ایک نہایت باریک صداقت ہے کہ علم باری تعالیٰ جسکی کاملیت کی وجہ سے وُہ ذرہ ذرہ کے ظاہر و باطن پر اطلاع رکھتا ہے کیونکر اور کس طور سے ہے اگرچہ اُسکی اصل کیفیت پر کوئی عقل محیط نہین ہوسکتی مگر پھر بھی اتنا کہنا سراسر سچائی پر مبنی ہے کہ وُہ تمام علم کے قسمون مین سے جو ذہن مین آسکتے ہین اشدّ و اقوی و اتمّ و اکمل قسم ہے۔ جب ہم اپنے حصول علم کے طریقون کو دیکھتے ہین اور اُسکے اقسام پر نظر ڈالتے ہین تو ہمین اپنے سب معمولی علمون مین سے بڑا یقینی اور قطعی وہی علم معلوم ہوتا ہے جو ہمکو اپنی ہستی کی نسبت ہے کیونکہ ہم اور ایسا ہی ہر ایک انسان کسی حالت مین اپنی ہستی کو فراموش نہین کرسکتا اور نہ اُسمین کوئی شک کرسکتا ہے سو جہانتک ہماری عقل کی رسائی ہے ہم اِس قسم کے علم کو اشدّ و اقوی و اتمّ و اکمل پاتے ہین اور یہہ بات ہم سراسر خدایتعالیٰ کی ذات کامل سے بعید دیکھتے ہین کہ جو اس درجہ اور اِس قسم کے علم سے اُسکا علم اپنے بندون کے بارہ مین کمتر ہو کیونکہ یہہ بڑے نقص کی بات ہے کہ جو اعلیٰ قسم علم کے ذہن مین آسکتی ہے وُہ خدائے تعالیٰ مین نہ پائی جائے اور اعتراض ہوسکتا ہے کہ کس وجہ سے خدائے تعالیٰ کا علم اعلیٰ درجہ کے علم سے متنزل رہا آیا اُسکے اپنے ہی ارادہ سے یا کسی قاسر کے قسر سے اگر کہو کہ اُسکے

رہنے والے نے میرے پاس بیان کیا کہ مین نے رُوحون کی پیدائش کے بارے مین دیانند جی سے دریافت کیا تو لگے باتین بنانے اور فرمایا کہ پہلے جو ہو چُکا سو ہو چُکا آئندہ اگر پرمیشر پیدا کرتا ہی چلا جائے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہان سے لائے جن مین رُوحین رہا کرین اب دیکھو کہ اِس تقریر مین ناچار ہو کر دیانند نے اِسقدر مان لیا کہ اوّل پرمیشر نے ضرور روحون کو پیدا کیا تہا لیکن آئندہ اِس خوف سے پیدا کرنے سے دستکش ہے کہ کوئی

بقیہ حاشیہ

اپنے ہی ارادہ سے تو یہہ جائز نہین کیونکہ کوئی شخص اپنے لئے بالارادہ نُقصان روا نہین رکھتا تو پہر کیونکر خدائیتعالی جو بذاتہٖ خود کمالات کو دوست رکھتا ہے ایسے نقصان اپنی نسبت روا رکہے اور اگر کہو کہ کسی قاہر کی قہر سے یہہ نُقصان اُسکو پیش آیا تو چاہیئے کہ ایسا قاسر اپنی طاقتون اور قوّتون مین خدا تعالی پر غالب ہوتا وہ زیادت قوّت کی وجہ سے اُسکو اُسکے ارادون سے روک سکے اور یہہ خود ممتنع اور محال ہے کیونکہ خدائیتعالی پر اور کوئی قاسر نہین جسکی مزاحمت سے اُسکو کوئی مجبوری پیش آوے پس ثابت ہوا کہ ضرور خدائیتعالی کا علم کامل تام ہے اور پہلے ہم یہی ثابت کر چکے ہین کہ علم کی تمام قسمون مین سے کامل وتام وُہ علم ہے کہ جو ایسا ہو جیسے ایک انسان کو اپنی ہستی کی نسبت علم ہوتا ہے سو ماننا پڑا کہ خدا تعالی کا علم اپنی مخلوقات کے بارہ مین اسی علم کی مانند اور اسی کی مشابہ ہے گو ہم اُسکی اصل کیفیت پر محیط نہین ہو سکتے لیکن ہم اپنی عقل سے جسکی رو سے ہم مکلّف ہین یہہ سمجھ سکتے ہین کہ بڑا قطعی اور یقینی علم یہی ہے جو عالم اور معلوم مین کسی نوع کا بُعد اور حجاب نہ ہو سو وُہ قسم علم کی یہی ہے - اور جس طرح ایک انسان کو اپنی ہستی پر مطلع ہونے کے لئے دوسرے وسائل کی ضرورت نہین بلکہ جانوار ہونا

ایسا بڑا امکان اُسے نہین ملتا - اِس تقریر سے یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت دیانند کو اپنی عمر کے آخری حصّہ مین وید کی ایسی ایسی تعلیمون کی نسبت بہت کچہہ شکوک اور شبہات پڑ گئے تہے بلکہ رسالہ دہرم جیون پندرہوین جولائی ۱۸۸۶ء مین لکہا ہے کہ پنڈت دیانند صاحب جاتے وقت اشارون کنایون سے بعض معزز برہمو صاحبون کو سمجہا گئے کہ اب میرا ایمان ویدون پر نہین رہا - مین کہتا ہون کہ پنڈت صاحب تو پنڈت صاحب ہی تہے

بقیہ حاشیہ

اور اپنے تئین جاندار سمجہنا دونون باتین ایسی باہم قریب واقع ہین کہ اِن مین ایک بال کا فرق نہین سوا ایسا ہی جمیع موجودات کے بارہ مین خدا تعالیٰ کا علم ہونا ضروری ہے یعنے اُس جگہ بہی عالم اور معلوم مین ایک ذرّہ فرق اور فاصلہ نہین چاہئے اور یہہ اعلیٰ درجہ علم کا جو باری تعالیٰ کو اپنے تحقق الوہیت کے لئے اسکی ضرورت ہے اُسی حالت مین اُسکے لئے مسلّم ہو سکتا ہے کہ جب پہلے اُسکی نسبت یہہ مان لیا جائے کہ اُسمین اور اُسکے معلومات مین اسقدر قُرب اور تعلّق واقع ہے جس سے بڑہ کر تجویز کرنا ممکن ہی نہین اور یہہ کامل تعلّق معلومات سے اُسی صورت مین اُسکو ہو سکتا ہے کہ جب عالم کی سب چیزین جو اُسکی معلومات ہین اُسکے دست قُدرت سے نکلی ہون اور اُسکی پیدا کردہ اور مخلوق ہون اور اُسکی ہستی سے اُنکی ہستی ہو یعنے جب ایسی صورت ہو کہ موجود حقیقی وُہی ایک ہو اور دوسرے سب وجود اُس سے پیدا ہوئے ہون اور اُسکے ساتہہ قایم ہون یعنے پیدا ہو کر بہی اپنے وجود مین اُس سے بے نیاز اور اُس سے الگ نہ ہون بلکہ در حقیقت سب چیزون کے پیدا ہونے کے بعد بہی زندہ حقیقی وہی ہو اور دوسری ہر ایک زندگی اُسی سے پیدا ہوئی ہو اور اُسکے ساتہہ قایم ہو اور بے قید حقیقی وُہی

ایسے ویدون پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہین رہ سکتا بلکہ کون آدمی ایسا دل کا اندہا ہے جسکو یہہ موٹی بات بھی سمجہہ مین نہ آسکے کہ جس پرمیشر کو پیدا کرنا بھی نہین آتا اور یون ہی جا بجا دستعار سے کام چلا رہا ہے وُہ کس بات کا پرمیشر ہے اور جس کی کمزوری کا یہہ حال ہے کہ اگر رُوحین اور مواد نہ ہون تو پہر اُسکا سب پرمیشرپن طاق پر رکہا رہ جائے ایسے نالائق کو کون پرمیشر کہہ سکتا ہے۔ یہہ بات ایسی صاف صاف اور انسان کے فطرتی تقاضا

بقیہ حاشیہ

ایک ہو اور دوسری سب چیزین کیا ارواح اور کیا اجسام اُسکی لگائی ہوئی قیدون مین مقید اور اُسکے ہاتہہ کے بندون سے بندہے ہوئے اور اُس کی مقرر کردہ حدون مین محدود ہون اور وُہ ہر چیز پر محیط ہو اور دوسری سب چیز اُسکی ربوبیت کے نیچے احاطہ کی گئی ہون اور کوئی ایسی چیز نہ ہو جو اُس کے ہاتہہ سے نہ نکلی ہو اور اُسکی ربوبیت کا اسیر احاطہ نہ ہو یا اُسکے سہارے سے وُہ چیز قائم نہ ہو غرض اگر ایسی صورت ہو تب خدا تعالیٰ کا تعلق تام جو علم تام کے لئے شرط ہے اپنے معلومات سے ہوگا اسی تعلق تام کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن شریف مین اشارہ فرمایا جیسے وُہ فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے ہم انسان کی جان سے اُسکی رگ جان سے بہی زیادہ تر نزدیک ہین ایسا ہی اُس نے قرآن شریف مین ایک دوسری جگہ فرمایا ہے ھوالحی القیوم یعنے حقیقی حیات اُسی کو ہے اور دوسری سب چیزین اُس سے پیدا اور اُسکے ساتہہ زندہ ہین یعنے درحقیقت سب جانون کی جان اور سب طاقتون کی طاقت وُہی ہے۔ لیکن اگر یہہ خیال کیا جائے کہ وُہ قدیم سے الگ کا الگ چلا آتا ہے اور اُسکی ربوبیت کا کسی چیز پر احاطہ نہین اور کوئی چیز اُس سے ظہور پذیر نہین ہوئی تو اس صورت مین علم کائنات

کے موافق ہے کہ ہریک پاک دل آدمی بلا تردد اسکے شہادت اپنے دل مین پاتا ہے
اور خود ہندو لوگ بھی ہرگز پسند نہین کرتے کہ اُنکا پرمیشر ایسے نقصانون مین مبتلا ہو
مجھے یاد ہے کہ ہوشیارپور کے بحث مین جب مین نے لوگون کو سُنایا کہ آریہ سماج
والون کا یہہ اعتقاد ہے کہ اُنکا پرمیشر روحون کے پیدا کرنے سے عاجز ہے تو کئی معزز
ہندو جو میرے پاس بیٹھے تھے وُہ یہہ سُنکر توبہ توبہ کرنے لگ گئے کہ یہہ کیسا خراب

بقیہ حاشیہ تو اُسے کیا ہوگا بلکہ محدود چیزون مین سے وُہ بھی ایک چیز ہوگی جسکا کوئی اَور محدد تلاش کرنا پڑیگا - اور یہہ بھی واضح رہے کہ جو چیز غیر مخلوق فرض کی جائے اُسکی نسبت یہہ تو ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ خدا تعالیٰ کو اُس چیز کا علم تام جو اُس سے الگ اور غیر مخلوق اور قدیم ہے کسی طور سے نہین ہوسکتا اور باین ہمہ اُس چیز کے نفس وجود پر نظر ڈالنے سے اِسقدر بھی لازم نہین آتا کہ خواہ نخواہ کسی درجہ کا ناقص علم ہی اُسکے بارہ مین خدا تعالیٰ کو حاصل ہو اور کوئی دلیل اِس بات پر قائم نہین ہوسکتی کہ کیون حاصل ہو ہان جو چیز ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی ہے وُہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہو اور علم الٰہی سے باہر نہ ہو کیونکہ جو چیز نامعلوم ہے عطائے وجود اُسکے لئے ممکن نہین پس علم ممکنات قبل وجود ممکنات خدا تعالیٰ کے لئے ہونا ضروری ہے اور اِس سے بالضرور ثابت ہے کہ ممکنات باسرہا معلومات الٰہیہ مین داخل ہین لیکن جس چیز کو ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی تسلیم نہ کیا جائے اور ذات علت العلل کا اُسکو معلول اور مخلوق نہ ٹھہرایا جائے اُسپر کوئی برہان عقلی قایم نہین ہوسکتی کہ کیون وُہ علم الٰہی سے باہر نہین - مثلاً اگر روح کو مخلوق اور حادث تسلیم نہ کیا جائے تو اِس بات کے

اعتقاد ہے اور جب لالہ مرلی دہر صاحب اُس اعتراض کا جواب لکہنے بیٹھے تو وُہ چند ہندو صاحب اُٹھہ کر چلے گئے کہ ہم ہرگز ایسا بیہودہ جواب جس مین پرمیشر کی نندیا یعنے توہین ہے سُننا نہین چاہتے۔ ایسا ہی ایک صاحب نے میرے پاس بیان کیا کہ امرتسر کے مقام مین کوئی آریہ صاحب کسی جگہ بازار مین بکہیان کے طور پر یہہ ذکر کر رہے تہے کہ پرمیشر کا پرمیشرپن صرف جوڑنے جاڑنے تک ختم ہے اور اِس سے آگے اُسے کچھہ طاقت نہین اِسپر کسی دوسرے ہندو نے کچھہ بحث کرنا شروع کیا تب وُہ لالہ صاحب بات کرتے کرتے گرم ہوکر کہنے لگے کہ ویدون مین صاف لکہا ہے کہ جیو پرکرتی انادی یعنے رُوح وماوّہ خود بخود قدیم سے چلے آتے ہین جنکو کسی نے پیدا نہین کیا یہہ بات سُنتے ہی اُس

بقیہ حاشیہ تسلیم کرنے کے لئے کوئی وجہ نہین کہ ایک بے تعلّق شخص جو فرضی طور پر پرمیشر کے نام سے موسوم ہے رُوح کی حقیقت سے کچھہ اطلاع رکہتا ہے اور اُسکا علم اُسکی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کی نسبت پورا پورا علم رکہتا ہے تو البتہ اُسکے بنانے پر بھی قادر ہوتا ہے اور اگر قادر نہین ہوسکتا تو اُسکے علم مین ضرور کوئی نہ کوئی نقص ہوتا ہے اور اگر پورا علم نہ ہو تو قطع نظر بنانے سے متشابہ چیزون مین باہم امتیاز کرنا ہی مشکل ہوجاتا ہے سو اگر خدا تعالیٰ خالق الاشیا نہیں تو اُس مین صرف یہی نقص نہین ہے کہ اِس صورت مین وُہ ناقص العلم ٹہرا بلکہ اِس سے یہہ بھی لازم آتا ہے کہ وُہ کروڑہا روحون کے امتیاز اور تمیز اور شناخت مین روز بروز دہوکے ہی کہایا کرے اور بسا اوقات زید کی روح کو بکر کے روح سمجھہ بیٹھے کیونکہ ادہورے علم کو ایسے دہوکے ضرور لگ جایا کرتے ہین اور اگر کہو کہ نہین لگتے تو اِسپر کوئی دلیل پیش کرنی چاہئے۔ منہ

ہندو کو بھی جو بمقابل اُس آریہ کے بات کر رہا تہا ایسا جوش آگیا کہ بے اختیار اُسکے مونہہ سے نکل گیا کہ اگر پرمیشر ایسا ہی عاجز ہے تو وُہ پہر تیری ایسی تیسی کا پرمیشر ہے چنانچہ اِس بات پر اِن دونون مین ہاتہو پائی اور دست بگریبان ہونے کی نوبت پُہنچ چلی تہی مگر لوگون نے درمیان مین ہو کر اُن دونون کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا پس اِن عام نفرتون سے ظاہر ہے کہ دُنیا مین کوئی بہی ایسا انسان نہین ہے کہ اگر وُہ اپنے تعصبات کو الگ کر کے سوچے تو وُہ اِس صاف اور بدیہی اور کُہلی کُہلی سچائی تک نہ پُہنچ سکے کہ خُدا تعالیٰ کو اگر اُسکی خوبیون اور قُدرتون سے الگ کیا جائے تو پہر خود اُسکو اپنی خدائی سے الگ ہونا پڑتا ہے کیا بجز اِسکے کہ خُدا تعالیٰ ہر ایک وجود کا موجد ہے کوئی اَور بھی بات چھپی ہوئی ہے جسکے رو سے خُدا کو خُدا کہا جاتا ہے ۔

قولہٗ - مرزا صاحب فرماتے ہین کہ ارواح کے غیر مخلوق اور خود بخود ماننے مین دوسری قباحت یہہ ہے کہ ایسا اعتقاد خُدا تعالیٰ کو خُدائی سے جواب دے رہا ہے کیونکہ جو لوگ علم نفس اور خواص ارواح سے واقف ہین وُہ خوب سمجھتے ہین کہ جس قدر روحون مین عجائب و غرائب خواص بہرے ہوئے ہین وُہ صرف جوڑنے جاڑنے سے پیدا نہین ہو سکتے مثلاً رُوحون مین ایک کشفی قُوت ہے جس سے وُہ پوشیدہ باتون کو بعد مجاہدات باذنہ تعالیٰ دریافت کر سکتے ہین اور ایک قُوت اُن مین عقل ہے جس سے وُہ امور عقلیہ کو معلوم کر لیتے ہین ایسا ہی ایک قُوت محبت بہی اُن مین ہے جس سے وُہ خُدا تعالیٰ کی طرف جُہکتے ہین اگر اِن تمام قُوتون کو خود بخود بلا ایجاد کسی موجد کے مان لیا جائے تو پرمیشر کی اِس مین بڑی ہتک عزت ہے گویا یہہ کہنا پڑیگا کہ جو عُمدہ اور اعلیٰ کام تہے وُہ تو خود بخود ہین اور جو ادنیٰ اور ناقص کام تہا وُہ پرمیشر کے ہاتہہ سے ہوا اور اِس بات کا اقرار کرنا ہوگا کہ جو خود بخود عجائب کام پائے جاتے ہین وُہ پرمیشر کے کامون سے کہین بڑھ کر ہین یہان تک کہ پرمیشر بہی اُن سے حیران ہے غرض اِس اعتقاد سے آریہ صاحبون کے خُدا کی خدائی

پر بڑا صدمہ پہنچیگا یان تک کہ اُسکا ہونا نہ ہونا برابر ہوگا اور نیز اُسکے وجود پر بھی کوئی عقلی دلیل قایم نہین ہوسکیگی مین اِسکا یہہ جواب دیتا ہون کہ مرزا صاحب خُدا کی خدائی قایم رکہنے کے لئے اُن لوگون کو شائد مُقرر کرتے ہین جو خواص رُوح سے واقفیت رکہتے ہون مگر اسلام مین تو رُوح کے خواص خُدا نے ظاہر ہی نہین کئے جیسا کہ مین اوپر بیان کر چُکا ہون پہر انکو اِسکی کیا خبر ہے۔

اقول اے لالہ صاحب اگر قرآن شریف نے رُوح کے خواص بیان نہین کئے تو پہر کس نے کئے وید تو صرف اتنا ہی بول کر چُپ ہوگیا کہ میرے مصنف کا رُوحون پر کچہہ دعویٰ نہین اور رُوح غیر مخلوق اور خود بخود ہونے مین اُس سے کچہہ کم نہین ہین لیکن قرآن شریف کے نازل کرنے والے نے رُوحون کو اپنی ملکیت ٹھہرائی اور اُنکی مخلوقی اور بندہ ہونے کی نسبت دعویٰ کیا اور پچاس سے زیادہ عقلی دلیلون کے ساتھہ آپ ثابت کیا کہ تمام بنی آدم اور دوسرے حیوانون کی روحین مخلوق اور بندہ خُدا ہین اور پہر کہول کر مفصل طور پر سُنا یا کہ کیا کیا طاقتین اور استعدادین اور خاصیتین اُن مین رکہی گئی ہین - یہہ قرآن شریف ہی نے نہایت باریک صداقت بیان کی ہے کہ جو کچہہ متفرق طور پر عالم علوی و سفلی مین خواص عجیبہ پائے جاتے ہین وہ سب انسانی رُوح کے وجود مین جمع ہین لیکن وید کے رو سے تو رُوح کچہہ چیز ہی نہین اور اُسکے خواص بھی ایسے ناکارہ ہین کہ جنکا عدم وجود مساوی ہے چنانچہ اِس بات کا خود آپکو اقرار ہے اور آگے چلکر ابھی وہ عبارت ناظرین پڑہ لینگے اب فرمایئے کہ جس حالت مین آپ وید ہی اقرار کرتا ہے کہ ارواح غیر مخلوق ہین تو پہر وید کے مصنف کو جو اُن سے بالکل بے تعلق ہے اُنکی اندرونی حقیقت کیا معلوم ہوگی یہہ بات تو ہر یک شخص سمجہہ سکتا ہے کہ بنانے والے کو جیسی اپنے ہاتہہ کی بنائی ہوئی چیز کی خبر ہوتی ہے وُہ دوسرے کو جو اُسکے بنانے والا نہین اور بالکل بے تعلق ہے ہرگز ایسی خبر نہین ہوسکتی یہہ صداقت نہائت ہی صاف اور روشن ہے اور جب تک کوئی

شخص نرا جاہل اور عقل سے بیگانہ نہ ہو تب تک اِس صداقت مین کچھہ شک نہین کر سکتا اِس جگہہ کم سے کم آریہ صاحبون کو اِسقدر اقرار تو ضرور کرنا پڑیگا کہ جسقدر اُن کے پرمیشر کو اپنے ہاتھہ کے کام کے جو جوڑنا جاڑنا ہے اندرونی حقیقت معلوم ہے یہہ حقیقت روحون کی کیفیت وجود کی نسبت جن سے وُہ بالکل بے تعلق ہے ہرگز اسکو حاصل نہین ہوسکتی کیونکہ جو کام اپنے ہاتھہ سے کیا جاتا ہے اُسکے جزئیات دقیقہ ہرگز مخفی نہین رہ سکتے لیکن جو کام اپنے ہاتھہ سے نہ کیا جائے اُسکو اگرچہ دوسرے کے ہاتھہ سے ہوتے بھی دیکھہ لین تب بھی اُسکا کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن وید کے مصنف کو رُوحون کی حقیقت اور اُنکے خواص کیونکر معلوم ہوسکین اُس نے نہ تو آپ کوئی رُوح بنائی اور نہ کسی اَور کاریگر کو بناتے دیکھا پس ہندؤن کے پرمیشر کا یہہ اقرار کہ مین رُوح بنانے پر قادر نہین صاف اِس دوسرے اقرار پر بھی مشتمل ہے کہ روحون کی اندرونی حقیقت بھی مجھے معلوم نہین کیونکہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین کہ کسی چیز کی نسبت علم کامل اور وسیع اُس چیز کے بنانے پر قادر ہونے کا موجب ہے یعنے جب کسی چیز کی حقیقت پر علم اکمل و اتم حاصل ہوجائے اور جن اُمور سے ایک چیز کا وجود ظہور پذیر ہے اُن اُمور مخفیہ پر اطلاع کُلّی ہوجائے تو ساتھہ ہی اُس چیز کے بنانے پر بھی قُدرت حاصل ہوتی ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے قُرآن شریف مین روحون کی مخلوقیت پر منجملہ اَور دلائل کے یہہ دلیل بھی پیش کی ہے اور یہہ بات بالکل صاف اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے بنانے سے عاجز ہونا ہمیشہ بوجہ نقصان علم ہوا کرتا ہے جب تم ایک چیز کی نسبت پورا پورا علم حاصل کر لوگے اور اُسکے کُنہہ تک پہنچ جاؤگے اور کوئی حجاب درمیان باقی نہین رہیگا تو فی الفور تم اُسکے بنانے پر قادر ہوجاؤگے اور اگر وُہ اسباب تمہین میسر آجائین گے جو بنانے کے لئے ضروری ہین تو بلاشُبہ وُہ چیز تم اپنے ہاتھہ سے بنا سکوگے ہان جب تک تمہارے علم مین کچھہ نقصان ہے اور ہنوز ایسے اُمور بھی باقی ہین جو تمہاری

نظر سے چھپے ہوئے ہین تب تک تم اُس چیز کے بنانے پر قادر نہین ہو سکتے سو ہندوُون
کا پرمیشر جو رُوحون کو بنا نہین سکتا تو اس عجز اور نا توانی کی درحقیقت یہی وجہ ہے کہ وُہ
علم کیفیت ارواح اور اُنکے خواص سے بالکُل بے بہرہ ہے * سو جبکہ ہندُون کا پرمیشر
علم رُوح سے آپ ہی بے بہرہ ہے تو پھر وُہ دوسرون کو رُوح کا علم کیا سکھائیگا ۔
او خویشتن گم است کرا رہبری کند - پس اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ وُہ الزام عدم
علم رُوح جو محض عناد کی راہ سے ماسٹر صاحب اسلام پر اور قُرآنِ شریف پر اور آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم پر لگاتے ہین وُہ درحقیقت ہندُون کے پرمیشر اور اُسکے وید پر عائد حال
ہوتا ہے بلکہ خود وید نے ضمنی طور پر اُس الزام کو اپنے مُصنّف کے ذمّہ مان لیا ہے
کیونکہ وید مین صاف اس بات کا اقرار پایا جاتا ہے کہ اُسکا فرضی پرمیشر روحون کے
پیدا کرنے سے بکُلّی عاجز اور مجبور ہے پس جبکہ خود وید کے اقرار سے رُوح غیر مخلوق ہوئی

---

* **حاشیہ** شاید کسی دل کو اس جگہ یہہ وسوسہ پکڑے کہ اگر کسی شئے پر پورا پورا علمی احاطہ
ہونے سے وُہ شئے مخلوق ہو جاتی ہے تو علم حق سُبحانہٗ تعالیٰ جو اپنی ذات سے
مُتعلق ہے وُہ بھی بہرحال کامل ہے تو کیا خُدا تعالیٰ اپنی ذات کا آپ خالق ہے یا
اپنی مثل بنانے پر قادر ہے اسمین اعتراض کے پہلے ٹکڑے کا تو یہہ جواب ہے
کہ اگر خُدا تعالیٰ اپنے وجود کا آپ خالق ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ اپنے
وجود سے پہلے موجود ہو اور ظاہر ہے کہ کوئی شئے اپنے وجود سے پہلے موجود نہین
ہو سکتی ورنہ تقدّم الشیی علیٰ نفسہٖ لازم آتا ہے بلکہ خُدا تعالیٰ جو اپنی ذات کا
علم کامل رکھتا ہے تو اس جگہ عالم اور علم اور معلوم ایک ہی شئے ہے جس مین
علیحدگی اور دوئی کی گنجائش نہین تو پھر اس جگہ وُہ الگ چیز کونسی ہے جسکو
مخلوق ٹھہرایا جائے سو ذاتی علم خدا تعالیٰ کا جو اسکی ذات سے تعلق رکھتا ہو

اور پرمیشر کی اُن مین کسی نوع سے مداخلت نہ ہوئی اور روحون کے پیدا کرنے سے پرمیشر قطعاً عاجز ہوا تو اسی سے دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ جسکو روحون کے پیدا کرنے کا علم یاد نہین اُسکو روحون کی نسبت اور دوسرا علم کیا یاد ہوگا۔ ایک چیز کا پیدا کر لینا اور اُس چیز کی حقیقت کامل طور پر جان لینا درحقیقت لازم ملزوم پڑا ہوا ہے بلکہ اگر زیادہ تر غور کرو تو تمہین معلوم ہوگا کہ انتہائی درجہ کا کامل علم اور پیدا کر لینا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔ اِس صداقت سے شائد وہ ابلہ مزاج انکار کرے جو ایک ناقص علم کو کامل سمجھ بیٹھے لیکن ایک دانا جسکا خیال اِس باریک دقیقہ تک پہنچ جائے کہ کامل علم کسے کہتے ہین اور کس حالت مین کسی علم کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وُہ کامل ہے وُہ ضرور انشراحِ قلب سے یقین کریگا کہ ضرور علم تام اور عمل مین تلازم بلکہ اتحاد واقعہ ہے غرض یہہ بات ہندون کی پرمیشر کے لئے بالکل غیر ممکن ہے کہ وُہ یہہ دعویٰ کرے کہ مجھے کامل طور پر علم روح

بقیہ حاشیہ

دوسری چیزون پر اُسکا قیاس نہین کر سکتے غرض علم ذاتی باری تعالیٰ مین جو اُسکی ذات سے متعلق ہے عالم اپنے معلوم سے کوئی الگ چیز نہین ہے تا ایک خالق اور ایک مخلوق قرار دیا جاوے ہان اُسکے وجود مین بجائے مخلوق کہنے کے یہہ کہا جائیگا کہ وُہ وجود کسی دوسرے کی طرف سے مخلوق نہین بلکہ ازلی ابدی طور پر اپنی طرف سے آپ ہی ظہور پذیر ہے اور خدا ہونے کے بھی یہی معنے ہین کہ خود آئندہ ہے۔ دوسرا اگر اعتراض کا کہ تقریر مذکورہ بالا سے خدا تعالیٰ کا اپنی مثل بنانے پر قادر ہونا لازم آتا ہے اُسکا جواب یہہ ہے کہ قدرتِ الٰہی صرف اُن چیزون کی طرف رجوع کرتی ہے جو اُسکی صفاتِ ازلیہ ابدیہ کی منافی اور مخالف نہ ہون بے شک یہہ بات توجیح اور ہر طرح سے مدلل اور معقول ہے کہ جس چیز کا علم خدا تعالیٰ کو کامل ہو اُس چیز کو اگر چاہے تو پیدا

حاصل ہے اور یا کامل طور پر روح کے خواص کی مجھے خبر ہے بلکہ یہہ دعویٰ تو سراسر قرآن شریف کے اُتارنے والے کو (جو ربّ العلمین ہے) پہنچتا ہے اور اُسی کو زیبا ہے کیونکہ وُہ خالق ارواح ہے اور اُسکو اپنے پیدا کردہ کی اندرونی حقیقت بخوبی معلوم ہے۔ جس نے پیدا کیا وُہی جانے ✤ دوسرا کیونکر اُسکو پہچانے ✤ غیر کو غیر کی خبر کیا ہو۔ نظر دورہ سکارگر کیا ہو ✤ چونکہ در حقیقت وُہ روحون کا خالق ہے اِس لئے اُس نے اپنے علم ذاتی اور تعلّق خالقیّت کی وجہ سے روحون کی حقیقت اور اُنکے خواص اِسقدر بیان کئے ہین کہ دُنیا مین کوئی بھی ایسی کتاب نہین کہ اِس بارہ مین اُسکا مقابلہ کر سکے اور تُو تو خود کچھہ حقیقت نہین رکھتا ناظرین انصافاً شہادت دے سکتے ہین کہ آیا روحون کے علم سے بیخبر ہونا کس کے مناسب حال ہے کیا فی الحقیقت جیسا کہ مین خیال کرتا ہون ایسے پرمیشر کے مناسب حال ہے جس نے آپ اقرار کر دیا ہے کہ مین رُوحون کے بنانے سے عاجز

بقیہ حاشیہ

ہی کر سکتا ہے لیکن یہہ بات ہرگز صحیح اور ضروری نہین ہے کہ جن باتون کے کرنے پر وُہ قادر ہو اُن سب باتون کو بلا لحاظ اپنی صفات کاملہ کے کر کے ہی دکھاوے بلکہ وُہ اپنی ہر ایک قُدرت کے اِجرا اور نفاذ مین اپنی صفات کاملہ کا ضرور لحاظ رکھتا ہے کہ آیا وُہ امر جسکو وُہ اپنی قُدرت سے کرنا چاہتا ہے اُسکی صفاتِ کاملہ سے منافی و مباین تو نہین مثلاً وُہ قادر ہے کہ ایک بڑے پرہیزگار صالح کو دوزخ کی آگ مین جلاوے لیکن اُسکے رحم اور عدل اور مجازات کی صفت اِس بات کی منافی پڑی ہوئی ہے کہ وُہ ایسا کرے اِسلئے وُہ ایسا کام کبھی نہین کرتا ایسا ہی اُسکی قُدرت اِس طرف مین رجوع نہین کرتی کہ وُہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ یہہ فعل اُسکی صفت حیات ازلی ابدی کی منافی ہے پس اِسی طرح سے سمجھہ لینا چاہئے کہ وُہ اپنے جیسا خدا

اور اُنکے طریق پیدا کرنے سے محض بے خبر ہون یا اُس قادر مُطلق رب العلمین کے مناسب
حال ہو سکتا ہے جو ذرّہ ذرّہ کے پیدا کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور ہر یک روح کا وجود اور
ہر یک جان کی ہستی اپنی قُدرت کاملہ کا نقش قرار دیتا ہے - مین یقین رکھتا ہون کہ
سب دانشمند یہی شہادت دینگے کہ جسکو پیدا کرنے کی طاقت نہین اُسکو غیر مخلوق چیزون
کی اندرونی حقیقت کا بھی کچھہ علم نہین بلکہ یہہ علم کامل اور تام طور پر اُسی کامل القدرت
کو حاصل ہے جسکو روحون کے پیدا کرنے کی طاقت و قُدرت ہے پس اس بیان سے تو
ہندؤن کے پرمیشر اور اُنکے وید کی ساری حقیقت کُھل گئی اور جو کچھہ وید کے مُصنّف کی
نسبت آریہ لوگ علم روح کا دعویٰ کرتے ہین وُہ بھانڈا یکبارگی پھوٹ گیا - اب بھی
اگر ماسٹر صاحب کو وید کے زیادہ تر پردہ ظاہر کرانیکا شوق ہے اور نہین چاہتے کہ
اُسکے عیوب عام لوگون سے چھپے رہین تو جیسا کہ مین پہلے بیان کر چکا ہون یہی طریق
عُمدہ ہے کہ اس نہایت دقیق اور لطیف بحث کے بارہ مین الگ الگ رسالے لکھے
جائین یعنے مین الگ ایک رسالہ مُستقلہ علم روح کے بارہ مین لکھون اور ماسٹر صاحب
الگ لکھین اور ہم دونون فریق جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اپنی اپنی الہامی کتابون کی
ہر یک دلیل اور دعویٰ کے بیان کرنے مین پابند رہین اور مین قسمیہ بیان کرتا ہون
کہ مین ماسٹر صاحب کی تحریک پر رسالۃ الروح لکھنے کو طیار اور مستعد ہون مگر اُنہین

بقیہ حاشیہ

بھی نہین جاتا کیونکہ اُسکی صفت احدیّت اور بے مثل اور مانند ہونے کی جو
ازلی ابدی طور پر اُسمین پائی جاتی ہے اس طرف توجہ کرنے سے اُسکو
روکتی ہے پس ذرّہ آنکھہ کھول کر سمجھہ لینا چاہئے کہ ایک کام کے کرنے سے
عاجز ہونا اَور بات ہے لیکن باوجود قُدرت کے بلحاظ صفات کمالیّہ امر
منافی صفات کی طرف توجہ نہ کرنا یہہ اَور بات ہے ہان اس طرح پر وُہ

شرائط سے جو اس رسالہ مین اندراج پا چکی ہین ماسٹر صاحب بُرا نہ مانین مین سچ سچ کہتا ہون بالکل سچ جس مین ذرا مبالغہ کی آمیزش نہین کہ قرآنِ شریف نے جسقدر خوبی اور عُمدگی اور صفائی اور سچائی سے رُوحون کے خواص اور اُنکی قوتین اور طاقتین اور استعدادین اور اُنکے دیگر کوائف عجیبہ بیان کئے ہین اور پھر اُن سب بیانات کا ثبوت دیا ہے وُہ ایسا عالی اور باریک اور پُرحکمت بیان ہے اور ایسے کامل درجہ کی وُہ صداقتین ہین کہ اگر وید کے چارون رشی دوبارہ جنم لیکر بھی دُنیا مین آوین اور جہانتک ممکن ہو خوض اور فکر سے زور لگاوین تب بھی یہہ مقام وسعت علمی اور یہہ معارفِ عالیہ اُنہین میسر نہین آ سکتے اگرچہ فکر کرتے کرتے مر ہی جاوین۔ غصّہ منانے کی کیا بات ہے اور ناراض ہونے کا کونسا محل۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ آؤ وید اور قرآن کا مقابلہ کرکے دیکھہ لین۔ اِن دونون کتابون کی طاقت علمی آزمالین۔ دیکھو ہم محض سچائی کی راہ سے دونون فریق مین سے اُس فریق پر لعنت کرتے ہین کہ جواب حق پوشی کی راہ سے اِس بحث سے گریز کر جاوے اور اِدھر اُدھر کے بہانون سے یا بیجا عُذرون سے بات کو ٹال دے۔ مگر یاد رہے کہ اِس بحث مین کسی دلیل یا دعوی مین وید کی شرتی سے باہر نہ جانا ہوگا جیسا کہ ہم بھی آیات قرآن شریف سے باہر نہ جائینگے اور یہہ بھی آپ پر لازم ہوگا کہ ہریک شرتی ٹھیک ٹھیک سنسکرت کی زبان مین مگر فارسی خط مین معہ اُسکے لفظی

بقیہ حاشیہ

اپنی ذات بے مثل و مانند کا نمونہ پیدا کرتا ہے کہ اپنی ذاتی خوبیان جن پر اُسکا علم محیط ہے عکسی طور پر بعض اپنی مخلوقات مین رکھہ دیتا ہے اور کمالات کا انتہائی درجہ جو حقیقی طور پر اُسکو حاصل ہے ظلی طور پر اُس مخلوق کو بھی بخش دیتا ہے جیسا کہ اسی کی طرف قرآن شریف مین اشارہ ہی ہے ورفع بعضھم درجات اِس جگہ صاحب درجات رفیعہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم مراد ہین

ترجمہ و پتہ و نشان کے تحریر کریں اور انہیں باتوں کا التزام آیات قرآنی کے بیان کرنے میں ہم پر بھی واجب ہوگا۔

قولہٗ - ایک دو خواص مرزا صاحب نے رُوحوں کے لکھے ہیں مثلاً پوشیدہ باتوں کے دریافت کرنے کی طاقت پیدا کر لینا جسکا مرزا صاحب خود بھی دعویٰ کرتے ہیں اور آجتک کوئی نہیں دکھلایا۔

اقول - یہہ برکات مکاشفات و مکالمہ و مخاطبہ الٰہی وغیرہ خوارق صراط مستقیم پر چلنے سے بیشک خدائے تعالیٰ کی طرف سے فرمانبردار رُوحوں کو اصفی و اجلی طور پر عطا کی جاتی ہیں اور جو کچھہ راقم رسالہ ہذا پر پیشگوئیاں منجانب اللہ ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے قریب ستر پیش گوئیوں کے گواہ تو خود آریہ سماج والے ہیں جو آپکے بھائی بند قادیان میں رہتے ہیں بلکہ آپ بھی تو انہیں میں داخل ہیں دلیپ سنگہ کے ابتلا کا حال جو آپنے پیش از وقوع اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پڑھ لیا تھا اور پھر میری زبانی بھی ایک مجمع عام میں جس میں کئی ہندو صاحب آپکے رفیق بھی شامل تھے سُن لیا تھا یہہ تازہ ماجرا اُمید نہیں کہ اسقدر جلد تر عرصہ میں آپکو بھول گیا ہو اب آپ ذرا بیدار ہوکر دیکھیں کہ یہہ پیش گوئی کیسی ہو بہو پوری ہوگئی اور دلیپ سنگہ کو قصد سفر پنجاب میں کیا کچھہ غم و غصہ و تلخی و رنج اُٹھانا پڑا اور کیسے وُہ ناکامی سے خفیف کرکے واپس لُٹایا گیا کیا آپ حلف

بقیہ حاشیہ جنکو ظلی طور پر انتہائی درجہ کمالات جو کمالات الوہیت کے اظلال و آثار ہیں بخشے گئے اور وُہ خلافت حقہ جسکے وجود کامل کے تحقق کے لئے سلسلہ بنی آدم کا قیام بلکہ ایجاد کُل کائنات کا ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے اپنے مرتبہ اتم و اکمل میں ظہور پذیر ہوکر آئینہ خدانما ہوئے ۔ یہہ بحث معارف الٰہیہ میں سے نہایت باریک بحث ہے اور ہمارے مخالفین جو ان

اُٹھاکر کہہ سکتے ہین کہ آپ کو پیش از وقوع دلیپ سنگھ کے ابتلا کی خبر نہین دی گئی - کیا آپ قسم کہاکر بیان کرسکتے ہین کہ آپکو جلسۂ عام مین یہہ نہین بتلایا گیا کہ وُہ فقرہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس مین لکھا ہے کہ ایک امیر نو وارد پنجابی الاصل کی نسبت مُشوش خبرین اُس سے مراد دلیپ سنگھ ہے ایسا ہی یہہ خبر جا بجا صدہا ہندؤن اور مُسلمانون کو جو پانچ سو سے کسی قدر زیادہ ہی ہونگے کئی شہرون مین پیش از وقوع بتلائی گئی تہی اور اشتہارات ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بہی دور دور مُلکون تک تقسیم کئے گئے تہے پہر آخرکار جیسا کہ پیش از وقوع بیان کیا گیا اور لکہا گیا تہا وُہ سب باتین دلیپ سنگھ کی نسبت پوری ہوگئین اور یہہ پیش گوئی ایسے وقت مین یعنے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین لکہی گئی اور شُہرت دی گئی کہ جب دلیپ سنگھ کی پنجاب مین بالضرور آجانے کی ایک دہوم مچی ہوئی تہی اور بعض دوست اور بہائی بند اُسکی اسی خیالی خوشی مین پیشوائی کے لئے بمبئی تک ہی جا پُہنچے تہے سو یہہ پیش گوئی کروڑہا شخصون کے خیالات کے مخالف اور حالاتِ موجودہ کے برعکس کی گئی اور سب نے دیکھ لیا کہ کیسی ٹہیک ٹہیک ظہور مین آئی اب فرمایئے آپکا یہہ کہنا کہ آج تک کوئی پیش گوئی ہم نے نہین دیکھی جہوٹ ہے یا نہین اسی طرح صاحب اخبار عام لاہور کی خدمت مین بہی عرض کیا جاتا ہے کہ جو کچھہ اُنہون نے اپنے پرچہ ۲۱ جولائی ۱۸۸۶ء مین اِس پیش گوئی کے انکار مین لکہا ہے اُسکے پڑہنے سے ہمین اُنکے تعصب اور نافہمی پر بہت ہی افسوس آتا ہے وُہ

بقیہ حاشیہ نازک نکات عرفانی سے بیگانہ اور اِس کوچہ اسرار الوہیت سے ناآشنا محض ہین وُہ تعجب کرینگے کہ کیونکر کروڑہا اور بے شمار مخلوقات مین سے صرف ایک ہی شخص کو مرتبہ کاملہ خلافت تامہ حقہ کا جو ظل مرتبہ الوہیت ہی حاصل ہوسکتا ہے سو اگرچہ اِس بحث کے طول دینے کا یہہ موقع نہین ہے لیکن تاہم اِسقدر بیان کردینا طالب حق کے سمجہانے کے لئے ضروری ہے کہ عادت اللہ یا

فرماتے ہین کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے بہت عرصہ پہلے دلیپ سنگہ صاحب کا عزم ہندوستان کے خاص و عام مین مشہور ہو چکا تہا مگر افسوس کہ اُنہون نے نہین سمجہا کہ اس مشہوری سے پیش گوئی کے مضمون کو کیا تعلق ہے بلکہ پیش گوئی کا مضمون تو صرف اس بات سے مخصوص ہے کہ دلیپ سنگہ صاحب کو قصد پنجاب مین ناکامی ہے اور اُنکی عزت یا جان یا آسائش پر اس سفر مین صدمہ پہنچیگا اب منصفین خیال کرین کہ اخبار عام لاہور کی یہہ نکتہ چینی پیش گوئی پر کیا اثر پہنچا سکتی ہے اور اُنکا انصاف اور فہم جو منصب اخبار نویسی کے لئے ایک ضروری شرط ہے کس درجہ کا ہے افسوس کہ بہت لوگ حسد اور عناد کی اشتعال مین پڑکر حقیقت حال کو نہین سوچتے جیسا کہ انہین پیشگوئیون کے متعلق ایک صاحب پنڈت لیکہہ رام نے ناحق اپنا اندرونی بُخل اور ناانصافی اور ہٹ دہرمی ظاہر کرنے کے لئے جا بجا اشتہارات شایع کئے اور اس جانب پر یہہ الزام رکہا کہ گویا ہم نے کسی اشتہار مین یہہ پیش گوئی کی تہی کہ وُہ لڑکا موصوف بصفات جسکا اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین ذکر ہے ضرور حمل موجودہ مین ہی پیدا ہو جائیگا ہرگز اُس سے تخلف نہین کریگا وُہ ظہور مین نہین آئی حالانکہ ایسا اور ان شرائط سے کوئی اشتہار اس طرف سے شایع نہین ہوا اور اگر ہے تو کیون پیش نہین کیا حقیقت حال تو یہہ ہے کہ آنکہون کی نابینائی کچہہ ضرر نہین کرسکتی بلکہ دلون کی نابینائی جو تعصب کے بخارات سے پیدا ہوتی ہے وُہی ضرر کرتی ہے یہہ شخص

بقیہ حاشیہ

تم یون ہی سمجہہ لو کہ اُسکا قانون قُدرت جو اُسکی صفت وحدت کے مناسب حال ہے یہی ہے کہ وُہ بوجہ واحد ہونے کے اپنے افعال خالقیت مین رعایت وحدت کو دوست رکہتا ہے۔ جو کچہہ اُس نے پیدا کیا ہے اگر ہم اُس سب کی طرف نظر غور سے دیکہین تو اُس ساری مخلوقات کو جو اُس دست قُدرت سے صادر ہوئی ہے ایک ایسے سلسلہ وحدانی اور با ترتیب رشتہ مین منسلک پائینگے

جس کا نام ہم نے ابھی بیان کیا ہے اس نے چالیس دن تک بھی ہماری آزمائش کے لئے ہماری صحبت مین رہنا منظور نہین کیا حالانکہ ان پنڈت صاحب کو تنخواہ دینا بھی قبول کیا گیا تہا ان صاحبون کو بجز دشنام دہی اور بدزبانی اور آلائش کی باتون کے جو انکے اندر بھری ہوئی ہین اور کوئی حرف صلاحیّت و معقولیّت یاد نہین اگر اب بھی یہہ صاحب چالیس دن تک ہمارے پاس رہنا منظور کرین اور ہم الہامی پیش گوئیون مین جھوٹے نکلین تو جو ذلیل تر سزا تجویز کی جائے اُسی کی ہم لائق ہین ورنہ چوٹی کٹانا اور مسلمان ہونا اُن پر واجب ہوگا۔ ماسوا اسکے جو کچھ ہمارا دعویٰ پیش گوئیون کی نسبت ہے وُہ ایسا نہین ہے کہ صرف ایک دو پیش گوئیون نکلنے سے اُسکا ثبوت دیا جاتا ہے بلکہ اِس دعویٰ کے اثبات کے بارے مین عنقریب رسالہ **سراج منیر** بفضل خداوند قدیر عجیب کرشائع ہونے والا ہے اور وُہ تمام رسالہ الہامی پیش گوئیون پر مشتمل ہے تب سب لوگ دیکھہ لین گے کہ جو کچھہ ہمارے مخالفین ہماری نسبت طرح طرح کی رائیں لگاتے ہین اُنکی کیا اصلیّت و حقیقت ہے ہم اُس رسالہ مین مرزا امام الدّین جو ہماری برادری مین سے ہے اور دین اسلام سے مُرتد ہے اور اب آریہ سماج مین داخل ہوگیا ہے اُسکی نسبت بھی کئی پیش گوئیان لکھین گے ہم پر آج بھی جو تیسری اگست ۱۸۸۶ء ہے منجانب اللہ اُسکی نسبت معلوم ہوا ہے کہ اگر وُہ توبہ نہ کرے تو اُسکی بیرا ہون

بقیہ حاشیہ کہ گویا وُہ ایک خطِ مستقیم محدود ہے جسکی دونون طرفون مین سے ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے اس طرح پر طرف ارتفاع ـــــ طرف انخفاض اِسقدر بیان مین تو ایک موٹی سمجھہ کا آدمی بھی میرے ساتھہ اتفاق رائے کرسکتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور دائرہ انسانیت مین بہت سی متفاوت اور کم و بیش استعدادین پائی جاتی ہین کہ اگر کمی بیشی

کا وبال جلد تر اُسسے در پیش ہے اور اگر یہہ معمولی رنجون مین سے کوئی رنج ہو تو اُسکو پیش گوئی کا مصداق مت سمجھو لیکن اگر ایسا رنج پیش آیا جو کسی کے خیال گمان مین نہین تہا تو پہر سمجہنا چاہئیے کہ یہہ مصداق پیش گوئی ہے لیکن اگر وُہ باز آنے والا ہے تو پہر بہی انجام بخیر ہوگا یا تنبیہ کے بعد راحت پیدا ہو جائیگی۔ اور یہہ دعوی ہمارا بالکُل صحیح اور نہائت صفائی سے ثابت ہے کہ صراط مستقیم پر چلنے سے طالبِ صادق الہام الٰہی پا سکتا ہے کیونکہ اول تو اِس پر تجربہ ذاتی شاہد ہے ماسوائے اِسکے ہر ایک عاقل سمجہہ سکتا ہے کہ اِس دُنیا مین اِس سے بڑہ کر اور کوئی معرفت الٰہی کا اعلیٰ رُتبہ نہین ہے کہ انسان اپنے رب کریم جل شانہٗ سے ہم کلام ہو جائے یہی درجہ ہے جس سے روحین تسلی پاتی ہین اور سب شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہین اور اسی درجہ صافیہ پر پہنچکر انسان اُس دقیقۂ معرفت کو پا لیتا ہے جسکی تحصیل کے لئے وُہ پیدا کیا گیا ہے اور دراصل نجات کی کُنجی اور ہستی موہوم کا عقدہ کشا یہی درجہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے اور کُہل جاتا ہے کہ خالق حقیقی کو اپنی مخلوق ضعیف سے کس قدر قُرب واقعہ ہے اس درجہ تک پہنچنے کی خبر ہمین اُسی نور نے دی ہے جس کا نام قُرآن ہے وُہ نور صاف عام طور پر بشارت دیتا ہے کہ الہام کا چشمہ کبہی بند نہین ہو سکتا جب کوئی مشرق کا رہنے والا یا مغرب کا باشندہ دلی صفائی سے خدا تعالیٰ کو ڈہونڈ ہیگا اور اُس سے پوری پوری صُلح کریگا

بقیہ حاشیہ کے لحاظ سے اِنکو ایک باترتیب سلسلہ مین مُرتب کرین تو بلاشبہ اُس سے ایک اُسی خط مستقیم محدود کی صورت نکل آئیگی جو اُوپر ثبت کیا گیا ہے۔ طرف ارتفاع کے اخیر نکتہ پر اُس استعداد کا انسان ہوگا جو اپنی استعداد انسانی مین سب نوع انسان سے بڑہ کر ہے۔ اور طرف انخفاض مین وُہ ناقص الاستعداد روح ہوگی جو اپنے غائت درجہ کے نقصان کی وجہ سے حیوانات لایعقل کے

اور درمیان کے حجاب اُٹھائے گا تو ضرور اُسے پائیگا اور جب واقعی اور سچے اور کامل طور پر پائیگا تو ضرور خدا اُس سے ہم کلام ہوگا* مگر ویدوں نے انسان کے اِس درجہ تک پُہنچنے سے انکار کیا ہے اور صرف چار رشیون تک جو ویدون کے مُصنّف ہین (بقول آریہ سماج والون کے) اِس درجہ کو محدود رکہا ہے یہہ ویدون کی ایسی ہی غلطی ہے جیسے اَور بڑی بڑی غلطیون سے وُہ پُر ہے یہہ بات ظاہر ہے کہ سب بنی آدم متحد الفطرت ہین اور جو بات ایک آدمی کے لئے ممکن ہے وُہ سب کے لئے ممکن ہے اور جو قرب و معرفت ایک فردِ بشر کے لئے جائز ہے وُہ سب کے لئے جائز ہے کیونکہ وُہ سب اصل طینت مین ایک ہی جوہر سے ہین ہان کمالات مین کمی بیشی ہے مگر جنس کمالات مین سرے سے جواب تو نہین اور اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ اُسمین تحصیل کمالاتِ انسانی کے ایک ذرہ بہی استعداد نہ ہو تو وُہ خود انسان ہی نہین ہو سکتا غرض تہوڑے بہت کا تو انسانی استعدادون مین فرق ضرور ہوتا ہے مگر انسان ہو کر یک لخت فقدان استعداد نہین ہو سکتا بہلا ہم پوچھتے ہین کہ ہندون کے ایشر کو ویدون کے اُتارنے سے مقصد اور علّت غائی کیا ہے اگر یہہ مقصد ہے کہ تا لوگ ویدون کو پڑہ کر اور اُنکے ٹہیک ٹہیک پابند ہو کر اپنے کمال مطلوب تک پُہنچ جائین تو پہر اُس کمال تک پُہنچنے کا راہ کیون آپ ہی بند کرتا ہے اگر اُن رشیون کا وجود جن پر وید نازل ہوئے ہتے بطور نمونہ کے نہین تہا کہ تا لوگ اُسی نمونہ

بقیہ حاشیہ قریب قریب ہے اور اگر سلسلہ جمادی کی طرف نظر ڈالکر دیکہین تو اِس قاعدہ کو اَور بہی اُس سے تائید پُہنچتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے چہوٹے سے چہوٹے جسم سے جو ایک ذرہ ہے لیکر ایک بڑے سے بڑے جسم تک جو آفتاب ہے اپنی صفت خالقیّت کو تمام کیا ہے اور بلاشُبہ خدا تعالیٰ نے اُس جمادی سلسلہ مین آفتاب کو ایک ایسا عظیم الشان اور نافع اور ذی برکت وجود

کے موافق وید ون پر چلنے سے اپنے وجودون کو بنالین تو ایسے رشیون کے بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی+ یہہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالی کی کتابین اور خدا تعالی کے نبی اسی غرض اور مدعا سے آیا کرتے ہین کہ تا وہ لوگون کی آنکھون کے سامنے نمونہ کی طرح ہوکر انکو یہہ ترغیب و تحریک دین کہ جو شخص انکے نقش قدم پر چلے اور انکے طریق مین محو ہوجائے وہ آخر انہین کا روپ ہوجائیگا اور انہین کے رنگ مین آجائیگا+ لیکن اگر ہندؤن کے پرمیشر نے ایسا ارادہ ہی نہین کیا کہ ان چار رشیون کے رنگ سے جو نمونہ کے طور پر بھیجے گئے تھے کوئی طالب حق رنگین ہوجائے تو پھر یہہ کام انکے پرمیشر کا سراسر بیہودہ اور فضول ہوگا اس جگہ اس سوال کے کرنے کی کچھہ ضرورت نہین کہ اگر ہندؤن کے پرمیشر نے ویدون کو تکمیل نفوس ناقصہ کے لئے بھیجا تھا تو ویدون نے نازل ہوکر کس قدر خلقت کو کمال کے درجہ تک پہنچایا ہے کیونکہ اس بارے مین ہندو لوگ آپ ہی قائل ہین کہ کسی شخص کو ویدون نے مرتبہ کمال تک نہین پہنچایا۔ ظاہر ہے کہ کیفیت حقیقت کمال کی ہندؤن کے پرمیشر کے نزدیک یہی وہی ہے جسکا نمونہ اس نے ویدون کے رشیون مین قائم کیا تھا اور وہ یہی ہے کہ بزعم آریہ لوگون کے ان رشیون کو الہام الہی سے سرافراز فرمایا گیا اب جبکہ کمال معرفت کی حقیقت یہہ ٹھہری اور دوسری طرف انکے پرمیشر نے یہہ بھی صاف صاف سنا دیا کہ کوئی شخص ابد الآباد تک بجز چار رشیون

بقیہ حاشیہ بید اکیا ہے کہ طرف ارتفاع مین اسکے برابر کوئی دوسرا ایسا وجود نہین ہے سو اس سلسلہ کے ارتفاع اور انخفاض پر نظر ڈالکر جو ہر وقت ہماری آنکھون کے سامنے ہے روحانی سلسلہ جو اسی ہاتھہ سے نکلا ہے اور اسی عادت اللہ سے ظہور پذیر ہوا ہے خود بلا تامل سمجھہ مین آتا ہے کہ وہ ہی بلا تفاوت اسی طرح واقعہ ہے اور یہی ارتفاع اور انخفاض اس مین بھی موجود ہے

کے الہام نہین پا سکتا تو یہہ عجیب اوباشانہ کارروائی ہے بھلا اگر کوئی اُن چار رشیون کی پیروی سے اُنکا رنگ و بوئے حاصل نہین کرسکتا تو پھر ایک عقلمند وید ون کے ماننے اور اُن پر عمل کرنے مین کیون ناحق کی ٹکرین مارے یہہ کس قسم کی رندانہ حرکت ہے جو ہندؤن کے پرمیشر سے ظہور مین آئی کہ اوّل چار رشیون کو نمونہ کے طور پر بھیجا تا لوگ اُس نمونہ کے موافق چلکر اُن رشیون کے ہمرنگ ہو جائین اور وُہی نعمت حاصل کرلین جو اُنکو دی گئی تھی اور پھر دوسری طرف یہہ بھی سُنا دیا کہ یہہ بات ہرگز ممکن ہی نہین کہ کوئی شخص اُن رشیون کے رنگ مین آکر الہام پانے کا لائق ٹھہر جائے۔ ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اگر وید کمال مطلوب تک کسی کو نہین پہنچا سکتے تو پھر اُنکا بھیجا جانا بالکل عبث اور بیہودہ ہوا اور بجز اس بد اثر کے کہ کروڑہا آدمیون کو اُنکی پُرشرک تعلیم نے مشرک بنا دیا اور کونسا نیک ثمرہ ہے جو اُنکے آنے سے مترتب ہوا اور وُہ چار آدمی جن پر آریون کے خیال مین وید نازل ہوئے وُہ بھی درحقیقت ویدون کے ممنونِ احسان نہین ہوسکتے بلکہ وُہ بقول آریہ لوگون کے کسی پہلے جنم کے اعمال کے باعث الہام پانے کے لائق ٹھہر گئے تھے۔

قولہٗ ۔ رہا باقی دوسری صفات کا ذکر بیشک وُہ جیو مین بیج کی طرح موجود ہین جو بغیر خدا تعالیٰ کی کاریگریون کے اُن کا مرزا صاحب جوڑنا چاہتا نام رکھتے ہین)

بقیہ حاشیہ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کام یکرنگ اور یکسان ہین اس لئے کہ وُہ واحد ہے اور اپنے اصدار افعال مین وحدت کو دوست رکھتا ہے پریشانی اور اختلاف اُسکے کامون مین راہ نہین پا سکتا اور خود یہہ کیا ہی پیارا اور موزون طریق معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام باقاعدہ اور ایک ترتیب سے مرتب اور ایک سلک مین منسلک ہون۔

بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ جو خاصیتیں اور قوتیں باقرار ماسٹر صاحب روحوں میں ضرور موجود ہیں گو بزعم اُنکے بیج کی طرح ہی سہی مگر وُہ موجود ہوکر معدوم کے برابر کیوں ہیں اسکی وجہ بھی تو کوئی بیان کی ہوتی کیا وُہ قوتیں اور خاصیتیں روحوں میں بیفائدہ طور پر ہیں جن کے وجود سے پرمیشر کو جوڑنے جاڑنے کے وقت کچھہ مدد نہیں ملی - ظاہر ہے کہ پرمیشر کو اُن خاصیتوں اور عجیب قوتوں سے جوڑنے جاڑنے کے وقت بڑی بھاری مدد ملی جس نے پرمیشر کا نام رکھہ لیا اور اُسکا پرمیشرپن ثابت کر دکھایا اور اگر وُہ خاصیتیں رُوحوں میں نہ ہوتیں تو بتلاؤ کہ پرمیشر کر کیا سکتا تھا کونسی روحانی خاصیت اپنے گھر سے لاتا اور کیونکر ایک بیجان جسم کو ایک زندہ انسان بنا کر دکھلاتا بھلا ننگی نہاتی کیا اور نچوڑتی کیا - یہہ تو رُوحوں کا اُسپر سراسر احسان ہے جو بنے بنائے اور گھڑے گھڑائے معہ تمام اپنی عجیب خاصیتوں اور قوتوں کے اُسکے ہاتھہ آگئے قسمت اچھی تھی مُفت کا نام ہوگیا پرمیشر بن بیٹھا ورنہ غور کرنے والی عقلوں پر ظاہر ہے کہ جوڑنا جاڑنا بغیر اُن عجیب خواص اور طاقتوں کے جو روحوں اور مادوں میں پائی جاتی ہیں کچھہ چیز نہیں ہیں بلکہ اگر وُہ خواص رُوحوں اور مادوں میں پائے نہ جاویں تو ممکن ہی نہیں کہ بندوں کے پرمیشر سے جوڑنے جاڑنے کا کام بھی انجام پذیر ہوسکے مثلاً اگر جسموں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ایک

بقیہ حاشیہ اب جبکہ ہم نے ہر طرح سے ثبوت پاکر بلکہ بہ بداہت دیکھہ کر خدا تعالیٰ کے اس قانونِ قدرت کو مان لیا کہ اُسکے تمام کام کیا رُوحانی اور کیا جسمانی پریشان اور مختلف طور پر نہیں ہیں جن میں یوں ہی گڑبڑ پڑا ہو بلکہ ایک حکیمانہ ترتیب سے مرتب اور ایک ایسے باقاعدہ سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں جو ایک ادنیٰ درجہ سے شروع ہوکر انتہائی درجہ تک پہنچتا ہے اور یہی طریق

اتصالی قوت نہ پائے جسے جسکو قوت کشش اتصال کہتے ہین تو ہندؤن کے پرمیشر کو ہرگز یہہ طاقت نہین ہے کہ کم سے کم دو ذرون مین ہی پیوند کرکے دکھلاوے اسی طرح جوڑنے جاڑنے مین روحانی خواص نمایان ہوتے ہین اُن مین بھی ہندؤن کے پرمیشر کی ہرگز مجال نہین ہے کہ بغیر حمایت دو روحون اور انکی عجیب خاصیتون اور صفتون کے جن کو ماسٹر صاحب ہیچ کی طرح خیال کرتے ہین کوئی صنعت بنا کر دکھلا سکے - یہہ بات تو نہایت درجہ پر ظاہر ہے کہ ایسے پرمیشر کی جس نے نہ روحون اور نہ اُن کے خواص کو پیدا کیا اور نہ ذرات اجسام اور اُنکی خاصیتون کو خلعت وجود بخشا صرف جوڑنے جاڑنے مین کچھہ بھی ہتک ہیٹکڑی طرح نہین آتی بلکہ خواص پہلے ہی جُدا جُدا چیزون مین کچھہ پوشیدہ تھے وہ باہم روح اور جسم کے ملنے سے خود بخود نمایان طور پر نظر آجاتے ہین کیونکہ اُن مین پہلے ہی سے یہہ خاصیت چھپی ہوئی ہوتی ہے کہ باہم ملنے سے خواہ نخواہ اُنکا ظہور ہوجاتا ہے جیسے دُنیا کی لاکھون چیزون مین یہی خاصہ پایا جاتا ہے کہ اُنکے باہمی امتزاج اور اختلاط سے ایک عجیب قسم کا خاصہ پیدا ہوجاتا ہے کہ جو الگ الگ ہونے کی حالت مین مخفی و محجوب ہوتا ہے سو یہہ بات ہرگز نہین کہ جو شخص اُن دو چیزون کو باہم ملاتا ہے وہ اپنے گھر سے ایک خاصہ لاکر اُن مین ڈال دیتا ہے بلکہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے وہ دونون چیزین الگ الگ طور پر وہ خاصہ اپنے اندر رکھتے ہین جو اُنکے اکٹھے ہوجانے

بقیہ حاشیہ

وحدت اُسی محجوب بھی ہے تو اس قانون قُدرت کے ماننے سے ہمین یہہ ہی ماننا پڑا کہ جیسے خدا تعالی نے جمادی سلسلہ مین ایک ذرہ سے لیکر اُس وجود اعظم تک یعنے آفتاب تک نوبت پہنچائی ہے جو ظاہری کمالات کا جامع کر جس سے بڑھ کر وہ کوئی جسم جمادی نہین ایسا ہی روحانی آفتاب بھی کوئی ہوگا جسکا وجود خط مستقیم مثالی مین ارتفاع کے آخر نقطہ پر واقعہ ہوا ہے

سے وُہ ظاہر ہو جاتا ہے مثلاً گھی اور شہد اور سوہاگہ مین یہہ خاصیت ہے کہ ان تینون کے ملانے سے یہہ خاصہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر کسی کُشتۂ زر یا نقرہ وغیرہ کو جو بالکل خاکستر و خاک ہوگیا ہو اُسمین رکھہ کر بوتہ مین آگ دیجائے تو وُہ زندہ ہو جاتا ہے یعنے اپنی اصلی صورت سونا چاندی یا جو کچھہ ہو قبول کر لیتا ہے پس یہہ خاصیت جو ان تینون چیزون کی ترکیب سے کُشتہ کے زندہ کرنے کے لئے پیدا ہو جاتی ہے یہہ ایسی خاصیت ہے کہ خواہ ہندون کا پرمیشر ان تینون چیزون کو باہم ملاوے اور خواہ ایک دس برس کا بچّہ اُنکو باہم مخلوط کرے دونون کے ہاتھون سے یہہ خاصیت پیدا ہوگی یہہ نہین کہ ضرور پرمیشر کے ہاتھہ سے ہی پیدا ہو اور دوسرے کسی شخص کے ہاتھہ سے پیدا نہ ہو سکے - رُوحون مین بہت سے خواص اور عجیب طاقتین اور استعدادین پائی جاتی ہین جنکو قرآن شریف نے استیفا سے ذکر کیا ہے مثلاً اُن مین چند قوتین اور استعدادین یہہ ہین جو ہم ذیل مین لکھتے ہین -

(۱) علوم اور معارف کی طرف شائق ہونے کی ایک قوّت -

(۲) علوم کو حاصل کرنے کی ایک قوّت -

بقیہ حاشیہ تفتیش اس بات کی کہ وُہ انسان کامل جسکو روحانی آفتاب سے تعبیر کیا گیا ہے وُہ کون ہے اور اُسکا کیا نام ہے یہہ ایسا کام نہین ہے جسکا تصفیہ مجرد عقل سے ہو سکے کیونکہ بجز خدا تعالیٰ کے یہہ امتیاز کس کو حاصل ہے اور کون مجرّد عقل سے ایسا کام کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کروڑ ہا اور بے شمار بندون کو نظر کے سامنے رکھہ کر اور اُنکی روحانی طاقتون اور قوّتون کا موازنہ کر کے سب سے بڑے کو الگ کر کے دکھلادے بلاشبہ عقلی طور پر کسی کو اس جگہ دم مارنے کی جگہ نہین ہان ایسے بلند اور عمیق دریافت کے لئے کُتب الہامی ذریعہ ہین جن مین خود

(۳) علوم حاصل کردہ کے محفوظ رکھنے کی ایک قوّت۔
(۴) محبت الٰہی کی ایک قوّت۔
(۵) لذّت وصال الٰہی اُٹھانے کی ایک قوّت۔
(۶) مکاشفات کی ایک قوّت۔
(۷) مؤثر اور متاثر ہونے کے یا یوں کہو کہ باہم عامل اور معمول ہونے کی ایک قوّت۔
(۸) تعلق اجسام قبول کرنے کی ایک قوّت۔
(۹) تخلّق باخلاق اللہ کی ایک قوّت۔
(۱۰) مورد الہام الٰہی ہونے کی ایک قوّت۔
(۱۱) بسطی و قبضی حالت پیدا ہونے کی ایک قوّت۔
(۱۲) معارف غیر متناہیہ کے قبول کرنے کی ایک قوّت۔
(۱۳) رنگین برنگ تجلّی الوہیت ہونے کی ایک قوّت۔
(۱۴) عقلی قوّت جس سے امتیاز حُسن و قبح اُن پر ظاہر ہوتا ہے۔
(۱۵) القائے اثر و قبول اثر کی ایک قوّت بمقابلہ اپنے اجسام مُتعلّقہ کے۔

بقیہ حاشیہ خدائیتعالیٰ نے پیش از ظہور بلکہ ہزارہا برس پہلے اِس انسان کامل کا پتہ و نشان بیان کر دیا ہے پس جس شخص کے دِل کو خدائیتعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اِس طرف ہدایت دیگا کہ وُہ الہام اور وحی پر ایمان لاوے اور اُن پیش گوئیوں پر غور کرے کہ بائبل مین درج ہین تو اُسے ضرور ماننا پڑیگا کہ وُہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوار نبوّت کی آخری اینٹ ہے وُہ حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہین۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین اب بھی مکرّر ظاہر کرتے ہین کہ انسان کامل

(۱۶) اقرار بوجود خالق حقیقی کی ایک قُوّت۔

(۱۷) اجسام کے ساتھہ اور اُنکے اشکال خاصّہ کے ساتھہ ملکر بعض نئے خواص کے ظاہر کرنے کی قُوّت۔

(۱۸) ایک قُوّت کشش باہمی جسکو مقناطیسی قُوّت کہنا چاہئے۔

(۱۹) ابدی طور پر قایم رہنے کی ایک قُوّت۔

(۲۰) جسم مفارق کی خاک سے ایک خاص تعلق رکھنے کی قُوّت جو کشفی طور پر ارباب کشف قبور پر ظاہر ہوتی ہے۔

ایسا ہی اَور بہی بہت سی ایسی قُوّتین ہین جنکا مُفصّل بیان نہائت لطافت اور خوبی سے قُرآن شریف مین مُندرج ہے اور ہمکو اگر شرطی رسالہ کے لکھنے کا موقع ملا تو ہم اُن سب قُوّتون اور رُوحانی خواص کو بحوالہ آیات بینات قُرآنی معقول اور مُفصّل اور مُدلّل طور پر اُسی رسالہ مین جو وید اور قُرآن کے موازنہ کی غرض سے ہوگا درج کرینگے اب اِس جگہ ہم مُکرّر یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ ماسٹر صاحب کا یہہ بیان کہ یہہ سب قُوّتین روحون مین بیج کی طرح موجود ہین اور جب تک جسم کا روح کے ساتھہ تعلق نہ ہوتب تک

بقیہ حاشیہ خدائیتعالی کی ذات کا نمونہ ہے۔ خُدائیتعالی دوسرا خدا ہرگز نہین پیدا کرتا کہ یہہ بات اُسکی صفت احدیّت کے مخالف ہے ہان اپنی صفات کمالیہ کا نمونہ پیدا کرتا ہے اور جس طرح ایک مُصفّا اور وسیع شیشہ مین صاحب روئت کی تمام و کمال شکل منعکس ہوجاتی ہے ایسا ہی انسان کامل کے نمونہ مین الہی صفات عکسی طور پر آجاتے ہین سو خُدائیتعالی کا اِس طرح پر اپنی مثل قایم کرنا معترض کی تسلّی کے لئے کافی ہے۔ اِس جگہ واضح رہے کہ اِس انتہائی کمال کے وجود باجود کو خُدائیتعالی کی کتابون مین مظہر تام الوہیّت قرار دیا گیا ہے اور

انکا عدم و وجود برابر ہے اِس بیان مین ماسٹر صاحب نے بڑا دہوکا کہایا ہے کہ وُہ خیال کرتے ہین کہ جوکچہہ رُوحون اور جسمون کے ملنے کے بعد روحانی اور جسمانی خاصیتین وجودِ انسان مین چمکتی ہین وُہ گویا اُنکے پرمیشر کی کاریگری سے ظہور پذیر ہوتے ہین حالانکہ یہہ خیال بالکل غلط اور نامعقول ہے جو موٹی سمجہہ سے پیدا ہوا ہے بلکہ اصل بات تو وُہی ہے جسکو ہم پہلے تحریر کرچکے ہین کہ جو مخفی طور پر روحون اور جسمون مین الگ الگ خواص پائے جاتے ہین وُہی باہم ترکیب اور امتزاج سے نمایان ہوجاتے ہین اور حالت تعلّق جسم وروح تک قایم رہتی ہین۔ یہہ بات فی الحقیقت سچ اور راست راست ہے جسکو مین بہی تسلیم کرتا ہون کہ جو خواص بعد ترکیب اور تعلّق ارواح واجسام ظہور پذیر ہوتے ہین وُہ سب خواص نہ مجرّد اجسام سے کہلے کہلے طور پر مترتب ہوسکتے ہین نہ مجرّد ارواح سے بلکہ اُنکا ظہور و بروز کامل طور پر اجسام اور ارواح کے باہمی تعلّق پر موقوف ہوتا ہے اور اِسی وجہ سے مین اِس رسالہ مین اِس سے پہلے تحریر کر آیا ہون کہ ارواح کو اپنی سعادت تامہ تک پہنچنے کے لئے عالم آخرت مین کوئی ابدی جسم ملنا ضروری ہے تا اُس تعلّق جسم کی وجہ سے وُہ خواص کامل طور پر ظاہر ہوجائین کہ جو مجرّد روحون مین بدین صفائی وکمال ظاہر

بقیہ حاشیہ

چونکہ اِس مطلب کو کچہہ زیادہ تفصیل سے لکہنا موجب افادہ طالبین ہے اِسلئے ہم کسی قدر اَور تحریر کرنا مناسب سمجہتے ہین۔

اوّل ہم بیان کرچکے ہین کہ صاحب انتہائی کمال کا جسکا وجود سلسلہ خط خالقیت مین انتہائی نقطہ ارتفاع پر واقعہ ہے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور اُنکے مقابل پر وُہ خسیس وجود جو انتہائی نقطہ انخفاض پر واقعہ ہے اُسی کو ہم لوگ شیطان سے تعبیر کرتے ہین اگرچہ بظاہر شیطان کا وجود مشہود ومحسوس نہین لیکن اِس سلسلہ خط خالقیت پر نظر ڈالکر اِس قدر تو

ظاہر نہین ہوسکتی مگر افسوس کہ اِس ابدی تعلّق جسم و روح کو وید نہین مانتا اور صرف رُوح کو جس مین بقول ماسٹر صاحب بجُز تعلق جسم کوئی روحی خاصّہ نمایان طور پر جلوہ پذیر نہین ہوسکتا لذّاتِ کاملہ نجات و وصالِ الٰہی کے اُٹھانے کے لئے کافی سمجھتا ہے۔ حالانکہ ابھی بیچارہ ماسٹر صاحب اقرار کرچکا ہے کہ روحانی صفات بجُز تعلّق موجودہ جسم کے کسی قسم کی کمالیّت ظاہر نہین کرسکتین اب وید کو کون سمجھا وے اور دیانند کی رُوح تک اِس خبر کو کون پُہنچا دے تا وہ ماسٹر صاحب سے سبق لیکر اپنے وید بھاشہ کی غلطیون کو درست کردین۔

مین نے پہلے سے اِسی رسالہ مین درج کردیا ہے کہ جو جو صفات خُداوند کریم جل شانہٗ نے ارواح مین رکھے ہین یا جو جو خاصیتین ذرّات اجسام مین مودع کی ہین وُہ اگرچہ بجائے خود الگ الگ بھی ثابت و متحقق ہین مگر اُنکا ظہور بیّن اُسوقت ہوتا ہے اور اُنکے فوائد اُسوقت بطور اتمّ واکمل کُھلتے ہین جس وقت جسم اور روح کا باہم تعلّق ہوتا ہے اِسکی مثال بھی اُسی پہلے موقع مین مین نے یہہ دی تھی کہ جیسے تصویر کو آئینہ مین رکھنے مین تصویر کا رنگ و روپ زیادہ تر نظر آجاتا ہے یہہ بات ہرگز نہین ہے

بقیہ حاشیہ

عقلی طور پر ضرور ماننا پڑتا ہے کہ جیسے سلسلہ ارتفاع کے انتہائی نقطہ مین ایک وجود خیر مجسّم ہے جو دُنیا مین خیر کی طرف ہادی ہوکر آیا اِسی طرح اُسکے مقابل پر ذوالعقول مین انتہائی نُقطہ انخفاض مین ایک وجود شر انگیز بھی جو شر کی طرف جاذب ہو ضرور چاہئے اسی وجہ سے ہر یک انسان کے دل مین باطنی طور پر بھی دونون وجودون کا اثر عام طور پر پایا جاتا ہے پاک وجود جو روح الحق اور نور بھی کہلاتا ہے یعنے حضرت محمدؐ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اُسکا پاک اثر بجذباتِ قُدسیہ و توجہات باطنیّہ ہر ایک دل کو خیر اور نیکی کی طرف بُلاتا ہے۔ جس قدر کوئی اُس سے محبّت

کہ آئینہ تصویر مین کوئی نقش بڑہا کر دکھا دیتا ہے بلکہ نقوش تو وہی ہوتے ہین جو مین ہان اللبتہ آئینہ مین وُہ سب نقوش صاف طور پر نظر آجاتے ہین ایسا ہی جو خواص ارواح مین ہین اُنکا آئینہ جسم اور جسمی تشکلین ہین اور جو خواص ذرات اجسام مین ہین اُنکا آئینہ ترکیب جسمی اور وُہ روحین ہین جو اُنکے ساتھہ تعلق پکڑتی ہین اور درحقیقت اِن چیزون کا باہم آئینہ کا کام دینا یہہ بھی ایک فطرتی خاصہ ہے اور اگر خدا تعالیٰ ارواح اور ذرات اور اجسام کا خالق نہین تو اُسکو اس خاصہ کے پیدا کرنے مین ذرا دخل نہین کیونکہ خواص اشیا کے تو خواہ نخواہ اپنے موقع پر ظہور مین آجاتے ہین اور درحقیقت یہہ خاصہ بھی انہین خواص ارواح واجسام مین سے ہے جنکو آریہ لوگ غیر مخلوق اور انادی کہتے ہین لیکن اسپا ماسٹر صاحب اپنے پرمیشر کی پردہ پوشی کے لئے اُسپر یہہ احسان کرنا چاہتے ہین کہ تا اس خاصہ کی پیدائش اُسکی طرف منسوب کیجائے سو یہہ کسی طرح منسوب نہین ہوسکتی پنڈت دیانند صاحب اپنے وید بہاش اور ستیارتھہ پرکاش مین صاف اقرار کر چکے ہین کہ نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی جو ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہین وُہ پیچھے سے کبھی نہین ہوسکتا۔ سو اگر یہہ خاصہ پہلے الگ الگ دو چیزون مین مخفی طور پر موجود نہین تہا تو پہر

بقیہ حاشیہ

اور مناسبت پیدا کرتا ہے اُسی قدر وہ ایمانی قوت پاتا ہے اور نورانیت اُسکے دل مین پہیلتی ہے یہان تک کہ وُہ اُسی کے رنگ مین آجاتا ہے اور ظلی طور پر اُن سب کمالات کو پا لیتا ہے جو اُسکو حاصل ہین اور جو وجود شر انگیز ہے یعنے وجود شیطان جبکہ مقام ذوالعقول کے قسم مین انتہائی نقطہ انخفاض مین واقع ہے اُسکا اثر ہریک دل کو جو اُس سے کچھہ نسبت رکھتا ہے شرک کی طرف کہینچتا ہے جس قدر کوئی اُس سے مناسبت پیدا کرتا ہے اُسی قدر بے ایمانی اور خباثت کے خیال اُسکو سوجہتے ہین یہان تک کہ جسکو مناسبت تام ہوجاتی ہے وُہ اُسی کے رنگ اور روپ مین آکر پورا پورا شیطان ہوجاتا ہے

بعد مین کہان سے آگیا دُنیا مین صدہا صورتین ایسی پائی جاتی ہین کہ اوّل دو چیزون مین کوئی خاصیت چھپی ہوئی موجود ہوتی ہے اور پھر اُن دو چیزون کے باہم ملا دینے سے وُہی خاصیت بڑی تیزی اور شوخی سے ظاہر ہوجاتی ہے۔ دو دواؤن کی ترکیب سے ایک نئی مزاج اور خاصہ کی دوا نکل آتی ہے مگر درحقیقت وُہ مزاج اور خاصہ کچھ نیا نہین ہوتا بلکہ اُن دونون دواؤن مین الگ الگ طور پر مخفی ہوتا ہے۔ ایسا ہی دو رنگون کے ملانے سے ایک نیا رنگ نکل آتا ہے مگر وُہ درحقیقت نیا نہین ہوتا بلکہ اُن دونون رنگون مین اُس حالت علیحدگی مین چھپا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی دو مختلف مزہ کے طعام کو ملا کر تیسرا مزہ جو نیا دکھائی دیتا ہے نکل آتا ہے مگر وُہ بھی درحقیقت نیا نہین ہوتا۔ سو مین کہتا ہون کہ اگر انہین اجزاء مُتفرقہ و خواص مُتفرقہ کو ملا کر کوئی مُشترک خاصہ پیدا کرنا جو حقیقت مین پہلے ہی مخفی تھا پرمیشر ہونے کی نشانی ہے تو پھر آریہ لوگ انگریزون اور دوسرے یوروپ کے صنّاع لوگون کو کیون سجدہ نہین کرتے اور اُنکو اپنا الشیشر کیون نہین سمجھتے کیا ان لوگون کے کام ایسے پرمیشر کے مشابہ نہین ہین۔ کیا ان لوگون نے بھی ہندؤن کے پرمیشر کی طرح خواص مُتفرقہ اشیاء عالم پر اطلاع پا کر صدہا صنعتین

بقیّہ حاشیہ اور ظلّی طور پر اُن سب کمالات خباثت کو حاصل کر لیتا ہے جو اصلی شیطان کو حاصل ہین اسی طرح اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان اپنی اپنی مناسبت کی وجہ سے الگ الگ طرف کھینچے چلے جاتے ہین۔ اور وجود خیر مجسّم جسکا نفسی نقطہ انتہائی درجہ کمال ارتفاع پر واقعہ ہے یعنے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اُسکا مقام معراج خارجی جو منتہائی مقام عروج (یعنے عرش رب العلمین ہے) تبلایا گیا ہے یہہ درحقیقت اُسی انتہائی درجہ کمال ارتفاع کی طرف اشارہ ہے جو اُس وجود باجود کو حاصل ہے گویا جو کچھہ اُس وجود خیر مجسّم کو عالم قضاؤ قدر

نہین نکالین بلاشبہ نکالی ہین اور ابتک ہر ایک پیشہ اور کارخانہ کے متعلق ہزارہا جدید جدید صنعتین نکالتے جاتے ہین سواگر ہندؤن کے پرمیشر کا بھی اتنا ہی کام ہے کہ علم خواص اشیاء حاصل کرکے طرح طرح کی صنعتین بمنصبہ ظہور لاوے تو پہر ان لوگون اور ایسے پرمیشر مین صرف کمی بیشی علم کا فرق ہوگا اگر ان لوگون کو وہ اعلیٰ قسم کا علم معلوم ہوجائے تو یہہ بھی ایک طور کے پرمیشر بن جائینگے

قولہ اور یہہ جو کہا جاتا ہے کہ خود بخود ہونیوالا کام پرمیشر کے کامون سے بڑہ کر ہے تو اگر ایسا ہوا تو پرمیشر کی اسمین کونسی ہتک ہوئی۔

اقول سچ ہے آپکے پرمیشر کی عزت بڑی پکی ہے کسی قسم کی ہتک سے دور نہین ہوسکتی۔ یہہ ہمین آج ہی معلوم ہوا کہ آپکا پرمیشر اس قسم کی درویشانہ سیرت رکھتا ہے کہ اگرچہ کروڑہا چیزین اُسکے کامون اور صنعتون سے بڑہ چڑہ کر ہون تب بھی اُس کو اپنی کسر شان کی کچھ پرواہ نہین یہہ خوب پرمیشر ہے اور آپ لوگون کا وید بھی خوب اور وید ودیا اور اُسکا گیان بھی جسپر اتنا ناز تھا خوب ہی نکلا ہزارہا تھہ کنوان کھودا آخر چشمہ آب کی جگہ ایک مری ہوئی مینڈک نکلی اگر پرمیشر اسی حیثیت اور کرتوت کا مالک ہے تو پہر

بقیہ حاشیہ مین حاصل تھا وہ عالم مثال مین مشہود و محسوس طور پر دکھایا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُس نبی کریم کی شان رفیع کے بارہ مین فرماتا ہے ورفع بعضھم درجات پس اس رفع درجات سے وہی انتہائی درجہ کا ارتفاع مراد ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور یہہ وجود باجود جو خیر مجسم ہے مقربین کے تین قسمون سے اعلیٰ و اکمل ہے جو الوہیت کا مظہر اتم کہلاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ قرب الٰہی کی تین قسمین تین قسم کی تشبیہہ پر موقوف ہین عکسی

کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ خواہ نخواہ اُسکے لئے تکلیفین اُٹھاوے - یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ ہتک ایک ایسا لفظ ہے جسکا اثر اُسکے دل پر ضرور ہوتا ہے جسکو کچھہ شرم وغیرت بھی ہو سو اگر آپ کے پرمیشر مین کچھہ شرم اور غیرت ہوتی تو اس سے زیادہ ہتک ہونی کی اور کیا بات تھی کہ جن کامون کے کرنے پر وُہ فخر کرتا ہے اور اپنے پرمیشر ہونے کی اُنہین دلیل ٹھہراتا ہے یعنے جوڑنا جاڑنا اُن کامون کی نسبت دوسرے کام جو خود بخود بغیر دست اندازی پرمیشر کے تسلیم کئے گئے ہین ایسے اعلیٰ درجہ کے نکلے کہ پرمیشر کے کامون کو اُن سے کچھہ بھی نسبت نہین پس اس صورت مین اگر پرمیشر کی ہتک نہین ہوئی تو کیا اس سے عزّت ہو گئی اور اگر یہہ باتین پرمیشر کی کسرشان کا موجب نہین ہین تو کیا اُسکی عظمت اور جلال ظاہر ہونے کا باعث ہے سوچنا چاہئیے کہ جس حالت مین تمام عجیب کام اور بے نظیر قدرتین اور رنگارنگ کے خواص خود بخود ہوئے تو کیا مجرّد جوڑنے جاڑنے سے ایک بڑا درجہ پرمیشر ہونے کا ایسے ضعیف اور کمزور کو مل سکتا ہے بلکہ اگر غور کرو اور کچھہ خداداد عقل کو کام مین لاؤ تو تمہین معلوم ہوگا کہ جوڑنا جاڑنا درحقیقت ارواح اور اجسام کے پیدا کرنے کی فرع ہے یعنے جوڑنا جاڑنا بھی اُسی قادر مُطلق کے ہاتھہ سے

بقیّہ حاشیہ

تفصیل سے مراتب ثلاثہ قُرب کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - اوّل قسم قُرب کے خادم اور مخدوم کی تشبیہی مناسبت رکھتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والّذین اٰمنوا اشدّ حبًّا لِلّٰہ - یعنے مومن جنکو دوسرے لفظون مین بندہ فرمان بردار کہہ سکتے ہین سب چیز سے زیادہ اپنے مولیٰ سے محبت رکھتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے کہ جیسے ایک نوکر با اخلاص وبا صفا وبا وفا بوجہ مشاہدہ احسانات متواترہ وانعامات متکاثرہ وکمالات ذاتیہ اپنے آقا کی اسقدر محبّت واخلاص ویکرنگی مین ترقی کر جاتا ہے جو بوجہ ذاتی محبت کے جو اُسکے دل مین

انجام پذیر ہو سکتا ہے جو عدم سے وجود بخشنے پر قادر ہو اور اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کرلین کہ ایک ایسے کمزور اور نکمّے کے ہاتھ سے جوڑنا جاڑنا ممکن ہے جس نے نہ کسی روح کو پیدا کیا اور نہ کسی مادّہ کو اور نہ وُہ صدہا خواص اور طاقتین اور استعدادین جو رُوحون اور مادّون مین پائی جاتی ہین اُسکی پیدا کردہ ہین تو پھر مجرّد جوڑنا جاڑنا اُسکو قابل تعریف بنا نہین سکتا بلکہ یہہ سب تعریفین روحون اور ذات اجسام کی طرف عائد ہونگی اور اِس صورت مین پرمیشر پر لازم و واجب ہوگا کہ رُوحون اور مادّون کا شکر گذار اور ثنا خوان ہو جنہون نے مفت مین اُسکو نیکنامی دلائی۔ **گھی سنوارے سالنا بڑی بہو کا نانو۔**

قولہ۔ پرمیشر کی اُس صورت مین ہتک ہوتی کہ جب اُس سے زیادہ تر کاریگر پیش کیا جاتا۔

اقول لو صاحب اب تو آپکی پرمیشر کی آپ ہی کے مونہہ سے ہتک ثابت ہوگئی کیونکہ آپکے خیالی اور وہمی اور فرضی پرمیشر سے اَور زیادہ تر کاریگر نکل آیا جسکی وجود کے

بقیہ حاشیہ

پیدا ہو جاتی ہے اپنے آقا سے ہم طبیعت وہم طریق ہو جاتا ہے اور اُسکی مرادات کا ایسا ہی طالب اور خواہان ہوتا ہے جیسے آقا خود اپنی مرادات کا خواہان ہے۔ اسی طرح بندہ وفادار کی حالت اپنے مولی کریم کے ساتھ ہوتی ہے یعنے وُہ بھی اپنے خلوص اور صدق وصفا مین ترقی کرتا کرتا اُس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اپنے وجود سے بکلّی محو وفنا ہو کر اپنے مولی کریم کے رنگ مین مل جاتا ہے۔

آنجا کہ محبّتے نمک سیر ریزد ✤ ہر پردہ کہ بود از میان برخیزد ✤ این نفس دنی کہ صد ہزارش ہوس است
خاموش شود چو عشق شور انگیزد ✤ چون رنگ خودی رود کسی از عشق ✤ یارش ز کرم برنگ خویش آمیزد

سو ایسا خادم جو ہمرنگ اور ہم طبیعت مخدوم ہو رہا ہے طبعی طور پر اُن سب

سامنے آپ کے وہمی پرمیشر کا وجود حقیقت مین معدوم اور بے نشان ہے کیونکہ آریکا پرمیشر تو بوجہ اپنی کمزوری اور ناطاقتی اور ناداری اور لاچاری کے آریہ دیس مین چھپا ہوا بیٹھا تہا اور نہین لوگون سے اپنے کلام کا ٹھیکہ دے رکہا تھا اور باہر قدم رکہنے سے ڈرتا تھا اور اپنے مونہہ سے قایل تھا کہ مین اپنی ذات سے کچھہ نہین کرسکتا دوسرون کے سہارے سے میرا کام چل رہا ہے سو آریہ لوگ اسی فرضی پرمیشر پر کہ دراصل ایک چوہا نہ پرمیشر خوش ہو رہے تہے اتنے مین آفتاب صداقت اُن پر چمکا اور اُس سچے کامل خدا کا کلام جس سے آریہ لوگ ناواقف تہے یعنے قرآن شریف آریہ دیس مین جلوہ گر ہوا اور کروڑ ہا آریون کو سچائی کی طرف کہینچ لایا سو اسطرح پر اُسنے اپنے قادر اور کامل وجود سے اُن کو اطلاع دیدی اور اپنی خدائی اُن پر ظاہر کردی اور اپنے قوی ہاتہہ سے اپنا قادر مطلق ہونا ثابت کر دیا اور سب روحون اور مادّون کی نسبت بیان کیا کہ یہہ سب میرے ہی پیدا کردہ ہین سو جن چیزون کی نسبت آریہ لوگ اور اُنکا ناکارہ پرمیشر حیران ہو رہے تہے کہ یہہ چیزین کس نے پیدا کی ہین پیدا کرنے والے نے اپنا کلام اُن تک پہنچا کر اور اپنے روشن نشان دکہلاکر

بقیہ حاشیہ باتون سے متنفر ہو جاتا ہے جو اُسکے مخدوم کو بُری معلوم ہوتی ہین۔ وُہ نافرمانی کو اِس جہت سی نہین چہوڑتا کہ اُسپر سزا مترتب ہوگی اور تعمیل حکم اِس وجہ سے نہین کرتا کہ اُس سے انعام ملیگا اور کوئی قول یا فعل اُسکا اپنے اخلاق کاملہ کے تقاضا سے صادر نہین ہوتا بلکہ محض اپنے مخدوم حقیقی کی اطاعت کی وجہ سی جو اُسکی سرشت مین رچ گئی ہے صادر ہوتا ہے اور بے اختیار اُسی کی طرف اور اُسکی مرضیات کی طرف کہنچا چلا جاتا ہے وُہ ایک گال پر طمانچہ کہاکر دوسری گال کا پہیرنا خواہ نخواہ واجب نہین جانتا اور نہ طمانچہ کی جگہ طمانچہ مارنا اُسکو لابدّاً ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ وُہ اپنے یکرنگ دل سے فتوی پوچہتا ہے جو اُس وقت خاص مین

صاف بتلا دیا کہ اِنکا پیدا کنندہ مین ہی ہون۔ وُہ کون ہے وُہ وہی کامل اور قادر خدا مُنزل الفرقان ہے
جس نے اپنے بے مثل الہام اور بے نظیر کلام کے ذریعہ سے اپنی خدائی کو ثابت کر دکھایا
ہے جسکی ایجاد کے بغیر کوئی چیز موجود نہین ہوئی جسکی تعریف مین قُرآن شریف مین جو اُسکا
کلام ہے یہہ پاک حمد درج ہے کہ وُہ مبدا ہے تمام فیضون کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ
کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع ہے ہریک چیز کا اور واحد لا شریک ہے اپنی
ذات مین اور صفات مین اور معبودیت مین سو سچا اور کامل خدا یہی خدا ہے جس نے ہزارون
مُقدّس نبیون کی روحون مین اِس تعلیم کا القا کیا۔ جسکا قول اور فعل دونون برابر شہادت
دے رہے ہین کہ وُہ ہریک قسم کی ناطاقتی اور نقصان اور ادہورپن سے پاک ہے غرض
جس حالت مین ایک ذات کامل الصفات نے جسکے ماننے والے دُنیا مین کروڑہا لوگ
پائے جاتے ہین اور جسکی برکات تعلیم اور آسمانی نشان تمام روئے زمین پر پہیل چکے ہین
اُس نے اپنے پاک اور مُقدّس صحیفون مین صاف دعوی کر دیا ہے کہ مین کامل اور قادر
خُدا ہون اور روحون اور ذرہ ذرہ جسم کا مین ہی خالق ہون تو کیا اِس صورت مین آپ لوگ

بقیہ حاشیہ

اُسکے محبوب حقیقی کی مرضی کیا ہے اور اِس بات کے لئے کوئی معقول وجہ تلاش کرتا
ہے کہ کس طریق کے اختیار کرنے مین زیادہ تر خیر ہے جو موجب خوشنودی حضرت
باری جل شانہٗ ہے آیا عفو مین یا انتقام مین سو جو عمل موجودہ حالت کے لئے قرین
بصواب ہو اُسی کو بروے کار لاتا ہے اسی طرح اُسکی بخشش اور عطا بہی سخاوت
جمیلہ کے تقاضا سے نہین ہوتی بلکہ اطاعت کامل کی وجہ سے ہوتی ہے اور اُسی
اطاعت کے جوش سے وقت موجودہ مین خوب سوچ لیتا ہے کہ کیا اِس وقت
اِس طرز کی سخاوت یا ایسے شخص پر احسان و مروّت مقرون بر رضی مولا ہوسکتی ہے
اور اگر نا مناسب دیکھتا ہے تو ایک حبہ خرچ نہین کرتا اور کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے

یہہ کہہ سکتے ہین کہ ہمارے پرمیشر سے زیادہ تر کاریگر پیش ہنین کیا گیا جس نے خالق الارواح والا جسام ہونے کا دعویٰ کیا ہو سو اب اے ماسٹر صاحب آنکہہ کہولکر دیکہین کہ وُہ زیادہ تر کاریگر پیش تو کیا گیا اور اُسی کی طرف تو ہم آپکو دعوت کر رہے ہین کہ آؤ فرضی پرمیشر سے زیادہ تر کاریگر اور اُس سے زیادہ تر جاننے والا اپنے کامل نشانون کے ساتہہ جلوہ گر ہُوا ہے اُس زیادہ تر عزت و حکمت و قُدرت والے پر ایمان لاؤ جس نے اپنی عام قادریت ظاہر کی ہے جن چیزون کو آپ لاوارث اور غیر مخلوق سمجھتے تہے اُنکا وارث ظاہر ہوگیا ہے سو اُٹہو اور وہی پرمیشر کو چہوڑ دو اور سچے اور کامل اور پورے پورے قادر کی فرمان برداری اختیار کرو جس کی سچائی اُسکی قُدرتون سے ثابت ہو رہی ہے آپ لوگون کا پہلا پرمیشر حقیقت مین پرمیشر نہین ہے اور جوڑنے جاڑنے کی ہی در اصل اُسکو طاقت نہین ہے بلکہ وُہ کچہہ بھی نہین سچا پرمیشر یہی ہے جو تمام دُنیا کا مالک ہے کسی خاص مُلک سے کوئی تعلق نہین رکھتا ہر ایک مُلک کے ڈہونڈہنے والے اُسکو پاتے ہین سو آؤ دلی صدق سے اُسکی طرف رجوع کرو تا تم بھی اُن برکات سے حصّہ یاب ہوجاؤ جن سے صادق لوگ

بقیہ حاشیہ

ہرگز نہین ڈرتا غرض احمقانہ تقلید سے وُہ کوئی کام ہی نہین کرتا بلکہ سچی اور کامل محبت کی وجہ سے اپنے آقا کا مزاجدان ہوجاتا ہے اور یکرنگی اور اتحاد کی روشنی جو اُسکے دل مین ہے وُہ ہر ایک تازہ وقت مین تازہ طور پر اُسکو سمجہا دیتی ہے جو اِس خاص وقت مین کیونکر اور کس طرز سے کوئی کام کرنا چاہیئے جو مخدوم حقیقی کے منشاء کے مطابق ہو اور چونکہ اُسکو اپنے منعم حقیقی سے ایک تعلق ذاتی پیدا ہوجاتا ہے اِس لئے اطاعت اور فرمان برداری اُسکے سر پر کوئی آزار رسان بوجہ نہین ہوتا بلکہ وُہ فرمان برداری اُسکے ایک امر طبعی کے حکم مین ہوجاتی ہے جو بالطبع مرغوب اور بلا تصنع و تکلف اُس سے صادر ہوتی

متمتع ہوتے ہین۔

قولہٗ - خدا تعالیٰ جو خود بخود ہونے والی چیز ہے خدا کے اپنے کامون سے بہت بڑھ کر ہے اور اس سے خدا کی کوئی ہتک نہین ہوتی۔

اقول بجز اسکے کیا کہون کہ - برین عقل و دانش ہزار آفرین - ہماری طرف سے تو اعتراض یہہ تہا کہ جس حالت مین بقول آریہ صاحبان اصل پیدائش اشیاء خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین ہین بلکہ جمیع اشیاء مادی و غیر مادی معہ تمام خواص و عجائبات اپنے کے خود بخود ہین تو اس مین پرمیشر کی بڑی ہتک عزت ہے یعنے یہہ امر اُسکی بزرگی اور جلال اور حیثیتِ خدائی کے کسر شان کرتا ہے کہ جو چیزین اُسکے زیر حکم اور ماتحت مین وہ سب اپنے وجود اور اپنے جمیع خواص مین جو اعلیٰ درجہ کے عجائبات قدرت سے بہرے ہوئے ہین خود بخود ہون اور جو ادنیٰ درجہ کا کام ہے جو پہلے کام کے سہارے سے چلتا ہے فقط وہی کام پرمیشر کے ہاتہہ سے نکلا ہو - اسکا جواب ماسٹر صاحب یہہ دیتے ہین کہ خدا تعالیٰ جو خود بخود ہونیوالی چیز ہے

بقیہ حاشیہ

رہتی ہے اور جیسی اللہ جل شانہٗ کو اپنی خوبی اور عظمت محبوب بالطبع ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کرنا اسکے لئے محبوب بالطبع ہوجاتا ہے اور اپنے مخدوم حقیقی کی ہر ایک عادت و سیرت اسکی نظر مین ایسی پیاری ہوجاتی ہے کہ جیسی خود اُسکو پیاری ہے - سو یہہ مقام اُن لوگون کو حاصل ہوتا ہے جنکے سینے محبت غیر سے بالکل منزہ و صاف ہوجاتے ہین اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کو ڈہونڈہنے کے لئے ہر ایک وقت جان قربان کرنے کو طیار رہتے ہین - سینہ می باید تہی از غیر یار + دل ہمی باید پر از یادِ نگار + جان ہمی باید براہِ او فدا + سر ہمی باید بہ پائے او نثار + ہیچ دانی چیست دینِ عاشقان + گویمت گر بشنوی عشاق وار + از ہمہ عالم فرو بستن نظر + لوحِ دل از غیر دوستدار - قرب کے دوسرے قسم دلدادہ دلدادگی

خدا کے اپنے کاموں سے بڑھ کر ہے اور اس سے خدا کی کوئی ہتک عزت نہیں ہوتی سو ایسا ہی دوسری خود بخود ہونے والی چیزوں سے اُسکی کوئی ہتک عزت نہیں اب ناظرین سمجھہ سکتے ہیں کہ اس جواب کو ہمارے اعتراض سے کیا تعلق ہے - یہہ بات نہایت ظاہر و بدیہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اُسکے کاموں سے جو اُسکی مخلوقات ہے بڑھ کر نہ ہوتی تو مخلوق اپنے خالق سے اور مملوک اپنے مالک سے مساوی ہوجاتا تو اس طرح پر ضرور خدا تعالیٰ کی ہتک عزت ہوتی کیونکہ مخلوق کا اپنے خالق سے برابر ہوجانا اور مملوک کا اپنے مالک سے ہم درجہ ہونا صریح موجب ہتک عزت مالک ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے جیسا خدا پیدا نہیں کرتا کہ یہہ اُسکی عزت ابدی و جلال ازلی اور وحدت قدیمی کے برخلاف ہے اب جبکہ یہہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہتک عزت اس بات میں ہے کہ کوئی مخلوق و مملوک ہوکر اُسکی ذات و صفات کے برابر ہو تو ظاہر ہے کہ جو امر اس کا نقیض ہے یعنے یہہ کہ مخلوق اپنی ذات و صفات میں اپنے خالق سے کم ہو یہہ امر موجب

بقیہ حاشیہ تشبّہ سے مناسبت رکھتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا - یعنے اپنے اللہ جل شانہ کو ایسے دلی جوش محبت سے یاد کرو جیسا باپوں کو یاد کیا جاتا ہے - یاد رکھنا چاہئے کہ مخدوم اُس وقت باپ سے مشابہ ہوجاتا ہے جب محبت میں غائت درجہ شدّت واقعہ ہوجاتی ہے اور حُبّ جوہر یک کدورت اور غرض سے مُصفّا ہے دل کی تمام پردے چیر کر دل کی جڑھ میں اس طرح سے بیٹھہ جاتی ہے کہ گویا اُسکی جزہے تب جسقدر جوش محبت اور پیوند شدید اپنے محبوب سے ہے وہ سب حقیقت میں مادرزاد معلوم ہوتا ہے اور ایسا طبیعت سے ہمرنگ اور اُسکی جز ہوجاتا ہے کہ سعی اور کوشش کا ذریعہ ہرگز یاد نہیں رہتا اور جیسے بیٹے کو اپنے باپ کا وجود تصور کرنے سے

تک عزت نہین ہو سکتا کیونکہ اجتماع نقیضین محال و ممتنع ہے برخلاف اسکے جو چیزین خدا تعالیٰ کے ماتحت و زیر حکم ہین اُنکو اُسکے ماتحت قبول کر کے پھر اُسکی حدود قدرت سے اُنہین باہر رکھہ لینا اور باوصف صدہا عجائب و غرائب خواص کے جو اُن چیزون کے اندر بھرے ہوئے ہین جو ایک ناکارہ کام جوڑنے جاڑنے سے ہزارہا مراتب بہتر ہین پھر بھی اُن چیزون کو خدا تعالیٰ کی پیدائش اور اُسکے ہاتھہ کی صنعت ہونے سے الگ کا الگ رہنے دینا اور پرمیشر کو صرف جوڑنے جاڑنے والا جو اُسکے پہلے کامون سے قطع تعلق کی حالت مین ادنیٰ سا کام ہے خیال کرنا اگر ایسے خیال پر اختلال سے بھی آپکے پرمیشر کی عزت دور نہین ہوتی تو یہہ عزت بھی عجیب عزت ہے غرض یہہ قیاس آپکا بالکل قیاس مع الفارق ہے جو خدا تعالیٰ کی ماتحت چیزون کا اُسکی ذات و صفات پر آپ کر رہے ہین اور مجھے یقین ہے کہ آپ اِس صاف صاف فرق کو سمجھہ کر بہت شرمندہ ہونگے اور دل مین پچتائینگے کہ ایسی فضول باتین مُونہہ سے کیون نکالین۔ بالآخر مین آپکو یہہ بھی یاد دلاتا ہون کہ آپ

بقیہ حاشیہ ایک روحانی نسبت محسوس ہوتی ہے ایسا ہی اسکو بھی ہروقت باطنی طور پر اُس نسبت کا احساس ہوتا رہتا ہے اور جیسے بیٹا اپنے باپ کا حلیہ اور نقوش نمایان طور پر اپنے چہرہ پر ظاہر رکھتا ہے اور اُسکی رفتار اور کردار اور خو او بو بصفائی تمام اُسمین پائی جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس یہی حال اِسمین ہوتا ہے اور اِس درجہ اور قرب اوّل کے درجہ مین فرق یہہ ہے کہ قرب اوّل کا درجہ جو خادم اور مخدوم سے تشبیہ رکھتا ہے وہ بھی اگرچہ اپنے کمال کے رو سے اِس درجہ ثانیہ سے نہایت مشابہ ہے لیکن یہہ درجہ اپنی نہایت صفائی کی وجہ سے تعلق مادر زاد کے قائم مقام ہو گیا ہے اور جیسا باعتبار نفس انسانیت کے دو انسان مساوی ہوتے ہین لیکن بلحاظ شدت و ضعف خواص انسانی کے ظہور آثار مین متفاوت واقع ہوتی ہین ایسا ہی

اِس موقع کے پڑہنے کے وقت اِس رسالہ کا وُہ حاشیہ بھی پڑہ لین کہ جو حاشیہ ملحقہ اِس متن سے پہلے تحریر پا چکا ہے۔

قولہ - اِسکے آگے مرزا صاحب فرماتے ہین کہ اگر سب رُوحین غیر مخلوق اور خود بخود ہین تو پہر خدا کسی رُوح سے بندگی کرانے کا مستحق نہین رہیگا کیونکہ سب رُوحین اُسے کہہ سکتی ہین کہ جب کہ تو نے ہمین پیدا ہی نہین کیا اور نہ ہماری طاقتون اور قوتون اور استعدادون کو تو نے بنایا تو پہر کس استحقاق سے ہم سے اپنی پرستش چاہتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مین نے پہلے قباحتون کے جواب مین ثابت کر دیا ہے کہ بغیر پرمیشر کے جوڑنے جاڑنے کے تمام روحین اور اُنکی طاقتین نہ ہونے کے برابر ہین پس جس نے جوڑنے جاڑنے سے آرام اور سُکہہ مین ترقی کرنے کا سامان بخشا کیا وُہ شکر گزاری اور عبادت کے لائق نہین۔

۲ قول انسوس کہ ہرچند اس ادہورے اور نکمے پرمیشر کی وکالت مین آپ نے جہانتک

بقیہ حاشیہ اِن دونون درجون مین تفاوت درمیان ہے غرض اِس درجہ مین محبت کمال لطافت تک پہنچ جاتی ہے اور مناسبت اور مشابہت بال بال مین ظاہر ہو جاتی ہے۔ خیال کرنا چاہئے کہ اگرچہ ایک شخص کمال عشق کی حالت مین اپنے معشوق سے ہم رنگ ہو جاتا ہے مگر جو شخص اپنے باپ سے جس سے وُہ نکلا ہے مشابہت رکہتا ہے اُسکی مشابہت اور ہی آب و تاب رکہتی ہے۔

تیسرے قسم کا قُرب ایک ہی شخص کی صورت اور اُسکے عکس سے مشابہت رکہتا ہے یعنے جیسے ایک شخص آئینہ صاف و وسیع مین اپنی شکل دیکہتا ہے تو تمام شکل اُسکی معہ اپنے تمام نقوش کے جو اُسمین موجود ہین عکسی طور پر اُس آئینہ مین دکہائی دیتی ہے ایسا ہی اِس قسم ثالث قُرب مین تمام صفات الٰہیہ صاحب قرب کے

ہن پڑا اڑا زور مارا بہت کچھ کوشش کی مگر چونکہ اُسکا دہوہن ایسا نہین ہے جو کسی کے چھپانے سے چھپ سکے اِس لئے بجُز بار بار کی خجالت کے اَور کچھ اِس قیل وقال سے آپکو حاصل نہین ہوا۔ بھلا آپ ہی فرمائین کہ آپ نے پہلی قباحتون کے جواب مین کیا خاک ثابت کیا ہے۔ جس حالت مین آپ لوگ اپنے ہی مُونہہ سے قایل ہین کہ تمام روحین خود بخود ہین اور اُنکے تمام خواص بھی خود بخود۔ اُنکی تمام قُوّتین بھی خود بخود ایسا ہی پرکرتی بھی خود بخود۔ جسم کا ہر ایک ذرّہ بھی خود بخود اور اُنکے تمام خواص وقُوتین خود بخود۔ اُنکا ازلی و ابدی ہونا بھی خود بخود۔ پرمیشر ہو یا نہ ہو وُہ سب بذات خود قایم بذات خود واجب الوجود غرض سارا جہان اپنے دونون ٹکڑون کے ساتھہ خود بخود ہے تو اِن خواص اور قُوّتون اور دائمی بقا مین جو روحون کو خود بخود حاصل ہین کونسی شُکر گُزاری کا پرمیشر مستحق ٹھہر سکتا ہے کیا اِن چیزون مین سے پرمیشر نے بھی اپنے گھر سے کچھہ دیا ہے اور اُسکی گرہ سے بھی کچھہ خرچ آیا ہے۔ رہا یہہ بار بار کا رونا جو پرمیشر نے

بقیہ حاشیہ

وجود مین بہ تمامتر صفائی منعکس ہو جاتی ہین اور یہہ انعکاس ہر یک قسم کی تشبیہہ سے جو پہلے اِس سے بیان کیا گیا ہے اتم و اکمل ہے کیونکہ یہہ صاف ظاہر ہے کہ جیسے ایک شخص آئینہ صاف مین اپنا مُونہہ دیکھہ کر اُس شکل کو اپنی شکل کے مطابق پاتا ہے وُہ مطابقت اور مشابہت اُسکی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی حیلہ یا تکلّف سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کسی فرزند مین ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے اور یہہ مرتبہ کس کے لئے میسّر ہے اور کون اِس کامل درجہ قُرب سے موسوم ہے؟ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ اُسی کو میسّر آتا ہے کہ جو الوہیت وعبودیت کے دونون قوسون کے بیچ مین کامل طور پر ہو کر دونون قوسون سے ایسا شدید تعلق پکڑتا ہے کہ گویا اُن دونون کا

روحوں اور جسموں کو باہم جوڑتا ہے۔ مین کہتا ہون کہ ایسا نالایق پرمیشر ہرگز جوڑنے پر بھی قادر نہین ہوسکتا اگر روحون کی حقیقت کا اُسکو پورا پورا علم ہوتا تو وُہ بیشک اُنکو بنا سکتا کیونکہ ایک چیز کا پورا پورا علم ہونا اُسکے بنانے کو مستلزم ہے اور جب کہ اوُہ روحون کے بنانے پر قادر نہین تو اس سے صاف ثابت ہے کہ اُسکو روحون کے خواص اور باطنی قوتون اور کیفیتون کا پورا پورا علم بھی نہین اور جبکہ علم کامل نہین تو ایسے ادہورے اور ناقص علم سے وُہ جوڑنے جاڑنے پر کیونکر قادر ہوسکتا ہے اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کرنا چاہئے اور اگر لفرضِ محال یہہ ثابت بھی ہو جائے کہ ایسا ادہورا اور نکما پرمیشر ارواح اور اجسام کو جوڑ سکتا ہے تو البتہ ایک ناقص جیسی شکرگزاری کے لائق ٹھہریگا جسکا عدم وجود برابر ہے مگر یہہ تو کبھی نہ ہوگا کہ ارواح جو بکلّی آزاد اور غیر مخلوق اور قدیم ہونے مین اُسکے ہمسر اور انادی ہونے مین اُسکے ہم پہلو اور واجب الوجود ہونے مین اُسکے ہم مرتبہ ہین اُسکو اپنا رب سمجھ لین اور جو اپنے رب اور پیدا کنندہ کی پرستش اور عبادت کرنی چاہئے اُس عالیشان عبادت کا اُسکو مستحق ٹھہراوین سو یہی مطلب تہا جسکو ہم نے اعتراض مین لکھا اور آپ نے نہ اُسکو غور کرکے سمجھا اور نہ اُسکا کچھہ جواب دیا۔

قولہ۔ سوائے اسکے خداوند کریم نہائت دیالو کرپالو ہے اُسکی یہہ ہدائت کہ پرستش کرنی چاہئے انسان کی بہتری کے لئے ہے نہ کہ خود خدا کی اُسمین کوئی عزت بڑہتی ہے۔

بقیہ حاشیہ عین ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو بکلّی درمیان سے اُٹھا کر آئینہ صاف کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور وُہ آئینہ ذو جہتین ہونیکی وجہ سے ایک جہت سے صورت الہیۂ ظلّی حاصل کرتا ہے اور دوسری جہت سے وُہ تمام فیض حسب استعداد طبائع مختلفہ اپنے مقابلین کو پہنچاتا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالی نے

اُقول مین کہتا ہون کہ گو بندگی و عبادت کرنے سے انسان کی اپنی ہی بہتری متصوّر ہے مگر پہر بھی خدائیتعالیٰ کی ربوبیّت تقاضا کرتی ہے اور جوش مارتی ہے کہ لوگ اُس کی سیدہی راہ پر قدم مار کر اور نا کردنی کامون سے بچکر اور اُسکی پرستش و اطاعت مین محو ہوکر اپنی سعادت مطلوبہ کو پالین اور اگر اُس راہ پر چلنا نہ چاہین تو پہر نہ اپنے لئے بلکہ اُنہین کے لئے اُسکا غضب بہڑکتا ہے اور طرح طرح کی تنبیہون مین اُنہین مبتلا کرتا ہے اور جو لوگ پھر بھی نہ سمجہین وُہ بُعد اور حرمان کی آگ مین جلتے ہین یہہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی شخص اُسکو یہہ کہہ سکے کہ تجہے میرے نفع یا نقصان کی کیا فکر پڑی ہے اور کیون بار بار ہمکو نصیحتین کرتا ہے اور الہامی کتابین بہیجتا ہے اور سزائین دیتا ہے اگر ہم عبادت کرینگے تو اپنے لئے اور اگر نہین کرینگے تو آپ نقصان اُٹھائینگے تجہے کیون ناحق کا جوش وخروش ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کہے بھی بلکہ اگر سب دُنیا اور تمام آدم زاد متفق ہوکر اُسکی خدمت مین یہہ گذارش کرین کہ ہمکو آپ اپنی نصیحتون اور حکمون اور الہامی کتابون سے معاف رکہین ہم آپکا بہشت یا یون کہو کہ مکتی خانہ لینا نہین چاہتے ہم اِسی دُنیا مین گذارہ کر لین گے آپ مہربانی فرما کر اِسی جگہ ہمیشہ کے لئے ہمین رہنے دین آخرت کی ہم بڑی بڑی نعمتون سے باز آئے آپ ہمارے اعمال مین ذرا دخل دیا نہ کرین اور جزا و سزا وغیرہ تجویزین جو ہمارے واسطے آپ کرتے رہتے ہین اِن سب سے آپ دست بردار ہین

بقیہ حاشیہ فرمایا ہے ثمّ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ یہہ نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ سے) پہر نیچے کی طرف اُترا (یعنے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے نزول کیا) پس اسی جہت سے کہ وُہ اوپر کی طرف صعود کرکے انتہائی درجہ قُرب تام کو پُہنچا اور اُسمین اور حق مین کوئی حجاب نہ رہا اور پہر نیچے کی طرف اُس نے نزول کیا اور اُسمین اور خلق مین کوئی حجاب نہ رہا یعنے چونکہ

ہمارے نفع یا نقصان سے آپ کچھ تعلق نہ رکھیں تو یہ عرض انکی ہرگز قبول نہیں ہوسکتی اگرچہ اسکے قبول کرانے کے لئے تمام عمر روتے بیٹھے رہیں پس اس سے صاف ثابت ہے کہ صرف یہی بات نہیں کہ بندہ اپنی حالت میں آزاد ہے اور اپنے لئے بندگی کرتا ہے اور پرمیشر کو اس سے کچھ تعلق نہیں بلکہ جلال اور عظمت الٰہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بندہ شرطِ بندگی بجالاوے اور نیک راہوں کو اختیار کرے اور اسکی الوہیت بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ اسکے آگے عبودیت کے آثار ظاہر ہوں اور اسکی کاملیت ذاتی جوش سے یہہ چاہتی ہے کہ جو نقصان سے خالی نہیں ہے اسکے آگے تذلل کرے یہی وجہ ہے کہ نافرمانوں اور سرکشوں اور ان سب کو جو شرارتوں پر ضد کرتے ہیں انجام کار اسکا عذاب پکڑتا ہے ورنہ اس بات پر کوئی وجہ قابل اطمینان پیدا نہیں ہوتی کہ بغیر پائے جانے کسی ذاتی قوت کے جو سزا جزا دینے کے لئے اسکی ذات بابرکات ازل سے رکھتی ہو کیوں خواہ نخواہ وہ اس فکر میں لگا رہتا ہے کہ نیکی کرنے والوں کو نیک پاداش اور بدی کرنے والوں کو بد پاداش پہنچاوے بلکہ اگر کوئی قوتِ ذاتی جو جزا سزا دینے کے لئے محرک ہو اسمیں نہ پائی جاوے تو یہہ چاہئے تہا کہ خاموشی اختیار رکھتا اور جزا سزا کی جھیڑ جہاڑ سے بکلی دست کش رہتا سو اگرچہ یہہ بات تو صحیح ہے کہ انسان کے اعمال کا

بقیہ حاشیہ

وہ اپنے صعود اور نزول میں اتم واکمل ہوا اور کمالاتِ انتہائیہ تک پہنچ گیا اسلئے دو قوسوں کے بیچ میں یعنے وتر کی جگہ میں جو قطر دائرہ ہے اتم واکمل طور پر اسکا مقام ہوا بلکہ وہ قوسِ الوہیت اور قوسِ عبودیت کی طرف اس سے بھی زیادہ تر جو خیال وگمان وقیاس میں نہیں آسکتا نزدیک ہوا مثلاً صورت ان دو قوسوں کی یہہ ہے ۔

قوسِ اعلیٰ وجود قدیم

قوسِ سفلی وجود حادث و ممکن

اس شکل میں جو خط مرکز دائرہ کو قطع کرتا ہے یعنے جو قطر دائرہ ہے وہی قاب قوسین یعنے دونوں قوسوں کا وتر ہے ۔

نفع نقصان اُسی کی طرف عاید ہوتا ہے خُدائیتعالیٰ کی عظمت وسلطنت نہ اُس سے کچھ بڑہتی ہے نہ گھٹتی ہے مگر یہہ بات بھی نہایت صحیح ومحکم صداقت ہے کہ ربوبیّت کا تقاضا بندون کو اُنکی حیثیت بندگی پر قایم رکھنا چاہتا ہے اور جو شخص ذرہ تکبّر سے سر اونچا کرے تو اُسکا سر فی الفور کُچلا جاتا ہے۔ غرض خُدائیتعالیٰ کی ذات مین اپنی عظمت اپنی خُدائی اپنی کبریائی اپنا جلال اپنی بادشاہی ظاہر کرنے کا ایک تقاضا پایا جاتا ہے اور سزا وجزا اور مطالبہ اطاعت وعبودیت وپرستش اُسی تقاضا کی فرع پڑا ہوا ہے اسی اظہار ربوبیّت اور خُدائی کی غرض سے یہہ انواع اقسام کا عالم اُس نے پیدا کر کہا ہے ورنہ اگر اُسکی ذات مین یہہ جوش اظہار نہ پایا جاتا تو پہر وُہ کیون پیدا کرنے کی طرف ناحق مُتوجّہ ہوتا اور کس نے اُس کے سر پر بوجہہ ڈالا تھا کہ ضرور یہہ عالم پیدا کرے اور ارواح کو اجسام کے ساتھہ تعلّق دیکر اِس مسافرخانہ کو جو دُنیا کے نام سے موسوم ہے اپنی عجایب قُدرتون کی جگہ بناوے آخر اُسمین کوئی قوّت اقتضائی تہی جو اِس بنا ڈالنے کی مُحرّک ہوئی۔ اسی کی طرف اُسکے پاک کلام مین جو قرآن شریف ہے اشارات پائے جاتے ہین جن سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ خُدائیتعالیٰ نے کُل عالم کو اِس غرض سے پیدا کیا کہ تا وُہ اپنی خالقیّت کی صفت سے شناخت کیا جائے اور پہر پیدا کرنے کے بعد اپنی مخلوقات پر رحم اور کرم کی بارشین کین تا وہ رحیمی اور کریمی کی صفت سے شناخت کیا جائے ایسا ہی اُس نے سزا اور جزا دی تا اُسکا

بقیہ حاشیہ جاننا چاہئے کہ دونون قسم وجود واجب اور ممکن کے ایک ایسے دائرہ کی طرح ہین کہ جو خط گذرندہ بر مرکز سے دو قوسون پر منقسم ہو وُہی خط جو قطر دائرہ ہے جسکو قرآن شریف مین قاب قوسین سے تعبیر کیا ہے اور عام بول چال علم ہندسہ مین اُسکو وتر قوسین کہتے ہین وُہ ذات سفیض اور مستفیض مین بطور برزخ واقع ہے کہ جو اپنے اخص کمال مین جو انتہائی درجہ کمالات کا ہے نقطہ مرکز دائرہ سے

منتقم اور منعم ہونا شناخت کیا جائے اِسی طرح وُہ مرنے کے بعد پھر اُٹھائیگا تا اُسکا قادر ہونا شناخت کیا جائے غرض وُہ اپنے سب عجیب کاموں سے یہی مدعا رکھتا ہے کہ تا وُہ پہچانا جائے اور شناخت کیا جائے سو جبکہ دُنیا کے پیدا کرنے اور جزا سزا وغیرہ سے اصلی غرض معرفت الٰہی ہے جو لُب لباب پرستش وعبادت ہے تو اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خُدا تعالیٰ خود تقاضا فرماتا ہے کہ تا اُسکی معرفت جسکی حقیقت کاملہ پرستش وعبادت کے ذریعہ سے کُھلتی ہے اُسکے بندوں سے حاصل ہو جائے جیسا کہ ایک خوبصورت اپنے کمال خوبصورتی کی وجہ سے اپنے حُسن کو ظاہر کرنا چاہتا ہے سو خُدا تعالیٰ جس پر حسن حقیقی کے کمالات ختم ہیں وُہ بھی اپنے ذاتی جوش سے چاہتا ہے کہ وُہ کمالات لوگوں پر کُھل جائیں پس اِس تحقیق سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی عبادت جو مدار و ذریعہ شناخت ہے ضرور اپنے بندوں سے چاہتا ہے اور جو شخص اُسکی اِس خواہش کا مقابلہ کرے اور اُسکی پرستش سے منکر اور منحرف ہو تو ایسے شخص کو نابود کرنے کے لئے اُسکی کبریائی متوجہ ہوتی ہے اگر تُم صفحۂ دُنیا پر غور کر کے دیکھو اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے ابتک سرکشوں اور بدایمانوں سے کیا ہے اور جو کچھ وُہ قدیم سے جفاکاروں اور ستمگاروں سے کرتا چلا آیا ہے اُس پر عمیق نگاہ سے نظر ڈالو تو تم پر نہایت صفائی سے کُھل جائیگا کہ بلا شُبہ یہہ ثابت شدہ صداقت ہے کہ بالضرور خُدا تعالیٰ اپنے ذاتی تقاضا سے نیکی سے دوستی اور بدی سے نفرت اور

بقیہ حاشیہ جو وتر قوس کا درمیانی نُقطہ ہے مشابہت رکھتا ہے یہی نُقطہ تمام کمالات انسان کامل کا دِل ہے جو قوس الوہیت و عبودیت کی طرف بخطوط ساویہ نسبت رکھتا ہے اور یہی نُقطہ ارفع نقاط اُن خطوط عمودیہ کا ہے جو محیط سے قطر دائرہ تک کھینچے جائیں * اگرچہ وتر قوسین اور بہت سے ایسے نقاط سے تالیف یافتہ ہے جو در حقیقت کمالات رومانیہ صاحب وتر کے صور محسوسہ ہیں لیکن بجُز ایک

عداوت رکھتا ہے اور یہی چاہتا ہے کہ لوگ بدی کو چھوڑ دین اور نیکی کو اختیار کرین گو نیکی اور بدی کو جو انسان سے ظہور مین آتی ہے اُسکے کارخانۂ سلطنت مین کوئی مفید یا مُضر دخل نہین ہے لیکن ذاتی تقاضا اُسکا یہی ہے اب ظاہر ہے کہ اگر خدائیتعالی نے رُوحون کو پیدا نہین کیا تو وہ کسی روح سے اِس مطالبہ کرنیکا مستحق نہین ہے کہ وُہ کمال درجہ کی پرستش جو اپنے پیدا کنندہ کے لئے چاہئے کیون اُس سے صادر نہین ہوئی۔

قولہٗ - اب رہی یہہ بات کہ خداوند تعالی اگر بنانے والا نہین تو محیط ہی نہین ہوسکتا یہہ تو وُہ شاید کہتا جو خدا کا ہی بنانیوالا ہوتا کیونکہ خدا کی سب صفات اور طاقتین اِس سبب سے نہین کہ وُہ روحون کے بنانے والا ہے بلکہ حقیقت مین وُہ سب صفات اُس مین موجود ہین۔

اقول - آج ہمین ماسٹر صاحب کے کمالاتِ علمی پر نظر ڈالنے سے بڑا ہی سرور حاصل ہوا ہمین تعجب ہے کہ آریہ لوگ صاحب موصوف کو دیانند کا کیون قایم مقام نہین بناتے ماسٹر صاحب کی نظر مین جو شخص یہہ بات کہے کہ خدائیتعالی کا ہر یک چیز پر محیط ہونا اُسکے خالق ہونے کو مستلزم ہے وُہ اِس قول سے خدا کے بنانے والا بن جاتا ہے - اب

بقیہ حاشیہ نُقطہ مرکز کے اور جسقدر نقاط وتر ہین اُن مین دوسرے انبیاء و رُسل وارباب صدق و صفا بھی شریک ہین اور نُقطہ مرکز اُس کمال کی صورت ہے کہ جو صاحب وتر کو بہ نسبت جمیع دوسرے کمالات کے اعلیٰ و ارفع و اخص و ممتاز طور پر حاصل ہے جس مین حقیقی طور پر مخلوق مین سے کوئی اُسکا شریک نہین ہان اتباع و پیروی سے ظلّی طور پر شریک ہوسکتا ہے اب جاننا چاہئے کہ دراصل اُسی نُقطہ وسطی کا نام حقیقتِ محمدیہ ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا

ماسٹر صاحب کے اس قول کو اسی جگہ بطور امانت رکھ کر اصل مطلب پر نظر کرنی چاہئے کہ یہہ بات نہایت بدیہی اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی چیز پر محیط ہے تو اُسکا علم بھی اُسپر محیط ہوگا اور اُسکی قدرت کاملہ بھی اُسپر محیط ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اُسکی صفات سے الگ نہیں ہے تا یہہ کہا جائے کہ وُہ محیط ہونے کے وقت اپنی صفات کو کسی طاق پر دھر رکھتا ہے - اب جبکہ قدرت کاملہ اور علم کامل خدا تعالیٰ کا ہریک چیز پر محیط ہوا تو یہی حقیقت خالقیت ہے کیونکہ ہم کئی مقام مین پہلے بھی تحریر کر چکے ہین کہ علم کامل کو بشرط قدرت عمل مستلزم ہے اگر انسان کسی چیز کی نسبت علم کامل رکھتا ہو اور باین ہمہ ایسے اسباب بھی اُسے میسر ہون جن سے اُسکو قدرت و طاقتِ عمل پیدا ہو جائے تو اُس چیز کو وُہ بنا سکتا ہے بلکہ ہزارہا صنعتین جو انسان بنا رہا ہے اور ابتدائی پیدائش سے بناتا چلا آیا ہے اُنکے بنائے جانے کی ضروری شرطین یہہ دو ہی ہین اور اگر کسی چیز کا علم کامل ہو اور پھر اُسپر تصرف کرنے کی قدرت کامل بھی ہو تو کوئی وجہ نہین کہ وُہ چیز بنانے سے رہ جائے پس جبکہ انسان کا یہہ حال ہے تو پرمیشر پر وُہ نا معلوم پتھر کونسے پڑگئے کہ ایک طرف تو اُسکی نسبت یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہریک چیز کے بارے مین اُسکا علم کامل ہے اور وُہ اپنے علم کامل اور قدرت کامل کے ساتھہ ہریک چیز اور ذرہ ذرہ پر محیط ہے اور ایک طرف اُسکو خالق اور پیدا کنندہ ہونے سے صاف جواب دیا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ

منبع واصل ہے اور درحقیقت اُسی ایک نقطہ سے خط وتر انبساط وامتداد پذیر ہوا ہے اور اُسی نقطہ کی روحانیت تمام خط وترین ایک ہویت ساریہ ہے جسکا فیضِ اقدس اُس سارے خط کو تعین بخش ہو گیا ہے - عالم جس کو متصوفین اسماء اللہ سے بھی تعبیر کرتے ہین اُسکا اول و اعلیٰ مظہر جس سے وُہ علیٰ وجہ التفصیل صدور پذیر ہوا ہے یہی نقطہ درمیانی ہے جسکو اصطلاحات

جب کہ یہہ بات بدیہی ثبوت ہے کہ خالق ہونا محیط ہونے کی فرع ہے تو پہر اصل صفت کو جو محیط ہونا ہے ذات باری جل شانہٗ مین تسلیم کرکے اُسکی فرع کے ماننے سے کیون انکار کیا جاتا ہے۔ یہہ بات اُجلی بدیہات ہے کہ اصل کے ثبوت کو فرع کا ثبوت لازم پڑا ہوا ہے مثلاً جو شخص طلوع آفتاب کا اقرار کرکے پہر رات ہونے پر ضد کر رہا ہے وُہ اپنی بات کو اپنے ہی قول سے ردّ کرتا ہے اسی طرح جب تم نے اپنے مُونہہ سے مان لیا کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات اور علم کامل اور قُدرت کامل سے ذرّہ ذرّہ عالم پر ایسا محیط ہے کہ ہریک چیز اُسکے احاطہ تام مین معہ اپنی تمام کُنہ و کیفیّت کے مُستغرق ہے تو تمہین اسکی یہہ فرع بھی ماننی پڑیگی کہ وُہ ان چیزون کا خالق بھی ہے کیونکہ علم تام کو عمل جو جو اُسکی فرع ہے لازم پڑا ہوا ہے اور جس طرح یہہ بات ظاہر ہے کہ کسی چیز کے بنانے سے پہلے اوّل اُس چیز کا علم ضروری ہے کہ وُہ چیز اس طور اور اس طریق سے بنانی چاہیئے اسی طرح یہہ بھی ظاہر ہے کہ کسی عمل پر قادر ہونے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ اُس عمل کے مُتعلق علم تام حاصل ہوجائے۔ سو اگر خدا تعالیٰ اعیانِ موجودات کی حقیقت سے جیسا کہ چاہیئے واقف ہے تو بیشک وُہ اُنکے بنانے پر بھی قادر ہے وجہ یہہ کہ علم تام اُسی علم کو کہا جاتا ہے جسکے ذریعہ سے وجود اشیاء کی اصل حقیقت کما حقّہ مُنکشف ہوجائے اور کوئی جُز وجود کی غیر مکشوف نہ رہے۔ انسان کا علم جو ناقص ہے وُہ اسی وجہ سے ناقص ہے

بقیہ حاشیہ اہل اللہ مین نفسی نقطہ احمد مجتبیٰ و محمّد مصطفیٰ نام رکھتے ہین اور فلاسفہ کی اصطلاحات مین عقل اوّل کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور اس نقطہ کو دوسرے دیگر نقاط کی طرف وہی نسبت ہے جو اسم اعظم کو دوسرے اسماء الہیّہ کی طرف نسبت واقعہ ہے۔ غرض سرچشمہ رموزِ غیبی و مفتاح کنوز لاریبی اور انسانِ کامل دکہلانے کا آئینہ یہی نُقطہ ہے اور تمام اسرار مبدء و معاد کی علت غائی اور ہریک زیر و

کہ کُنہ اشیاء تک نہیں پُہنچتا بلکہ وُہ کچھہ تہوڑا ہی چلکر پھر آگے چلنے سے رہ جاتا ہے مثلاً انسان ایک حجری مومیائی کو دیکھہ کر اسقدر تو کہہ سکتا ہے کہ یہہ مومیائی بخارات لطیفہ پتّھر مین سے نکلی ہے اور پہر پتّھر پر غور کرکے کہہ سکتا ہے کہ یہہ پتّھر بالو یعنے ریت کی دہنیت دار اجزاء سے وجود پذیر ہوا ہے اور پہر بالو کی نسبت رائے ظاہر کرسکتا ہے کہ وُہ خاک کے بعض تغیّرات سے پیدا ہوئی ہے لیکن اگر اسکے بعد یہہ آخری سوال کیا جائے کہ خاک کہان سے اور کیونکر پیدا ہوگئی ہے اور اسکے کُنہ دریافت کرنے کی کیا فلاسفی ہے تو اس سوال کے حلّ کرنے سے عاجز رہ جاتا ہے اور اپنے جہل اور عجز کا اقرار کرتا ہے ایسا ہی ہریک چیز کے انتہائی سوال پر اُسکو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑتا ہے - اب ہم لکھتے ہین کہ اگر پرمیشر کا بھی یہی حال ہے کہ اُسکا علم بھی انسان کے علم کی طرح کسی حد پر آکر ٹھہر جاتا ہے اور اُس حد مقرّرہ پر آکر اُسکو اپنے جہل و نادانی و ناتوانی کا اقرار کرنا پڑتا ہے تو بس پھر ہندؤن کے پرمیشر کی ساری ہی کیفیّت معلوم ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ ہندؤن کا فرضی پرمیشر علاوہ اور نقصانون کے جاہل اور عاجز بھی ہے لیکن اگر اُس کا علم غیر محدود اور غیر منقطع ہے اور اُس درجہ کاملہ کُنہ اشیاء تک پہنچا ہوا ہے جس درجہ پر کسی علم کا پُہنچنا حاصل ہونیکو

بقیہ حاشیہ

بالا کی پیدائش کی لمیّت یہی ہے جسکے تصوّر بالکنہ و تصوّر بکنہ سے تمام عقول و افہام بشر یہ عاجز ہین اور جس طرح ہر یک حیات خدا تعالیٰ کی حیات سے مستفاض اور ہر یک وجود اُسکے وجود سے ظہور پذیر اور ہر یک تعیّن اُسکے تعیّن سے خلعت پوش ہے - ایسا ہی نُقطہ محمدیّہ جمیع مراتب اکوان اور خطائر امکان مین باذنہ تعالیٰ حسب استعدادات مختلفہ و طبائع متفاوتہ مُوثّر ہے - اور چونکہ یہہ نقطہ جمیع مراتب الٰہیّہ کا ظلّی طور پر اور جمیع مراتب کونیہ کا منبع واصلی طور پر جامع بلکہ اُنہین دونون کا مجموعہ ہے اسلئے یہہ ہریک مرتبہ کونیہ پر جو عقول و نفوس کُلیہ و جُزئیہ و مراتب طبعیہ

مُستلزم ہے تو خالقیت اُسکی خود ثابت ہے۔

پھر بعد اِسکے ماسٹر صاحب اپنی ایک اور دانائی دکھلاتے ہین اور فرماتے ہین کہ جب کہ پرمیشر نے دُنیا کا کُل جوڑنا جاڑنا کیا تو کیا وُہ محیط نہ ہوا۔ اے ناظرین کیا تم اب بھی نہین سمجھہ سکتے کہ ماسٹر صاحب کسقدر عالم وفاضل ہین۔ اے صاحب اگر آپکا پرمیشر معہ اپنے علم تام وقُدرت کاملہ کے جس سے وُہ کسی حالت مین الگ نہین ہوسکتا دُنیا کی چیزون پر احاطہ تام رکھتا اور اُنکی کُنہ تک اُسکا علم پُہنچا ہوا ہوتا اور اُن کے خواص کی کیفیت اور اُن کی قوتون کی اصل ماہیت انتہائی درجہ پر اُسکو معلوم ہوتی تو اُس کی قُدرت پر یہہ بتہر کیون پڑتی کہ صرف جوڑنے جاڑنے تک محدود رہتی۔ کیا انتہائی درجہ کا علم انتہائی درجہ کے عمل کو نہین چاہتا؟ کیا دُنیا مین کبھی کسی نے دیکھا یا سُنا کہ جس درجہ پر علم ہے عمل اُس درجہ تک نہین پُہنچ سکتا اب واضح رہے کہ ماسٹر صاحب کے اقوال فاسدہ کا خاتمہ بھی اِسی قول پر ہوگیا ہے جس کو ابھی ہم رد کر چکے ہین۔ والحمد للہ علی ما نصرنا واخزی اعدائنا وظہر الحق وھم کارھون۔

مختصر تقریر بطور خلاصہ مباحثہ

ناظرین اِس رسالہ کو پڑھ کر سمجھہ سکتے ہین کہ ماسٹر مرلیدہر صاحب کا اعتراض شق القمر

بقیہ حاشیہ

الی آخر تنزلات وجود سے مُراد ہے اجمالی طور پر احاطہ رکھتا ہے۔ ایسا ہی ظلّ الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الہیّہ سے اِسکو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنے اصل سے ہوتی ہے۔ اور اُمہات صفات الہیّہ یعنے حیواۃ علم ارادہ قُدرت سمع بصر کلام معہ اپنے جمیع فروع کے اتمّ واکمل طور پر اِسمین انعکاس پذیر ہین۔ اِس نُقطہ مرکز کو جو برزخ بین اللہ وبین الخلق ہے یعنے نفسی نُقطہ حضرت سیّدنا محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرّد کلمۃ اللہ کے مفہوم تک محدود نہین

پر کس قدر فضول اور دور از حق ہے کیونکہ اوّل تو یہ اعتراض اگر فرضی طور پر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے اور یہ قرار دیا جائے کہ اس آیت قرآنی کے دوسرے طور پر معنے ہیں تو ایسا قرار دینے سے کوئی بد اثر اسلام پر نہیں پہنچ سکتا اگر کچھ اثر ہوگا تو صرف یہی کہ ہزارہا معجزات میں سے ایک معجزہ بہ پایۂ ثبوت نہ پہنچ سکا لیکن جس حالت میں صدہا شواہد قاطعہ حقیت اسلام پر موجود ہیں اور خود قرآن شریف اپنی ذات میں مجموعہ براہین و دلائل ہے تو پھر اگر عدم ثبوت شق قمر فرض بھی کر لیا جائے تو اس سے حرج یا نقصان کیا ہوا۔ کیا اُن قرآنی معجزات کا کوئی کتاب جو الہامی کہلاتی ہے مقابلہ کر سکتی ہے جن سے ذاتی اعجاز قرآن شریف کا ثابت ہوتا ہے اور اُسکے روحانی خواص بپایۂ ثبوت پہنچتے ہیں۔ قرآن شریف توحید کے کامل اور پُر زور بیان میں۔ اپنے اُصول کو معقول اور مدلّل طور پر ثابت کرنے میں۔ اخلاق فاضلہ کے تمام جزئیات کے لکھنے میں۔ اخلاق ذمیمہ کے معالجات لطیفہ میں۔ وصول الی اللہ کے تمام طریقوں کی توضیح میں۔ نجات کی سچی فلاسفی ظاہر کرنے میں۔ صفات کاملہ الٰہیہ کے اکمل و اتم ذکر میں۔ مبدء و معاد کے پُر حکمت بیان میں روح کی خاصیتوں اور قوتوں اور طاقتوں اور استعدادوں کے بیان میں حکمت بالغہ الٰہیہ کے تمام وسائل پر احاطہ کرنے میں۔ تمام اقسام

بقیہ حاشیہ کر سکتے جیسا کہ مسیح کو اس نام سے محدود کیا گیا ہے کیونکہ یہ نقطہ محمدیہ ظلّی طور پر مستجمع جمیع مراتب الوہیّت ہی اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو ابن سے تشبیہ دی گئی ہے بباعث اُسے نقصان کے جو اُن میں باقی رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفاتِ الوہیت نہیں ہے بلکہ اُسکی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے برخلاف حقیقت محمدیہ کے کہ وُہ جمیع صفات الٰہیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے جس کا ثبوت عقلی و نقلی طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے سو اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلّی طور پر خدائے قادر ذو الجلال سے آن حضرت کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے جو

کی صداقتوں پر مشتمل ہوئے ہیں۔ تمام مذاہب باطلہ کو عقلی طور پر رد کرتے ہیں۔ حقوق عباد اللہ کے قائم کرتے ہیں۔ تاثیرات و تنویرات روحانیہ ہیں۔ اور پھر باین ہمہ فصیح اور بلیغ اور رنگین عبارت میں۔ اس کمال کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے کہ ہر یک حصہ اُسکے بیان کا ان بیانات میں سے درحقیقت معجزہ عظیمہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی آریہ کر سکتا ہے نہ کوئی عیسائی اور نہ کوئی یہودی اور نہ کوئی اور شخص جو کسی مذہب کا پابند ہے۔ اس جگہ بیاں سراسر بے ثمر ہے۔ اور توریت و انجیل سراسر بے اثر۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کتاب نے یہہ دعویٰ نہیں کیا جو قرآن شریف نے کیا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ یعنے انکو کہہ دے کہ اگر سب جن و انس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے تو ممکن نہیں کہ کر سکیں اگرچہ بعض بعضوں

بقیہ حاشیہ ان کے لئے سچا ہے اب ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا اضافی طور پر ناقص ہونا اور قرآنی تعلیم کا سب الہامی تعلیموں سے اکمل و اتم ہونا وہ بھی درحقیقت اسی بنا پر ہے کیونکہ ناقص پر ناقص فیضان ہوتا ہے اور اکمل پر اکمل۔

اور جو تشبیہات قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں اُن میں سے ایک یہی آیت ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ یعنے وہ (حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقعہ ہے بلکہ اس سے نزدیک تر ✗ اب ظاہر ہے کہ وتر کی طرف اعلیٰ میں قوس الوہیت ہے سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنی شدت قرب اور نہایت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا ✗ اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہوا تو اس

کی مدد بھی کرین - اور جو کچھہ قرآن شریف کے ذاتی معجزات اِس جگہ ہم نے تحریر کئے ہین اگر کسی آریہ وغیرہ کو اپنے دل مین کچھہ گھمنڈ یا سر مین کچھہ غرور ہو اور خیال ہو کہ یہہ معجزہ نہین ہے بلکہ وید یا اُسکی کوئی اور کتاب جسکو وُہ الہامی سمجھتا ہے اُسکا مقابلہ کرسکتی ہے تو اُسے اختیار ہے کہ آزما کر دیکھہ لے اور ہم وعدہ کرتے ہین کہ اگر کوئی مخالف ممتاز اور ذی علم لوگون مین سے اِن معجزات قرآنیہ مین سے کسی معجزہ کا انکاری ہو اور اپنی کتاب الہامی مین زور مقابلہ خیال کرتا ہو تو ہم حسب فرمائش اُسکے کوئی قسم اقسام معجزات ذاتیہ قرآن شریف مین سے تحریر کرکے کوئی مستقل رسالہ شایع کردینگے پھر اگر اُس کی الہامی کتاب قرآن شریف کا مقابلہ کرسکے تو اُسے حق پہنچتا ہے کہ تمام معجزات قرآنی سے منکر ہو جائے اور جو شرط قرار دی جائے ہم سے پوری کرلے ورنہ صرف عناد اور کوردلی

بقیہ حاشیہ

نا پیدا کنار دریا مین جا پڑا اور الوہیت کے بحر اعظم مین ذرہ بشریت گم ہوگیا - اور یہہ بڑہنا نہ مستحدث اور جدید طور پر بلکہ وُہ ازل سے بڑہا ہوا تہا اور ظلی اور مستعار طور پر اِس بات کے لائق تہا کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریرین اُسکو مظہر اتم الوہیت قرار دین اور آئینہ حق نما اُسکو ٹھہراوین پہر دوسری آیت قرآن شریف کی جس مین یہی تشبیہہ نہایت اصفی واجلی طور پر دی گئی ہے یہہ ہے اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰہَ - یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یعنے جو لوگ تجہہ سے بیعت کرتے ہین وُہ خدا سے بیعت کرتے ہین - خُدا کا ہاتہہ ہے جو اُنکے ہاتہون پر ہے - واضح ہو کہ جو لوگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کرتے تہے وُہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیکر بیعت کیا کرتے تہے اور مردون کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے سو اِس جگہ اللہ تعالی نے بطریق مجاز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دیا

کی وجہ سے معجزہ شق القمر سے انکار کرنا ایسا امر نہین ہے کہ جس سے اسلام کے ایک بال کو بھی ضرر پہنچ سکے جب معجزات موجودہ قرآنیہ کا مخالفین سے ردّ نہین ہو سکتا تو موجود کو چھوڑ کر اُن معجزات کی بحث چھیڑنا جواب آنکھوں کے سامنے نہین ہین سراسر بے راہی ہے۔ ماسوا اسکے جس قدر ہم نے مقدمہ مین قانونِ قدرت کی تحقیقات مین لکھا ہے اُسکے پڑھنے سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ شق قمر کا استبعاد عقلی درحقیقت ایسا نہین ہے جیساکہ نادان نیم حکیم خیال کرتے ہین ابھی تک کسی عقل نے خواص قمری وشمسی پر احاطہ نہین کیا اور نہ یہہ ثابت کیا کہ خدا تعالی ان چیزوں کو بنا کر بکلّی بے تعلق ہو گیا ہے اور اب یہہ چیزین اُس سے باغی ہین بلکہ خدا تعالی اُسکے دونون ہاتھہ جو اوسکی ابدی طور پر کھلے ہین اوسکی بے انتہا اور ناپیداکنار قدرتون سے جوچاہتا ہے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم

بقیہ حاشیہ

اور اُنکے ہاتھہ کو اپنا ہاتھہ قرار دیا۔ یہہ کلمہ مقام جمع مین ہے جو بوجہ نہایت قرب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بولا گیا ہے اور اسی مرتبہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دوطرفہ پر موقوف ہے اس آیت مین بھی اشارہ ہے۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ تو نے نہین چلایا خدا نے ہی چلایا جبکہ تو نے چلایا ایسا ہی یہہ اشارہ اس دوسری آیت مین پایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنے اُنکو کہہ دے کہ اے میرے بندو جنہون نے اپنی جانون پر اسراف کیا (یعنے ارتکاب کبائر کیا) تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو وہ تمہارے سب گناہ بخش دیگا۔ اب ظاہر ہے کہ بنی آدم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے تو بندے نہین ہین بلکہ سب نبی وغیر نبی خدا تعالی کے بندے ہین لیکن چونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے مولی کریم سے قُرب اتم یعنے تیسرے درجہ کا

شئے لازم نہین آتا جس حالت مین کرۂ ارض مین خاصیت زلازل و انشقاق و اتصال پائی جاتی ہے چنانچہ بعض گذشتہ زمانون مین صدہا میل تک زمین منشق ہوکر تہ و بالا ہوگئی ہے اور اب بھی ایسے حوادث ظہور مین آتے رہتے ہین اور ان حوادث سے اُس کی گردش مین کچھہ بھی فرق نہین آتا تو پھر حوادث قمری پر کیون تعجب کیا جائے کیا ممکن نہین ہے کہ اُسمین حکیم مطلق نے انشقاق و اتصال کی دونون خاصیتین رکھی ہون جنکا ظہور اوقات مقررہ سے وابستہ ہو اور ازلی ارادہ سے وُہی وقت ظہور مقرر ہو جبکہ ایک نبی سے ایسا ہی معجزہ مانگا گیا - یہہ بھی ممکن ہے کہ نبی کی قوت قدسیہ کے اثر سے دیکھنے والون کو کشفی آنکھہ عطا کی گئی ہون اور جو انشقاق قرب قیامت مین ہونے والا ہے اُسکی صورت اُنکی آنکھون کے سامنے لائی گئی ہو کیونکہ یہہ بات محقق ہے کہ مقربین کی کشفی قوتین اپنی شدت حدت کی وجہ

بقیہ حاشیہ قرب حاصل تہا سو یہہ سخن بہی مقام جمع سے سرزد ہوا اور مقام جمع قاب قوسین کا مقام ہے جسکی تفاصیل کتب تصوف مین موجود ہے ایسا ہی اللہ تعالی نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھہ دیئے ہین جو خاص اُس کی صفتین ہین جیسا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد رکہا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ نہائت تعریف کیا گیا سو یہہ غائت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالی کی شان کے لائق ہے مگر ظلی طور پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ایسا ہی قرآن شریف مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دُنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچا یا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدا تعالی کے نام ہین اِن نامون سے بہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہین اور کئی مقام قرآن شریف مین اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہین اور اُنکا کلام خدا کا کلام اور اُنکا ظہور خدا کا ظہور اور اُنکا

سے دوسروں پر بھی اثر ڈال دیتے ہیں اسکے نمونے ارباب مکاشفات کے قصوں میں بہت پائے جاتے ہیں بعض اکابر نے اپنے وجود کو ایک وقت اور ایک آن میں مختلف ملکوں اور مکانوں میں دکھلا دیا ہے باذن اللہ تعالی اور اس جگہ ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ حال کی فلسفی تحقیقاتیں شہادت دے رہی ہیں کہ شق قمر نہ صرف ایکمرتبہ بلکہ مخفی طور پر یہہ انشقاق واتصال ہمیشہ شمس و قمر میں جاری ہے کیونکہ اس زمانہ کی فلاسفی اپنی مستحکم رائے ظاہر کرتی ہے کہ شمس و قمر میں ایسی ہی آبادی حیوانات و نباتات وغیرہ ہے جیسی زمین پر ہے اور یہہ امر انشقاق واتصال قمری کو ثابت کرنے والا ہے کیونکہ یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جس کرہ میں حیوانات و نباتات وغیرہ پیدا ہوتے ہیں وہ اسی کرہ کا مادہ لیکر جسم پکڑتے ہیں یہہ نہیں کہ کسی دوسرے کرہ سے گاڑیوں اور چھکڑوں پر وہ مادہ جاتا ہے اب جبکہ یہہ ماننا پڑا کہ کرہ قمری میں جسقدر حیوانات اپنے حرکت ارادے سے چلنے والے موجود ہیں اور ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں انکا جسمی مادہ وہی ہے جو کسی وقت جرم قمر سے اتصال رکھتا تھا تو اس سے یہہ بھی ماننا پڑا کہ جرم قمر کو ہمیشہ انشقاق لازم ہے اور پھر ان حیوانات کے مرجانے سے انشقاق کے بعد اتصال بھی لازم پڑا ہوا ہے تو اب اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ اصل صورت انشقاق واتصال کی ہر وقت قمر میں بلکہ شمس میں بھی موجود ہے ہاں ایک

بقیہ حاشیہ

آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہہ آیت بھی ہے قُل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کرلیا اور آنحضرت کا ظہور فرمانا خداتعالی

بزرگ ہونا اُس انشقاق و اتصال کا وہ واقعہ شق قمر ہے جسکا قُرآن شریف مین ذکر ہے سو جبکہ خورد ہونا کو فلسفی لوگ خود مانتے ہین تو بزرگ سے انکار کرنے کی کیا وجہ ہے اصل بات تو فلسفیون کے طریق پر بھی ثابت ہے کہ قمر اور شمس کی جرم مین انشقاق اور اتصال دونون ہوتے رہتے ہین اسی بنا پر تو اِن دونون کرہ مین حیوانات کی آبادی تسلیم کی گئی ہے تو پھر یہہ کیسا جاہلانہ سیاپا ہے کہ پرمیشر شق قمر پر قادر نہین - علاوہ اسکے ہم نے تاریخی طور پر مضبوط ثبوت دیدیا ہے کہ ضرور شق القمر وقوع مین آیا - یہہ بھی بیان کردیا گیا کہ اگر قُرآن شریف مین یہہ معجزہ خلاف واقع لکھا جاتا اور خلاف واقعہ اُسکی اشاعت ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ مخالفین جن کی نسبت گواہ رویت ہونے کا الزام لگایا گیا چپ رہتے - ہم نے اس بحث مین یہہ بھی لکھہ دیا ہے کہ کتاب مہابھارت جسکی تالیف بیاس کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس بات پر گواہی دیتی ہے کہ ایک زمانہ مین شق قمر ضرور ہوا تھا - اب ناظرین اپنی عقل و انصاف سے سوچ لین کہ کیا یہہ ثبوت جو ہم نے دیئے ہین کچھہ کم ہین کیا تاریخی واقعات کے ثابت کرنے والے اس سے بڑھ کر ثبوت دیا کرتے ہین اور جو کچھہ ہم نے آریون کے اُصول و عقائد پر اعتراض کیا ہے وُہ بھی ناظرین کے آگے ہے - وید کی یہہ تعلیم کہ خُدائیتعالیٰ روحون اور مواد کا خالق نہین

بقیہ حاشیہ کا ظہور فرمانا ہوا ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکرون کے بھاگ گیا اور اُسکی تعلیمین ذلیل اور حقیر ہوگئین اور اُسکی گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی - اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سورۃ آل عمران جزو تیسری مین مُفصّل یہہ بیان ہے کہ تمام نبیون سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیت شان خاتم الرسل پر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین ایمان لاؤ اور اُنکی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے مین بدل وجان مدد

اور اسکی طرح ہر یک چیز خود بخود اور قدیم اور واجب ہے اور ہمیشہ کے لئے کسی کو نجات نہیں اسکے سب مفاسد ہم نے اِس رسالہ مین بیان کر دیئے ہین اور اسکی رد کے دلائل اپنے ہاتھ سے لکھہ دیئے ہین اور ہم ہر یک پر ظاہر کرتے ہین کہ یہہ نہایت بُری تعلیم ہے کہ جو انسان کو اپنے خالق سے اصلی پیوند ہے اُسکو بھی دور کرنا چاہتی ہے چہ جائیکہ اُسکو دُوسرے پیوند کی خوشخبری دی۔ ایسا ہی یہہ لوگ وید کے بعد دُنیا کے انتہائی کمالات الہامات الہیّہ کے منکر ہین یہہ کسقدر مفسدانہ خیال ہے۔ نبی کا وجود اِس لئے ہوتا ہے کہ تا وُہ اپنے ظہور سے نقطہ آخری ترقیات انسانیہ کا ظاہر کرے اور اپنے وجود سے دو طرفہ نمونہ صدق عبودیت و فیض ربوبیّت قائم کرکے سالکین و مجاہدین کی کمر ہمّت مضبوط کرے اور اُنکو اُسی انتہائی کمال تک اپنے تعطف سے پہنچانا چاہے جسپر عنایت ایزدی نے اُسکو قائم کیا ہے لیکن یہہ لوگ الہام کو جو کمالیت کی حقیقی علامت ہے ویدون تک محدود رکہتے ہین اور اگر کوئی آریہ ہمارے اِس تمام رسالہ کو پڑھکر پھر بھی اپنی ضد کو چھوڑنا نہ چاہئے اور اپنے کج بات سے باز نہ آوے تو ہم خدا تعالٰی کی طرف سے اشارہ پاکر اُسکو مباہلہ کی طرف

بقیہ حاشیہ

کرو۔ اِسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گذرے ہین وُہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اقرار کرتے آئے ہین ✗ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت مین یہہ بات کہکر کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے اُن پر چمکا صاف جتلا دیا کہ جلالیت الٰہی کا ظہور فاران پر آکر اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اور آفتاب صداقت کی پوری پوری شعاعین فاران پر ہی آکر ظہور پذیر ہوئین اور وہی توریت ہمکو یہہ بتلاتی ہے کہ فاران مکّہ معظمہ کا پہاڑ ہے جسمین حضرت اسماعیل علیہ السلام جدّ امجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سکونت پذیر ہوئی

بُلاتے ہین۔ مذہب کی جڑہ خُداشناسی اور معرفت نعماء الہی ہے اور اُسکی شاخین اعمالِ صالحہ اور اُسکی پہول اخلاقِ فاضلہ ہین اور اُسکا پہل برکات روحانیہ اور نہائت لطیف محبت ہے جو رب اور اُسکے بندہ مین پیدا ہوجاتی ہے اور اُس پہل سے متمتع ہونا روحانی تقدس و پاکیزگی کا ثمر ہے۔

ترکِ خوبی مے کناند خوبتر　　عشق را درمان بود عشقِ دگر　　شیر با شیرے نماند زور تن

می توان آہن بآہن کوفتن　　گر غریق اندر نجاست ہاستن　　رو بدریائے ورآ و غوطہ زن

کمالیت محبت کمالیت معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور عشقِ الہی بقدر معرفت جوش مارتا ہے اور جب محبت ذاتیہ پیدا ہوجاتی ہے تو وُہی دن نئی پیدائش کا پہلا دن ہوتا ہے اور وُہی ساعت نئے عالم کی پہلی ساعت ہوتی ہے لیکن وید خُداشناسی کے بارے مین نہایت درجہ کا ناقص اور رہزن ہے اور نعماء الہی کے بیان کرنے مین نہایت درجہ قاصر ہے کیونکہ وُہ خدا تعالیٰ کے اصل رحم اور فضل سے بکلّی منکر ہے اور بجز ثمرۂ اعمال

بقیہ حاشیہ

اور یہی بات جغرافیہ کے نقشون سے بپایۂ ثبوت پُہنچتی ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہین کہ مکہ معظمہ مین سے بجز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول نہین اُٹھا سو دیکہو حضرت موسیٰ۔ کیسی صاف صاف شہادت دی گئی ہے کہ وُہ آفتاب صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا اُسکی شعاعین سب سے زیادہ تیز ہین اور سلسلہ ترقیاتِ نور صداقت اُسی کی ذات جامع برکات پر ختم ہے۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت وعظمت کا اقرار کرکے زبور پینتالیس مین یون بیان کیا ہے (۲) تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے۔ تیرے لبون مین نعمت بتائی گئی ہے اسی لئے خدا نے

اُسکی کسی نعمت و رحمت کا قائل نہین یہان تک کہ چاند اور سورج اور زمین وغیرہ اجزاء ضروریہ اَولیہ عالم کی وید کے روسے خدا تعالی کی ذاتی و اصلی رحمت نہین بلکہ یہہ بھی کسی آریہ کے نیک عمل کی وجہ سے ہر یک نئی دُنیا مین خواہ نخواہ پرمیشر کو پیدا کرنی پڑتی ہین غرض وید کے روسے پرمیشر مین اپنی ذاتی رحمت کا نام ونشان نہین جو کچھ آسمان و زمین مین نظر آتا ہے وُہ آریون کے نیک عملون کی وجہ سے پیدا ہو گیا مگر پرمیشر کی اسمین بڑی بہاری غلطی یہہ ہے کہ وُہ زمین اور چاند و سورج وغیرہ کو پیدا تو کرے صرف آریون کے نیک عملون کی وجہ سے اور پہر دوسرے مُلکون کے لوگون کو بھی اُس بندون کے حق خاص مین شریک کردے کیا ظُلم ہے؟ ایسا ہی وید نے اعمال صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ کے بیان سے فراغت کر رکھی ہے آریہ لوگون کے شتر بے مہار رہنے کی یہی وجہ ہے کہ عبودیت اور پرستش کے

بقیہ حاشیہ

تجھہ کو ابد تک مبارک کیا۔ (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا دہنا ہاتھہ تجھے ہیبت ناک کام دکہاویگا (۵) بادشاہ کے دلون مین تیرے تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گرجاتے ہین (۶) اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے (یہہ فقرہ اُسی مقام جمع سے ہے جو قرآن شریف مین کئی مقام مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بولا گیا ہے) تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی اسی لئے خدا نے جو تیرا خُدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبون سے زیادہ تجھے مُعطّر کیا۔* بادشاہون کی بیٹیان تیری عزت والی عورتون مین اسی طرح حضرت یسعیا نبی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت و عظمت و مظہر تام الوہیت ہونے کے بارے مین اپنے صحیفہ کے باب بیالیس ۴۲ مین بطور

پاک طریقے اور تزکیہ تصفیہ نفس کی خالص تدبیرین تو وید مین ہرگز نہین ہین پرستش کی جڑھ تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جائے یا سُنا جائے تو ضرور سچے محبّ کے لئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے مگر آریہ لوگ اس سے کوسون دور ہین اگر وید کو پڑھین تو اُنہین اُسکی حقیقت ہی معلوم ہو۔ اب تو اُنکی پرستش یہی ہے کہ وُہ ناحق گھی وغیرہ چیزون کو ہوم کے خیال سے آگ پر برباد کرتے ہین اگر یہہ چیزین کسی کو کھانے کو دیدین تب بھی کچھہ بات ہو۔ برکات روحانیہ و محبّت دو طرفہ کا تو کیا ذکر کرین اِس نعمت سے متمتع ہونا تو وید کے رشیون کی نسبت بھی ثابت نہین ہوتا بلکہ یہہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ وُہ کون تھے کیا نام تھا کس شہر مین رہا کرتے تھے اور کس عمر مین الہام پایا تھا اور اُنکے ملہم ہونے کے کیا کیا ثبوت ہین۔ یہہ جو سُنایا جاتا ہے کہ اُنکا نام اگنی و وایو یعنے

بقیہ حاشیہ

پیش گوئی وحی پاکر یون بیان کیا ہے۔ دیکھو میرا بندہ جسے مین سنبھالون گا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ مینے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قومون پر راستی ظاہر کریگا۔ وُہ نہ گھٹیگا اور نہ تھکیگا جب تک راستی کو زمین پر قایم نہ کرے۔ بیابان اور اُسکی بستیان کیدار (یعنے عرب) کے آباد دیہات (جس سے مکہ معظمہ وغیرہ مراد ہین) اپنی آواز بلند کرین ✱ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا (خداوند سے مُراد ظلّی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہین کیونکہ وُہ مظہر اتم الوہیّت اور درجہ سوم قُرب پر ہین جیسا کہ کئی دفعہ ہم بیان کر چکے ہین ✱) وُہ اپنے تئین اپنے دشمنون پر قوی دکھلائیگا۔ قدیم سے مین خاموش رہا ہون اور ستا یا اور آپکو روکے گیا پر اب مین اُس عورت کی طرح جو دردزہ مین ہو چلاؤنگا۔ مین پہاڑون اور ٹیلون کو ویران کر ڈالون گا۔ اور اندھون کو اُس راہ سے جسے وے نہین جانتے لے جاؤن گا۔

آگ و ہوا وغیرہ تھا یہہ سب بناوٹی باتین ہین جیسا کہ منشی اندرمن صاحب مرادآبادی بھی اپنے رسالہ آریہ تیور پرکاش مین اسکے قائل ہین - ہندؤن کو آگ وغیرہ اپنے دیوتاؤن سے بہت پیار رہا ہے اور رگوید کی پہلی شرتی اگنی ہی سے شروع ہوتی ہے سو جن چیزون سے وہ پیار کرتے تھے انہین چیزون پر ویدون کا نازل ہونا چھاپ دیا ورنہ ویدون مین تو کہین نہین لکھا کہ حقیقت مین ایسے چار آدمی کسی ابتدائی زمانہ مین گذرے ہین اور انہین پر وید نازل ہوئے ہین اور اگر لکھا ہے تو پھر آریون پر واجب ہے کہ ویدون کے روسے انکا ملہم ہونا اور انکا سوانح عمری کسی رسالہ مین چھپوادین آریون کا یہہ اعتقادی مسئلہ ہے کہ ابتدائے دنیا مین نہ صرف ایک دو آدمی بلکہ کروڑہا آدمی مختلف ملکون مین مینڈکون کی طرح زمین کے بخار سے پیدا ہو گئے تھے ان مین سے آریہ دیس کے چار رشی ملہم اور باقی سب مخلوقات الہام سے بے نصیب اور ان ملہمون کے حوالے کر دی گئی تھی اس

بقیہ حاشیہ

ایسا ہی یوحنا نبی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیش گوئی گواہی دی جو انجیل متی باب سوم مین اس طرح پر درج ہے (۱۱) مین تو تمہین توبہ کے لئے پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ مین اسکی جوتیان اٹھانے کے لائق نہین وہ تمہین روح قدس اور آگ سے بپتسما دیگا - اس پیشگوئی پر بعض نادانی کی راہ سے عیسائی لوگ خصومت کرتے ہین کہ یہہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق مین ہے مگر یہہ دعوی سراسر باطل و بے بنیاد ہے اوّل تو حضرت مسیح حضرت یوحنا کے ہم عصر تھے نہ کہ بعد مین آنے والے یا بعد مین ابنیت کا منصب پانے والے - ماسوا اسکے ہر یک شخص آزما سکتا ہے کہ دائمی طور پر سچے طالبون کو روح قدس اور آتش محبت سے بپتسما دینے والا آسمان کے نیچے صرف ایک ہی ہے یعنے جناب سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جسکے جلال تام کا حضرت مسیح اپنی پیشگوئیون

صورت مین ضرور لازم آتا ہے کہ اپنے ملہمون کی تمیز و شناخت کے لئے پرمیشر نے اُن رشیون کو کوئی ایسے نشان دیئے ہون جن سے دوسرے لوگ جو اُسی زمانہ مین پیدا ہوئے تھے اُنکو شناخت کرسکین اور اگر ایسے نشان دیئے تھے تو وید مین سے ثابت کرنی چاہئے اور یقیناً سمجھنا چاہئیے کہ یہہ بھی بڑی لاف ہے کہ وید کے رشی تمام ممالک کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے تھے اگر ایسا ہوتا تو وید مین ضرور یہہ لکھا ہوتا کہ کبھی وُہ رشی اپنی چار دیوار آریہ دیس سے نکلکر کسی دور دراز ملک مین وعظ کرنے کے لئے گئے تھے وید مین امریکہ کا کہان ذکر ہے افریقہ کا نشان کہان پایا جاتا ہے یوروپ کے مختلف ملکون اور حصون سے وید کو کب خبر ہے بلکہ ایشیائی ملکون کی اطلاع سے بھی وید غافل ہے اور اُسکے پڑھنے سے جابجا صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشر کی ہمگی تمامی جائداد ہندوستان یعنے

بقیہ حاشیہ

مین آپ اقرار کرتے ہین۔ اور اسی روح کے بپتسما کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین اشارہ بھی فرمایا ہے جیسا کہ وُہ فرماتا ہے۔ وایدھم بروح منہ یعنے خدا تعالیٰ مومنون کو روح قدس سے تائید کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ۔ یعنے یہہ خدا کا بپتسما ہے اور کون سا بپتسما اُس سے بڑھ کر خوبصورت ہے۔

اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ جو قوم روح القدس سے کسی وقت تائید دی گئی ہے وُہ اب بھی دیجاتی ہے کیونکہ اب بھی وُہی خدا ہے جو پہلے تھا اور قوم بھی وہی ہے جو پہلی تھی سو اگر حضرات عیسائیون کو اس بات مین کچھ شک ہو کہ اس پیش گوئی کا مصداق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین حضرت مسیح نہین ہین تو نہائت صاف اور سہل طریق فیصلہ کرنے کا یہہ ہے کہ چالیس دن تک کوئی ایسے پادری صاحب جو اپنی قوم مین نہائت بزرگ اور روح قدس کا بپتسما

آریہ دیس ہی ہے بہلا اگر ہم ان تمام باتون مین سچے نہین ہین تو ویدون کے رو سے یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ کسی وید کے رشیون نے آریہ دیس سے باہر قدم رکھہ کر اور ویدون کو اپنی بغل مین لیکر غیر ممالک کا بھی سفر کیا تہا یہہ بات ہرگز ثابت نہین ہوسکتی پنڈت دیانند بھی ثابت نہ کرسکا اب عجیب طور پر وید کے پرمیشر کا ظلم ثابت ہوتا ہے کہ ایک طرف تو وید صاف اقراری ہے کہ دُنیا کی ابتدا مین متفرق طور پر متفرق ممالک مین نوع انسان زمین سے پیدا ہو گئے تہے اور اُن سب کی اصلاح کے لئے وید آئے تہے اور پہر دوسری طرف یہہ عجیب وید کچھہ ثبوت ہاتہہ مین نہین پکڑاتا کہ کب اور کس وقت ویدون کے رشی دوسرے ملکون مین سمجہانے کے لئے گئے تہے یا اپنے خط بھیجے تہے یا پیغام پہنچانے سے شرط تبلیغ پوری کی تھی یا وید مین وصیت کرگئے تہے کہ فلان فلان ملک اور بھی ہین انمین

بقیہ حاشیہ

پانے کے لائق خیال کئے جاتے ہون اور انکی بزرگواری اور خدارسیدہ ہونے پر اکثر عیسائیون کو اتفاق ہو وہ اس امر کی آزمائش و مقابلہ کے لئے کہ روح قدس کی تائیدات سے کونسی قوم عیسائیون اور مسلمانون مین سے فیضیاب ہے کم سے کم چالیس دن تک اس عاجز کی رفاقت اور مصاحبت اختیار کرین پہر اگر کسی کرشمہ روح القدس کے دکہلانے مین وہ غالب آجائین تو ہم اقرار کرلین گے کہ یہہ پیش گوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے حق مین ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ اسکو چند اخبارون مین چہپوا بھی دینگے لیکن اگر ہم غالب آگئے تو پادری صاحب کو بھی ایسا ہی اقرار کرنا پڑے گا اور چند اخبارون مین چہپوا بھی دینا ہوگا کہ وہ پیش گوئی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نکلی مسیح کو اس سے کچھہ علاقہ نہین - بلکہ اس تصفیہ کے لئے ہمارے صحبت مین ہی رہنا کچھہ ضروری نہین یہہ عاجز عنقریب اس رسالہ کے بعد رسالہ سراج منیر کو انشاء اللہ القدیر چہپوانے والا ہے

جاؤ اور وید کی تعلیم کو اُن مُلکوں مین پہیلاؤ سو جبکہ ثابت ہے کہ ویدون نے دُوسرے مُلکون سے کبھی کچھہ غرض نہین رکھی سو اِس سے آریون کی زبان درازی کا اندازہ کرلینا چاہئیے کہ وُہ وید کے چار نا معلوم رشیون کے مقابل خُدا تعالی کے ہزارہا پاک نبیون کو جو مختلف ممالک مین ہوئے ہین جن کی روشنی زمین پر آفتاب کی شعاع کی طرح پہیل گئی مکّار

بقیہ حاشیہ

وُہ سب مضمون روح القدس کی تائید سے ہی بہم پہنچا ہے سو اب کوئی ایسا عیسائی جو قوم مین بزرگوار اور واقعی نیک بخت ہو اُسکا مقابلہ کرکے دکھاوے ورنہ کون دانا ہے جو بے امتحان اُنکی روح القدس کے بپتسما کا قائل ہوگا۔ چون گمانے کنم اینجا مدد روح قدس ✦ کہ مرا در دل شان دیو نظرے آید ✦ خود این مددہاست در اسلام چو خورشید عیان ✦ کہ بہر عصر مسیحائی دگر مے آید۔

اب ہم پہر اصل کلام کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ شانِ جلیل و عظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جو مظہر اتم الوہیت ہے جیسے تمام نبی ابتدا سے بیان کرتے آئے ہین ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے اُس شانِ عالی کا اقرار کیا ہے یہہ اقرار جا بجا انجیلون مین موجود ہے بلکہ اِسی اقرار کے ضمن مین حضرت مسیح علیہ السلام اقرار کرتے ہین کہ میری تعلیم ناقص ہے کیونکہ ہنوز لوگون کو کامل تعلیم کی برداشت نہین مگر وُہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے (یعنی سیّدنا حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم جسکا قُرآنِ شریف مین بہی نام حق آیا ہے) وُہ کامل تعلیم لائیگا اور لوگون کو نئی باتون کی خبر دیگا۔ انجیل برنباس مین تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جو محمّد ہے درج ہے اور اُسکے ٹالنے کے لئے یہہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانون نے کسی زمانہ مین یہہ نام نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا کتاب برنباس مین درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی گویا مسلمان لوگ کسی رات کو

اور فریبی اور ٹھگ کے نام سے موسوم کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھلا مانس یہہ خیال نہیں کرتا کہ اوّل تو حکمت اور رحمت عامہ خدا تعالیٰ سے یہہ بہت بعید ہے کہ قدیم سے اور ازل سے ابد تک ایک خاص اور محدود جگہ سے بے وجہ تعلّق پیدا کر کے ہزارہا ممالک وسیعہ کو اپنے الہام اور کلام سے اور براہ راست فیض یاب ہونے سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھے ماسوا اس کے

بقیہ حاشیہ

اتفاق کر کے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برنباس کی انجیلوں میں جابجا محمدؐ نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانوں میں اپنی طرف سے انجیل برنباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اُسکے لکھہ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وُہ کتابیں اُنکے کتب خانوں میں رکھہ آئے لیکن ایک انگریزی فاضل عیسائی جس نے کچھہ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ میں اُس تقریب کے بیان میں کہ انجیل برنباس میں پیش گوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں موجود ہے یہہ قصّہ تحریر کیا ہے کہ برنباس کی انجیل پوپ پنجم کے کتب خانہ میں تھی اور ایک راہب جو اُس پوپ کا دوست تھا اور مُدّت سے اِس انجیل کی تلاش میں تھا وُہ پوپ کی الماری میں جبکہ پوپ سویا ہوا تھا اِس انجیل کو پاکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہہ میری وُہ مراد ہے جو مدّت کے بعد پوری ہوئی اور اُس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا اور نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کھلا کھلا انجیل میں لکھا ہوا دیکھہ کر مسلمان ہو گیا پس اِس فاضل انگریزی کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہہ کتاب پوپوں کے کتب خانوں میں چاروں انجیلوں میں شامل کر کے عزّت کے ساتھہ رکھی جاتی تھی تبھی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اُس انجیل کو پڑھ کر مسلمان

* حاشیہ در حاشیہ متعلق صفحہ ۲۴۲ سطر چشمہ آریہ

اس انگریز کا نام جارج سیل صاحب ہے جو اکابر علماء عیسائیون سے ہے انکا ترجمہ قرآن شریف جو انکی طرف سے شائع ہو کر مطبع لنڈن فریڈیرک وارن اینڈ کمپنی مین چھپا ہے اُسکے پہلے دیباچہ مین مؤلف موصوف نے یہہ عجیب تذکرہ کہ ایک بزرگ راہب انجیل برنباس پڑھ کر اور اُسمین پیش گوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین کُھلے کُھلے طور پر پا کر مسلمان ہو گیا تھا اس طور سے (جو نیچے لکھا جاتا ہے) بیان کیا ہے۔

فرامیرینو جو ایک عیسائی مانک یعنے ایک بزرگ راہب تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھکو ایک تحریر آیرنس صاحب کی (جو ایک فاضل مسیحیون مین سے ہے) منجملہ اُسکی اور تحریرون کے جن مین وہ پولوس کے برخلاف ہے نظر سے گذری اِس تحریر مین آیرنس صاحب (جو پولوس عیسائی کے مخالف ہین) اپنے بیان کی صداقت کی بابت انجیل برنباس کا حوالہ دیتے ہین۔ تب مین اِس بات کا نہایت شائق ہوا کہ انجیل برنباس کو مین بہی دیکھون۔ اور اتفاقاً تقریب یہہ نکل آئی کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے پوپ پنجم کا مجھسے اتحاد و دوستانہ کرا دیا۔ ایک روز جبکہ پوپ موصوف کے کُتب خانہ مین ہم دونون اکٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے مین نے دل بہلانے کو اُنکی کتابون کا ملاحظہ کرنا شروع کیا سو سب سے پہلے جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ وہی انجیل برنباس تھی جسکا مین متلاشی تھا۔ اُسکے مل جانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی اور مین نے یہہ چاہا کہ ایسے نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھون۔ تب مین پوپ صاحب کے جاگنے پر اُن سے رخصت ہو کر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لے گیا جسکے پڑہنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن شریف جارج سیل صاحب۔

پر صفحہ ۵۸ سطر ۱۴ - اسی ترجمہ مین جارج سیل صاحب اپنے عیسائی
تعصب کے جوش سے یہہ بے دلیل اور مہمل رائے لکھتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے کہ
انجیل برنباس مین لفظ پیری قلیط (جسکا ترجمہ محمدؐ ہے) مسلمانون نے داخل کردیا
ہوگا مگر یقین کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب اصلی جعل مسلمانون کا نہین - یعنے مسلمانون
نے اُسمین صرف اِسقدر جعل کیا ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنیکی پیش گوئی
بتصریح نام اُسمین لکھدی ہے اور جعل یہہ اس لئے ٹھہرا کہ یہہ پیش گوئی صریح
صریح اُسمین موجود ہے جسکا ماننا حضرات عیسائیون کو کسی طرح سے منظور ہی
نہین اور لُطف یہہ کہ آپ ہی اقراری ہین کہ اس پیش گوئی کو پڑہ کر بڑے بڑے
نیک بخت اور فاضل راہب مسلمان ہوتے رہے ہین فتدبّر -
منہ

[illegible]

یہہ کسقدر سخت شاہی ظلم ہے کہ اُس عجیب العقل پرمیشر نے تمام ہدائتون کو ویدون مین محدود رکھہ کر اور اپنے کلام اور الہام کو ویدپر ختم کرکے پہر مُونہہ کہولکر اُن رشیون کو یہہ ہدائت نہ دی کہ دُنیا مین میرے اَور بندے بھی ہین جن مین کوئی اَور نبی میری طرف سے پیدا نہین ہوسکتا کیونکہ خاص تم چارون سے ہی ہمیشہ کے لئے میرا یارانہ ہے سو تم اُن ملکون مین

بقیہ حاشیہ

ہوتے تھے۔ پادری صاحبون نے مُدت تک اپنی کتابون مین جو ہندوستان مین آکر اُردو مین تالیف کین اِس انجیل کا کسی کتاب مین تذکرہ نہین کیا اَور مسلمانون اور ہندؤن مین سے ایسے لوگ بہت کم ہونگے جنکو یہہ معلوم ہوگا کہ عیسائیون کے پاس اِن چار انجیلون کے علاوہ پانچوین انجیل بہی ہے جسکو پڑہ کر بڑے بڑے فاضل اور خداترس راہب مسلمان ہوتے رہے ہین لیکن اب پادری صاحبون نے اِسقدر اپنے مُونہہ سے اقرار کرنا شروع کردیا ہے کہ محمد صاحب کا نام ہماری اِنجیل برنباس مین لکھا ہوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھہ دیا ہوگا چنانچہ پادری ٹھاکرداس نے بہی اپنی اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۴۳ مین کسی قدر عبارت انجیل برنباس کی جسمین نام آنحضرت صلی اللہ یعنے محمد رسول اللہ ایک پیش گوئی حضرت مسیح مین لکھا ہوا ہے نقل کرکے آخر مین یہی ناکارہ اور فضول عذر پیش کردیا ہے کہ یہہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن اتبک عیسائی لوگ مسلمانون کے اِن سوالات کے مدیون ہین کہ وُہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کے روبرو کیا اور کیون وہ جعلی کتابین یورپ کے مُتبرّک کُتب خانون مین الہامی کتابون کے ساتہہ بعزت تمام رکہی گئین اور کیون بڑے بڑے راہب اور فاضل پادری اُن کتابون کو پڑہ کر اور فی الحقیقت

بہی جاؤ اور وید کو ساتہہ لیجاؤ سو نہ تو اُس پرمیشر نے اپنے رشیون کو یہہ ہدایت دی اور نہ دوسرے مُلکون پر کبہی مستقل طور پر رحمت کی ۔ ہزارون اور لاکہون اُن مین مکّار اور فریبی تو آئے مگر صادق منجانب اللہ ملہم ہوکر ایک بہی نہ آیا ۔ کیا یہہ ایسا خیال ہے کہ کسی راستباز کا نور قلب اُسکو قبول کرسکتا ہے؟ ۔ کیا خُدا تعالیٰ جو ربّ العالمین ہے اُسکی یہی

بقیہ حاشیہ

سچ سمجہہ کر دین اسلام قبول کرتے رہے ۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است ۔ ایک بڑی پیش گوئی حضرت مسیح علیہ السلام کی جو انجیل متی باب ۲۱ مین لکہی ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی جلالیت تامہ اور مظہر اتم الوہیت ہونے مین اُن لوگون کے لیے بڑا قوی ثبوت ہے جو ذرہ آنکہین کہولکر اس پیش گوئی کو پڑہین کیونکہ اس پیش گوئی مین جو آیت ۳۳ سے شروع ہوتی ہے اُن تینون قسمون کے قُرب کی خوب ہی تصریح کی گئی ہے جنکا ثابت کرنا اس حاشیہ کا اصلی مدعا ہے ۔ سو حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن نبیون کو جو شریعت موسوی کی حمایت کے لئے اُن سے پہلے آئے تمثیلی طور پر قُرب کے درجہ مین بطور نوکرون کے بیان کیا ہے جو پہلا درجہ ہے ۔ اور پہر اپنے لئے قُرب کے دوئم درجہ کا اشارہ کرکے بیٹے کے لفظ سے اپنے اُس مقام قُرب کو ظاہر فرمایا ہے ۔ اور پہر تیسرا درجہ قُرب کا جو مظہر اتم الوہیت ہے وُہ شخص قرار دیا جو بیٹے کے مارے جانے کے بعد آئیگا ۔ جو باغ کا مالک اور نوکرون کا آقا اور اُس بیٹے کا باپ مجازی طور پر ہے ۔

حاشیہ در حاشیہ

بعض آثار مین آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت مسیح علیہ السلام عالم آخرت مین زوجہ مطہرہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہوگی یہہ قول غالباً اُسی مناسبت بیٹے اور باپ سے پیدا ہوا ہے کہ جب عالم تمثیل مین حضرت مسیح آنحضرتؐ کے بطور بیٹے کے ٹہرے تو اُنکی والدہ بطور زوجہ کے ہوئی ۔ منہ

سیرت وصفت ہونی چاہئے؟ دیکھو اسکے مقابل پر کیا ہی سچا اور پُرصداقت وانصاف قول ہے جو قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ یعنے کوئی مُلک آباد نہین جس مین پیغمبر اور مصلح نہین گذرا - اور نیز فرماتا ہے اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا - یعنے عادت اللہ قدیم سے یہی جاری ہے کہ جب زمین مرجاتی

بقیہ حاشیہ

یہہ بات نہایت صاف طور پر ظاہر ہے کہ جس طرح نوکرون کے آنے اور بیٹے کے آنے سے مراد وُہ نبی تھے جو وقتاً فوقتاً آتے گئے اسی طرح اِس تمثیل مین مالک باغ کے آنے سے بھی مراد ایک بڑا نبی ہے جو نوکرون اور بیٹے سے بڑھکر ہے جس پر تیسرا درجہ قُرب کا ختم ہوتا ہے وُہ کون ہے؟ وُہی نبی ہے جس کا اسی انجیل متی مین فارقلیط کے لفظ سے وعدہ دیا گیا ہے اور جسکا صاف اور صریح نام محمدؐ رسول اللہ انجیل برناباس مین موجود ہے یہہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ مسیح جیسا ایک نبی قُرب کے تینون درجون کے بیان کرنے مین صرف دو ٹکڑے اُسمین سے بیان کرکے رہ جائے اور تیسرے ٹکڑہ کے مصداق کی طرف کچھہ بھی اشارہ نہ کرے - بے شک ہریک عاقل اِس پیش گوئی پر غور کرکے بیقین کامل سمجھہ لیگا کہ یہہ تین تمثیلین تینون قسم کے نبیون کی طرف اشارات ہین اور خود تین قسم کا قُرب ایک ایسی ضروری اور شاندار صداقت ہے کہ بجز اُس خاص شخص کے جسکی عقل کو طوفان تعصب بکلّی تحت الثریٰ مین لے گیا ہو ہریک فرقہ اور قوم کا آدمی معارف یقینیہ سے سمجھتا ہے -

* اور یہہ بات کہ کیونکر اور کس طرح معلوم ہوا کہ انسان کامل جو سب کاملین سے اکمل اور مظہر اتم مراتب الوہیت اور حقیقی طور پر درجہ سوم قُرب سے ممتاز ہے وُہ درحقیقت تمام بنی آدم مین سے ایک ہی ہے جو حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ

ہے تو اُسے نئے سرے زندہ کرتا ہے یہہ نہین کہ ایک ہی بارش پر ہمیشہ کے لئے کفائت کرے۔ خیال کرنا چاہئے کہ یہہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جو الہامات تازہ بتازہ کا کبھی دروازہ بند نہین ہوتا لیکن وید کے رو سے تو کروڑہا برس ہوئے کہ وُہ بند ہو گیا اور اب اُسکے پُرانے کاغذات پنڈتون کے چرکین اور پُر آلایش بستون مین دبے پڑے ہین

بقیہ حاشیہ

علیہ وسلم ہین اور باقی سب رُسل وغیر رُسل اُس سے مراتب مین کم ہین ہان بعض طبائع ظلّی طور پر حسب اندازہ دائرہ استعداد اپنے کے اُس کمال کو پاتے ہین مگر حقیقی واتم واکمل واشد واجلیٰ واصفیٰ وارفع واعلیٰ طور پر کمال مرتبہ ثالثہ اُسی کو حاصل ہے × اِس سوال کے جواب مین ہم پہلے ہی کسی قدر تحریر کر آئے ہین کہ وجدان صحیح اور دلائل معقولہ اِس بات کو چاہتے ہین کہ خُدا تعالیٰ جو واحد لاشریک ہے اور وحدت کو دوست رکھتا ہے وُہ مصدر وحدت ہو یعنے اُسکا طرز پیدائش مُتفرّق اور پریشان طور پر نہ ہو بلکہ اُس نے مخلوقات کے تمام افراد کو ایک احسن انتظام وحدت سے ظہور پذیر کیا ہو اور اسی پر ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی شہادت دے رہا ہے جب ہم چھوٹے چھوٹے کیڑون سے لیکر انسان تک نظر پہنچاتے ہین یا ہم ایک ایسے آدمی سے جسکی علمی و عملی قوّتین نہائت ہی ضعیف یا پُر ظلمت ہین ایک اعلیٰ درجہ کی فطرت پر نگاہ ڈالتے ہین تو تمام سلسلہ مخلوقات کا ہمین یون نظر آتا ہے کہ گویا وُہ ایک خط مستقیم عمودی ہے جسکی ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے۔ سو ہمین اِس خط پر نظر ڈالنے سے بناچاری ماننا پڑتا ہے کہ یہہ سلسلہ مخلوقات ادنیٰ مخلوق سے لیکر ایک اعلیٰ مخلوق تک پہنچتا ہے اور ایسی عُمدہ ترتیب سے یہہ سلسلہ اوپر کو چڑھتا جاتا ہے کہ بعض حیوان درمیان مین ایسے آگئے ہین کہ اُن پر نظر ڈالنے سے معلوم

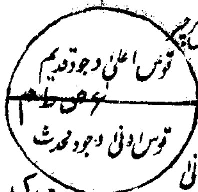
جنکو کچھہ تو نفسانی تحریفوں کے کیڑے نے کہا لیا اور کچھہ وہ پہلے ہی سے بودی اور سوراخدار اور فطرتی عفونتوں کو ساتھہ رکھتے ہین-

اب ہم اپنی پہلی کلام کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ تو ید برکات روحانیہ اور محبت الٰہیہ تک پہنچانے سے قاصر اور عاجز ہے اور کیونکر قاصر و عاجز نہ ہو وہ وسائل جن سے یہہ نعمتین حاصل

بقیہ حاشیہ

ہوتا ہے کہ گویا وہ انسان اور حیوان مین برزخ ہین مثلاً بندر-

اور یہہ دقیقہ کہ تمام کامل انسانون مین سے ایک ہی اکمل واتم انسان پر اختتام سلسلہ کائنات ہوتا ہے یہہ ایک ایسے دایرہ کے کھینچنے سے جو دو قوسون پر مشتمل ہو سمجھہ مین آسکتا ہے- ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ وجود واجب وممکن جس تناسب سے روحانی طور پر واقعہ ہے اگر اس امر معقول کو ایک صورت محسوسہ مین دکھلایا جائے تو ایک ایسے دائرہ کی شکل نکل آئیگی جسکا انقسام دو قوسون پر ہوگا جن مین سے ایک قوس اعلیٰ اور دوسرا قوس ادنیٰ ہوگا اس طرح



قوس اعلیٰ تقسیم وانقسام سے بکلّی منزہ اور درک عقل و فہم و قیاس و گمان سے بالاتر ہے لیکن قوس ادنیٰ جو موجودات ممکن الوجود کا قوس ہے وہ باعتبار شدت وضعف و زیادت نقصان مراتب متفاوتہ و مختلفہ پر مشتمل ہے- کیونکہ یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ انسانی ترقیات کا سارا سلسلہ و ترکے کسی ایک ہی نقطہ پر ختم نہین ہوسکتا وجہ یہہ کہ جس نقطہ فطرتیہ سے کوئی نفس اوپر کو ترقی کرنا شروع کریگا اسکی سیدہی رفتار اسی نقطہ انتہائی تک ہوگی جو اسکی جبلت اور استعداد کے پیش رو پڑا ہوا ہے- اب فرض کرو کہ مثلاً نقاط ج د ب ک جو استعدادات مختلفہ انسانیہ کے فطرتی نقطے ہین نقاط ع ص ط م تک جو انکے پیش رو نقاط پڑے ہین جن کی طرف

ہوتی ہین یعنے طریقہ حقّہ خداشناسی و معرفت نعمار الٰہی و بجا آوری اعمال صالحہ و تحصیل اخلاق مرضیہ و تزکیہ نفس عن رزائل نفسیہ ان سب معارف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بکلّی محروم ہے۔ کیا کوئی آریہ صفحہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل پر ان امور مین وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کر کے دکھلاوے؟ اگر کوئی زندہ ہو تو ہمین اطلاع دے

بقیہ حاشیہ

وہ بجز مستقیم قدم نہ ہا سکتے ہین۔ ترقّی کرین تو یہہ خطوط مستقیمہ ترقّی کی اپنی عمودی حالت مین وتر کے اُن اُن نقاط کو جا ملینگے جو ٹھیک ٹھیک اُن کے محاذات مین پڑے ہین اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اِس سفلی قوس مین ایک نقطہ ایسا بھی ضرور ہے کہ جو ٹھیک ٹھیک نقطہ مرکز کے محاذ ہے اب فرض کرو کہ وہ نقطہ جؔ ہے جو مرکز عؔ کے محاذ ہے اسی طرح نقطہ دؔ کا خط صؔ اور نقطہ بؔ کا خط طؔ اور نقطہ کؔ کا خط مؔ کا محاذ ہے جبکہ یہہ امر بہ بداہت ظاہر ہے تو اب ہم کہتے ہین کہ ثبوت ہندسے سے باستعانت اُنیسوین[19] شکل مقالہ اوّل اقلیدس و سینتالیسوین[47] شکل مقالہ مذکورہ بپایہ صداقت پہنچ سکتا ہے کہ اگر کسی طرف محیط کے کئے نقاط فرض کر کے قطر دائرہ تک خطوط مستقیمہ عمودی حالت مین کھینچے جائین تو سب سے بڑا وہ خط مستقیم ہوگا جو نقطہ مرکز تک پہنچیگا ٭ اور یہہ امر

حاشیہ در حاشیہ

فرض کرو کہ دائرہ ا ب س ج کے قوس ب ا ج ل مین نقاط و و ہ و د و ل و م و ن سے خطوط مستقیم و س ہ ک و ا ع و ل ق و م ط و ن ص ج ب قطر کے نقاط س و ک و ع و ق و ط و ص تک عمودی حالت مین کھینچے ہوئے ہین اور ان مین ا ع وہ خط مستقیم ہے جو کہ مرکز ع تک کہ نقطہ ا کا

اور جس امر مین امورِ دینیہ مین سے چاہے اطلاع دے تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بینات و دلائل عقلیہ قرآنی تالیف کرکے اِس غرض سے شایع کر دینگے کہ تا اِسی التزام سے وید کے معارف اور اُسکی فلاسفی دکھلائی جائے اور اِس تکلیف کشی کے عوض مین ایسے وید خوان کے لئے ہم کسی قدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرا دینگے جو غالب ہونے کی

بقیّہ حاشیہ اِس بات کو ثابت کرنے والا ہے کہ نُقطہ مرکز تمام نقاط وتر قوسین کی نسبت جو ترقّیات انسانیہ کے انتہائی نشان ہین ارفع واعلیٰ ہے پس اِس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ جسقدر مختلف استعدادین قوس بشریت مین داخل ہین اُن مین سے صرف ایک ہی ایسی استعداد ہے جو سب استعدادات کی نسبت بلند تر و کامل تر ہے۔

اور ثبوت اِس بات کا جو صاحب اُس استعداد کامل کا اصلی وحقیقی طور پر جناب سیدنا ومولانا حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہین اُن پیش گوئیون سے ہو سکتا ہے جن مین سے بعض کو ہمنے اِسی حاشیہ مین لکھدیا ہے۔ اور نیز ایک عمدہ ثبوت اِس بات کا قرآن شریف سے بھی مل سکتا ہے کیونکہ کمالیّت وحی حسبِ کمالیّت مورد وحی ہوا کرتی ہے جسقدر کسی مورد وحی کے استعداد بلند ہوتی ہے۔ جوہر فطرت مُصفّا ہوتا ہے۔ جذبات محبّت نمایان

بقیّہ حاشیہ در حاشیہ محاذی کھنچا ہوا ہے اب ہم ثابت کرینگے کہ اِن خطوط مین سب سے بڑا ا ع ہوگا جو مرکز تک کھنچا ہوا ہے۔ ملاؤ ع ل و ع م و ع ن بموجب فرض کے زاویہ ق قائمہ ہے تو (بحکم ۳۲ ش م ۱) زاویہ ل ع ق حادہ ہوا اس لئے (بحکم ۱۹ ش م ۱) کے ضلع ل ع بڑا ہوا ضلع ل ق سے اور بموجب فرض

حالت مین اُسکو ملے گا - شرط یہی ہے کہ وُہ وید ون کو پڑہ سکتا ہوتا ہمارے وقت کو ناحق ضایع نہ کرے -

جاننا چاہئے کہ جو شخص حق سے اپنے تئین آپ دور لیجاوے اُسکو ملعون کہتے ہین اور جو حق کے حاصل کرنے مین اپنے نفس کی آپ مدد کرے اُسکو مقرون کہتے ہین اب

بقیہ حاشیہ ہوتے ہین اور حرکت شوقیہ مین تیزی اور گرمی ہوتی ہے - اور وفا اور صدق مین قیام اور استحکام ہوتا ہے اُسی قدر اُسکی وحی مین کمال ہوتا ہے - اب ہماری طرف سے یہہ دعویٰ ہے جسکو ہم بمقابل ہریک فریق کے ثابت کرنے کو طیار ہین کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور اپنے معارف اور برکات اور علوم مین ہریک وحی سے اقویٰ و اعلیٰ ہے اور اسکے اثبات مین کسی قدر ہم کتاب براہین مین لکھہ ہی چکے ہین اور اکثر حصہ اُس کتاب کا جوانشاءاللہ رسالہ سراج منیر کے بعد چھپنا شروع ہوگا انہین ثبوتون سے بہرا ہوا ہے - اور ہم نے اپنی کتاب براہین مین جسکے ساتہہ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے نہائت معقول اور مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتون اور پُربرکت تاثیرون اور بلاغتون مین اُس حد تک پہنچا ہوا ہے جس تک پہنچنے سے انسانی طاقتین عاجز ہین اور جسکا مقابلہ کوئی بشر نہین کر سکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب

بقیہ شرح شکل حاشیہ در حاشیہ کے زاویہ ق و ط ہر ایک قائمہ ہے اس لئے بحکم ۴۷ ش م ۱) مربع ع ل برابر ہوا مربع ل ق اور ق ع کے اور مربع ع م کا برابر ہے مربع ع ط اور ط م کے -

چونکہ بحکم ۵ اصد م ۱) خط مستقیم ع ل برابر ہے ع م کے اسلئے مربع

ہمارے مقابل پر مقرون یا ملعون بنا آریوں کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی باتمیز آریہ جو وید اُن کی حقیقت سے خبر رکھتا ہو موازنہ و مقابلہ وید و قرآن کے نیت سے تین ماہ کے عرصہ تک میدان میں آگیا اور ہماری طرف سے جو رسالہ بحوالہ آیات و دلائل قرآنی تالیف ہو وید کی شرتیوں کے رو سے اُس نے رد کر کے دکھلا دیا تو اُس نے وید اور وید کے پیروؤں

بقیہ حاشیہ کر سکتی ہے اور حقیقی اور کامل معجزہ اپنے نبی کریم کی رسالت ثابت کرنیکے لئے یہی بڑا بھاری معجزہ اہل اسلام کے ہاتھ میں ہمیشہ کے لئے قیامت تک ہے جو اب بھی ایسا ہی تازہ بتازہ موجود ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھا اور اب بھی مخالفوں کو ایسا ہی لاجواب اور رسوا کر رہا ہے جیسے وہ پہلے کرتا تھا اب اس تمام تقریر کا مدعا و خلاصہ یہہ ہے کہ عند العقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلّم ہے جسکی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نور قدیم تک پہنچا رہے ہیں۔ وللہ در القائل۔

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ ع ق اور ق ل کا برابر ہوا مربع ع ط اور ط م کے اور ظاہر ہے کہ خط ع ق چھوٹا ہے ع ط سے اس لئے مربع ل ق بڑا ہوا مربع م ط سے پس خط مستقیم ل ق بڑا ہوا خط مستقیم م ط سے۔ اسی طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ م ط بڑا ہے ن ص سے علیٰ ہذا ثابت ہو سکتا ہے

کی عزت رکھ لی اور مقرون کے معزز خطاب سے ملقب ہو گیا لیکن اگر اس عرصہ مین کسی وید وان نے تحریک نہ کی تو وہ خطاب جو مقرون کے مقابل ہے سب نے اپنے لئے قبول کر لیا- اور اگر پھر بھی باز نہ آوین تو آخر الحیل مباہلہ ہے جسکی طرف ہم پہلے اشارت کر آئے ہین- مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں ہان باتمیز اور ایک باعزت نامور آریہ ضرور چاہئے جسکا اثر دوسرون پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر منشی اندرمن صاحب مرادآبادی اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریون مین سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہون مخاطب کئے جاتے ہین کہ اگر وہ وید کی اُن تعلیمون کو جن کو کسی قدر ہم اس رسالہ مین تحریر کر چکے ہین- فی الحقیقت صحیح اور سچے سمجھتے ہین اور انکے مقابل جو قرآن شریف کے اصول و تعلیمین اسی رسالہ

بقیہ حاشیہ

اُسے خدا تو نہین کہہ سکون پہ کہنا ہو کہ اُسکے مرتبہ دانی مین ہے خدادانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کر لیا

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین - الحمد للہ الذی ھدی قلبنا لحبہ ولحب رسولہ وجمیع عبادہ المقربین-

— تا بردلم نظر شد از مہر ماہ مارا + کردست سیم خالص قلب سیاہ مارا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

کہ ا ج بڑا ہے ہ ر ک سے اور ہ ر ک بڑا ہے و س سے + پس ثابت ہوا کہ ا ج جو ہر کر تک کھنچا ہے سب خطوط سے بڑا ہے یہی ہمارا دعوی تھا فقط

منہ

مین بیان کی گئی ہین اُنکو باطل اور دروغ خیال کرتے ہین تو اس بارہ مین ہم سے مباہلہ کرلین اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پاکر ہم دونون فریق تاریخ مقررہ پر اُس جگہ حاضر ہوجائین اور ہر فریق مجمع عام مین اُٹھہ کر اُس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ مین بطور نمونہ اقرار فریقین قلم جلی سے لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھاکر تصدیق کرین کہ ہم فی الحقیقت اُسکو سچ سمجھتے ہین اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہین تو ہم پر اسی دُنیا مین وبال اور عذاب نازل ہو- غرض جو جو عبارتین ہر دو کاغذ مباہلہ مین مُندرج ہین جو جاہئین سکے اعتقاد مین بحالت دروغگوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر اُنکی تصدیق کرنی چاہئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مُہلت ہوگی پھر اگر برس گُذرنے کے بعد مؤلف رسالہ ہذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونون صورتون مین یہہ عاجز قابل تاوان پانسو روپیہ ٹھہریگا جسکو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری مین یا جس جگہ بآسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کردیا جائے گا اور درحالت غلبہ خود بخود اُس روپیہ کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا اور اگر ہم غالب آئے تو کچھہ بھی شرط نہین کرتے کیونکہ شرط کے عوض مین وہی دُعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے اب ہم ذیل مین مضمون ہر دو کاغذ مباہلہ کو لکھہ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہین وباللہ التوفیق -

---

بقیہ حاشیہ لطفِ عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند * ہر چند می زنند این اغیار راہ ما را
درکوئی دلستانم چون خاکِ کوشب و روز * دیگر نشان چہ باشد اقبال جاہ ما را

منہ

نمونہ مضمون مباہلہ از جانب مؤلف رسالہ ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد و صلوٰۃ مین عبد اللہ الاحد الصمد احمد ولد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم (جو مؤلف کتاب براہین احمدیہ ہون) حضرت خداوند کریم جل شانہ وعز اسمہ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ مین نے اکثر حصہ اپنی عمر عزیز کا تحقیق دین مین خرچ کر کے ثابت کر لیا ہے کہ دنیا مین سچّا اور منجانب اللہ مذہب دین اسلام ہے اور حضرت سیدنا و مولینا محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم خدا تعالیٰ کے رسول اور افضل الرسل ہین اور قرآن شریف اللہ جل شانہ کا پاک و کامل کلام ہے جو تمام پاک صداقتون اور سچائیون پر مشتمل ہے اور جو کچھ اُس کلام مقدّس مین

ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوبِ ذاتی اور قدامت ہستی اور قُدرت کاملہ اور اپنے دوسرے جمیع صفات مین واحد لاشریک ہے آو سب مخلوقات کا خالق اور سب ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ ہے اور صادق اور وفادار ایماندارون کو ہمیشہ کے لئے نجات دیگا اور وُہ رحمان اور رحیم اور توبہ قبول کرنیوالا ہے ایسا ہی دوسری صفات الہیّہ و دیگر تعلیمات جو قرآن شریف مین لکھی ہین یہہ سب صحیح اور درست ہین اور مین دلی یقین سے اِن سب اُمور کو سچ جانتا ہون اور دل و جان سے اُن پر یقین رکھتا ہون اور اگرچہ انکی سچائی پر صدہا عقلی دلائل جو قطعی او یقینی ہین اللہ جل شانُہ نے مجھہ کو عطا کی ہین لیکن ایک اور فضل اُسکا مجھہ پر یہہ بھی ہوا ہے جو اُس نے براہِ راست مجھہ کو اپنے کلام اور الہام سے مشرّف کرکے دوہرا ثبوت اِن سچائیون کا مجھہ کو دیدیا ہے اب میری یہہ حالت ہے کہ جیسے ایک شیشہ عطرِ خالص سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی بھرا دل اِس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قُرآنِ شریف تمام برکات دینیہ کا

مجموعہ ہے اور فی الحقیقۃ خدا تعالیٰ سب موجودات کا موجد اور تمام ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ اور ہر قسم کی خیر اور نیکی اور فیض کا مبدء ہے اور اُسکا پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچا صادق و کامل نبی ہے جسکی پیروی پر فلاح آخرت موقوف ہے لیکن میرا فلان مخالف (اس جگہ اُس مخالف کا نام جو مباہلہ کے لئے بالمقابل آئیگا لکھا جائیگا) جو اس وقت میرے مقابلہ کے لئے حاضر ہے یہہ دعویٰ کرتا ہے کہ نعوذ باللہ جناب سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی نہین ہین اور جعلسازی سے قرآن شریف کو بنا لیا ہے اور وہ یہہ بھی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ نہین اور کسی پرستار اور سچے ایماندار کو نجات ابدی کبھی نہین ملیگی اور جو کچھہ ویدون مین بھرا ہوا ہے وہ حقیقت مین سب سچ ہے اور اُسکے برخلاف جو قرآن شریف مین ہے وہ سب جھوٹ ہے سواے خداے قادر مطلق تو ہم دونون فریقون مین سچا فیصلہ کر اور ہم دونون مین سے جو شخص اپنے بیانات مین اور اپنے عقائد مین جھوٹا ہے اور بصیرت کی راہ سے نہین بلکہ تعصب اور ضد کی راہ سے ایسی باتین

مونہہ پر لاتا ہے جن پر یقین کرنے کے لئے کوئی قطعی دلیل اُس کے ہاتہہ مین نہین اور نہ اُسکا دِل نور یقین سے بہرا ہوا ہے بلکہ سراسر ضداور طرفداری اور ناخدا ترسی سے ایسی باتین بناتا ہے جن پر اُسکا دِل قایم نہین اُس پر تو اے قادر کبیر ایک سال تک کوئی اپنا عذاب نازل کر اور اُسکی پردہ دری کر کے جو شخص حق پر ہے اُسکی مدد فرما اور لعنت سے بھرے ہوئے دُکھہ کی مار ایسے شخص کو پہنچا کہ جو دانستہ سچائی سے دور اور راستی کا دشمن اور راستبازون کا مخالف ہے کیونکہ سب قُدرت اور انصاف اور عدالت تیرے ہی ہاتہہ مین ہے آمین یارب العلمین فقط۔

نمونہ مضمون مباہلہ از طرف آریہ صاحبان فریق مخالف

مین فُلان ابن فُلان قسم کہا کر اور حلف اُٹہا کر کہتا ہون کہ مین نے اوّل سے آخر تک رسالہ سرمۂ چشم آریہ کو پڑہ لیا اور اُسکے دلائل کو بخوبی سمجہہ لیا میرے دل پر اُن دلیلون نے کچہہ اثر نہین کیا اور نہ مین اُنکو سچ سمجھتا ہون اور مین اپنے پرمیشر کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ جیسا کہ وید ون مین لکہا ہے مین اِس بات پر پختہ یقین رکھتا ہون کہ میرے روح اور

جیو کا کوئی رب یعنے پیدا کنندہ نہین ایسا ہی میرا جسمی مادّہ بھی پیدا کرنے
والے سے بکلّی بے نیاز ہے۔ مین پرمیشر کی طرح خود بخود ہون اور
واجب الوجود اور قدیم اور انادی ہون۔ میری روح اور میرا جسمی مادّہ
کسی دوسرے کے سہارے سے نہین بلکہ قدیم سے یہہ دونون ٹکڑے میرے
وجود کے قایم بالذات ہین۔ ایسا ہی وید کی اس تعلیم پر بھی میرا کامل
یقین ہے کہ مکتی یعنے نجات ہمیشہ کے لئے کسی کو نہین مل سکتی اور ہمیشہ
عزت کے بعد ذلّت کا دورہ لگا ہوا ہے۔ مین وید کی ان سب تعلیمون
کو دلی یقین سے مانتا ہون کہ پرمیشر ایک ذرّہ کے پیدا کرنے پر بھی قادر
نہین اور نہ بغیر عمل کسی عامل کے ایک ذرّہ کسی پر رحمت کر سکتا ہے اور نہ
بغیر ہزارون جونون مین ڈالنے کے ایک ذرّہ گناہ توبہ یا استغفار یا
سچی پرستش اور محبّت سے بخش سکتا ہے اور مین وید کے رو سے اس
بات پر یقین رکھتا ہون کہ چارون وید ضرور ایشر کا کلام ہے جو ہمیشہ اور قدیم
سے ہر نئی دنیا مین ہمارے ہی آریہ دیس مین چار رشیون پر جو اگنی اور وایو وغیرہ ہین اُترتا
رہا ہے کبھی اُس سے باہر نہین اُترا اور نہ کبھی ہماری زبان سنسکرت کے سوا

کسی دوسری زبان مین آیا اور ہمارے دیس سے باہر جو ہزارون
پیغمبر آئے ہین اور کئی کتابین لائے ہین مین دلی یقین سے اُن سب کو
جعلسازاور اُنکی کتابون کو جعلی تحریرین خیال کرتا ہون اور یقین کہتا
ہون کہ اُن غیر ملکون مین سب جھوٹے آتے رہے کبھی ایک مُلہم بھی
سچا نہین آیا اور یہہ سچائی ہمارے آریہ دیس سے ہی خاص ہی اور اسی پریشر کا
دائمی تعلق اور پیوند رہا ہی اور ہمیشہ آئندہ بھی اسی سے رہیگا ایسا ہی مین قرآن اور
اُسکے اُصولون اور تعلیمون کو جو وید کے اُصولون اور تعلیمون سے برخلاف
ہے جھوٹ اور جعل جانتا ہون لیکن میرا فریق مخالف جو مولّف رسالہ
سرمہ چشم آریہ ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اسکی سب
تعلیمون کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور وید اور اسکے ان اصولون اور
دوسری تعلیمون کو جو قرآن کے مخالف ہین سراسر غلط اور جھوٹ
خیال کرتا ہے سو اب اے الیشر تو ہم دونون فریقون مین سچا فیصلہ کراور
جس فریق کے اُصول اور اعتقاد جھوٹے اور ناپاک ہین جن کو وہ کسی
ناپاک کتاب کے رو سے مانتا ہے اسکو ذلیل اور رسوا کر اور ہم دونون

مین سے وہ شخص جو تیری نظر مین کاذب اور دروغگو ہے اور اُسکے
عقائد اور اُصول تیری توہین اور ہتک عزّت کا موجب ہین اور دانستہ
اُنکا پابند ہو رہا ہے اُسکو اے القدیر ایسے دکھہ کی مار پہنچا اور ایسی لعنت
سے بہری ہوئی اُسکی رسوائی کر کہ ایک سال کے عرصہ تک وہ لعنت
کا اثر جو عذاب سولم ہے ظاہر ظاہر اُسکو پہنچ جائے اے القدیر تو ایسا ہی کر
کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبہی تیری حضور مین عزّت نہین پا سکتا ۔
آمین فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار صداقت انوار

بغرض دعوت مقابلہ چہل روزہ

گرچہ ہرکس ز رہِ لاف بیانی دارد　　صادق آنست کہ از صدق نشانی دارد

ہمارے اشتہارات گزشتہ کے پڑہنے والے جانتے ہین کہ ہم نے اِس سے پہلے یہہ اشتہار دیا تہا کہ جو معزز آریہ صاحب یا پادری صاحب یا کوئی اور صاحب مخالف اسلام ہین اگر اُن مین سے کوئی صاحب ایک سال تک **قادیان** مین ہمارے پاس آکر ٹھہرے تو در صورت نہ دیکہنے کسی آسمانی نشان کے چوبیس سو روپیہ انعام پانیکا مستحق ہوگا سو ہر چند ہم نے تمام ہندوستان و پنجاب کے پادری صاحبان و آریہ صاحبان کی خدمت مین اسی مضمون کے خط رجسٹری کرا کر بہیجے مگر کوئی صاحب قادیان مین تشریف نہ لائے بلکہ منشی اندرمن صاحب کے لئے تو مبلغ چوبیس سو روپیہ نقد لاہور مین بہیجا گیا تو وُہ کنارہ کر کے فرید کوٹ کی طرف چلے گئے ہان ایک صاحب پنڈت لیکہرام نام پشاوری قادیان مین ضرور آئے تہے اور اُنکو بار بار کہا گیا کہ اپنی حیثیت کے موافق بلکہ اُس تنخواہ سے دوچند جو پشاور مین نوکری کی حالت مین پاتے تہے ہم سے بحساب ماہواری لینا کر کے ایک سال تک ٹہرو اور اخیر پر یہہ بہی کہا گیا کہ اگر ایک سال تک منظور نہین تو چالیس دن تک ہی ٹھہرو تو اُنہون نے اِن دونون صورتون مین سے کسی صورت کو منظور نہین کیا اور خلاف واقعہ سراسر دروغ بیفروغ اشتہارات چہپوائے سو اُنکے لئے تو رسالہ سُرمہ چشم آریہ مین دوبارہ ہی چالیس دن تک اِس جگہ رہنے کا پیغام تحریر کیا گیا ہے ناظرین اُسکو پڑہ لین لیکن یہہ اشتہار اتمام حجت کی غرض سے بمقابل منشی جیونداس صاحب جو سب آریون

کی نسبت شریف اور سلیم الطبع معلوم ہوتے ہیں اور لالہ مرلیدہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر ہوشیار پور جو وہ بھی میری دانست میں آریوں میں سے غنیمت ہیں اور منشی اندرمن صاحب مراد آبادی جو گویا دوسرا مصرعہ سوامی صاحب کا ہیں اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنشنر امرتسر جو حضرات عیسائیوں میں سے شریف اور سلیم المزاج آدمی ہیں اور پادری عماد الدین لاہز صاحب امرتسری اور پادری ٹھاکر داس صاحب مؤلف کتاب اظہار عیسوی شایع کیا جاتا ہے کہ اب ہم بجائے ایک سال کے صرف چالیس روز اس شرط سے مقرر کرتے ہیں کہ جو صاحب آزمائش و مقابلہ کرنا چاہیں وہ برابر چالیس دن تک ہمارے پاس قادیان میں یا جس جگہ اپنی مرضی سے ہمیں رہنے کا اتفاق ہو میں اور برابر حاضر رہیں پس اس عرصہ میں اگر ہم کوئی امر پیشگوئی جو خارق عادت ہو پیش نکریں یا پیش تو کریں مگر بوقت ظہور وہ جھوٹا نکلے یا وہ جھوٹا تو نہ ہو مگر اسی طرح صاحب ممتحن اسکا مقابلہ کرکے دکھلا دیں تو مبلغ پانسو روپیہ نقد بحالت مغلوب ہونے کے اسی وقت بلا توقف انکو دیا جائیگا لیکن اگر وہ پیشگوئی وغیرہ بپایہ صداقت پہنچ گئی تو صاحب مقابل کو بشرف اسلام مشرف ہونا پڑیگا۔ اور یہہ بات نہایت ضروری قابل یادداشت ہے کہ پیشگوئیوں میں صرف زبانی طور پر نکتہ چینی کرنا یا اپنی طرف سے شرائط لگانا ناجائز اور غیر مسلّم ہوگا بلکہ سیدھا راہ شناخت پیشگوئی کا یہی قرار دیا جائیگا کہ اگر وہ پیشگوئی صاحب مقابل کی رائے میں کچھہ ضعف یا شک رکھتی ہے یا انکی نظر میں قیافہ وغیرہ سے مشابہ ہے تو اسی عرصہ چالیس روز میں وہ بھی ایسی پیشگوئی ایسے ہی ثبوت سے ظاہر کرکے دکھلاویں اور اگر مقابلہ سے عاجز رہیں تو پھر حجّت اُن پر تمام ہوگی اور بحالت سچے نکلنے پیشگوئی کے بہرحال انہیں مسلمان ہونا پڑیگا اور یہہ تحریریں پہلے سے جانبین میں تحریر ہوکر انعقاد پا جائینگی چنانچہ اس رسالہ کے شایع ہونے کے وقت سے یعنے ۲۰ ستمبر ۱۸۸۶ء سے ٹھیک تین ماہ کی مہلت صاحبان موصوف کو دیجاتی ہے اگر اس عرصہ میں انکی طرف سے بر مقابلہ کے لئے کوئی منصفانہ تحریک نہ ہوئی تو یہہ سمجہا جائیگا کہ وہ گریز کر گئے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اشتہار مفید اخبار

جاگو جاگو آریو نیند نہ کرو پیا

چوں کہ آج کل اکثر ہندوں اور آریوں کی یہہ عادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھہ کچھہ کتابیں عیسائیوں کی جو اسلام کی نکتہ چینی میں لکھی گئی ہیں دیکھکر اور اُن پر پورا پورا اطمینان کر کے اپنے دلوں میں خیال کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہہ اعتراضات درست اور واقعی ہیں۔ اِسلئے قرین مصلحت سمجھکر اس عام اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے کہ اوّل تو عیسائیوں کی کتابوں پر اعتماد کر لینا اور براہ راست کسی فاضل اہل اسلام سے اپنی عُقدہ کشائی نہ کرانا اور اپنے اوہام فاسدہ کا محققین اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور خائنین عناد پیشہ کو امین سمجھہ بیٹھنا سراسر بے راہی ہے جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہیے۔ دانشمند لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہہ جو پادری صاحبان پنجاب اور ہندوستان میں اگر اپنے مذہب کی تائید میں دن رات ہزارہا منصوبے باندھ رہے ہیں یہہ ان کے ایمانی جوش کا تقاضا نہیں بلکہ انواع اقسام کے اغراض نفسانی انکو ایسے کاموں پر آمادہ کرتے ہیں اگر وہ انتظام مذہبی جسکے باعث سے یہہ لوگ ہزارہا روپیہ تنخواہیں پاتے ہیں درمیان سے اُٹھایا جاوے تو

پھر دیکھنا چاہیئے کہ اُنکا جوش و خروش کہان ہے۔ ماسوا اس کے ان لوگون کی
ذاتی علمیت اور دماغی روشنی بہی بہت کم ہوتی ہے اور یورپ کے ملکون مین
جو واقعی دانا اور فلاسفر اور دقیق النظر ہیں وہ پادری کہلانے سے کراہت اور عار رکہتے
ہیں اور اُنکو اُن کے بیہودہ خیالات پر اعتقاد بہی نہیں بلکہ یورپ کے عالی دماغ
حکما کی نگاہوں میں پادری کا لفظ ایسا خفیف اور دور از فضیلت سمجہا جاتا ہے کہ
گویا اُس لفظ سے یہہ مفہوم لازم پڑا ہوا ہے کہ جب کسی کو پادری کر کے پکارا جاوے
تو ساتھ ہی دل میں یہہ بہی گذر جاتا ہے کہ یہہ شخص اعلی درجہ کی علمی تحصیلون اور
لیاقتون اور باریک خیالات سے بے نصیب ہے۔ اور جس قدر ان پادری صاحبان
نے اہل اسلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کر کے اور بار بار ٹھوکریں کہا کر اپنے خیالات
میں پلٹے کہائے ہین اور طرح طرح کی ندامتین اُٹھا کر پھر اپنے اقوال سے رجوع کیا ہے
یہہ بات اُس شخص کو بخوبی معلوم ہو گی کہ جو ان کے اور فضلاء اسلام کے باہمی مباحثات
کی کتابون پر ایک محیط نظر ڈالے۔ ان کے اعتراضات تین قسم سے باہر نہین۔ یا تو
ایسے ہیں کہ جو سراسر افترا اور بہتان ہے جنکی اصلیت کسی جگہہ پائی نہین جاتی اور یا ایسے
ہیں کہ فی الحقیقۃ وہ باتین ثابت تو ہین لیکن محل اعتراض نہیں محض سادہ لوحی اور
کور باطنی اور قلت تدبّر کی وجہ سے اُنکو جائے اعتراض سمجہہ لیا ہے اور یا بعض ایسے
امور ہیں کہ کسیقدر تو سچ ہیں جو ایک ذرہ جائی اعتراضات نہین ہو سکتی اور باقی سب بہتان
اور افترا ہے جو اُنکی ساتہہ ملای گئے ہیں۔ اب افسوس تو یہہ ہے کہ آریوں نے اپنے گہر کی عقل کو
بالکل استعفا دیکر اُنکی ان تمام دور از صداقت کارروائیون کو سچ مچ صحیح اور درست سمجہہ لیا ہے
اور بعض آریہ ایسے بہی ہیں کہ وہ قرآن شریف کا ترجمہ کسی جگہہ سے ادہورا سا دیکہکر یا کوئی قصہ

بے سرو پا کسی جاہل یا مخالف سے سُنکر جھٹ پٹ اوسکو بناء اعتراض قرار دیدیتے ہین سچ تو یہہ
ہے کہ جس شخص کے دل مین خدا یتعالی کا خوف نہین ہوتا اُسکی عقل بہی باعث تعصب اور عناد
کی زہرون گے۔ نہائت ضعیف اور مُردہ کیطرح ہو جاتی ہی اور جو بات عین حکمت اور معرفت کی ہو
وُہ اُسکی نظر سقیم مین سراسر عیب دکہائی دیتی ہی سو اسی خیال سے یہہ اشتہار جاری کیا جاتا ہی اور
ظاہر کیا جاتا ہی کہ جسقدر اصول اور تعلیمین قرآن شریف کی ہین وُہ سراسر حکمت اور معرفت اور
سچائی سے بھری ہوئی ہین اور کوئی بات اُنمین ایک ذرہ مواخذہ کے لائق نہیں اور چونکہ
ہر ایک مذہب کے اصولون اور تعلیمون مین صدہا جزئیات ہوتی ہیں اور اُن سب کی کیفیت کا معرض
بحث مین لانا ایک بڑی مہلت کو چاہتا ہی اسلئے ہم اس بارہ مین قرآن شریف کے اُصولون کے
مُنکرین کو ایک نیک صلاح دیتے ہیں کہ اگر انکو اصول اور تعلیمات قرآنی پر اعتراض ہو تو مناسب ہے
کہ وُہ اوّل بطور خود خوب سوچ کر دو تین ایسے بڑے سے بڑی اعتراض بحوالہ آیات قرآنی پیش کرین جو انکی دانست
مین سب اعتراضات سی ایسی نسبت رکھتے ہون جو ایک پہاڑ کو ذرّہ سے نسبت ہوتی ہی یعنی انکے
سب اعتراضون سے اُنکی نظر مین اقوی و اشدّ اور انتہائی درجہ کے ہون جن پر اُنکی نکتہ چینی کی پُر زور
نگاہین ختم ہو گئی ہون اور نہائت شدّت سی دوڑ دوڑ کر اُنہین پر جا ٹھہری ہون سو ایسے دو یا تین
اعتراض بطور نمونہ پیش کرکے حقیقت حال کو آزمالینا چاہیئے کہ اس سے تمام اعتراضات کا باآسانی فیصلہ ہو جائگا
کیونکہ اگر بڑے اعتراض بعد تحقیق ناچیز نکلے تو پھر چھوٹے اعتراض ساتھ ہی نابود ہو جائین گے
اور اگر ہم اُن کا کافی و شافی جواب دینے سی قاصر رہے اور کم سے کم یہہ ثابت نہ کر دکہایا کہ
جن اُصولون اور تعلیمون کو فریق مخالف نے بمقابلہ ان اصولون اور تعلیمون کے اختیار کر رکہا ہی
وُہ اِن کے مقابل پر نہایت درجہ رذیل اور ناقص اور دور از صداقت خیالات ہیں تو ایسی حالت
مین فریق مخالف کو در حالت مغلوب ہونے کے فی اعتراض پچاس روپیہ بطور تاوان دیا جائیگا

لیکن اگر فریق مخالف انجام کار جھوٹا نکلا اور وہ تمام خوبیان جو ہم اپنے اُن اصولون یا تعلیمون میں ثابت کر کے دکھلا دیں مقابل اُنکے وہ اپنے اصولوں مین ثابت نہ کر سکا تو پھر یاد رکہنا چاہیئے کہ اُسے بلا توقف مسلمان ہونا پڑیگا اور اسلام لانے کے لئے اوّل حلف اٹھا کر اسی عہد کا اقرار کرنا ہوگا اور پہر بعد مین ہم اس کے اعتراضات کا جواب ایک رسالہ مستقلہ مین شایع کراوین گے - اور جو اُسکے بالمقابل اصولون پر ہماری طرف سے حملہ ہوگا اُس حملہ کے مدافعت میں اُسپر لازم ہوگا کہ وہ بھی ایک مستقل رسالہ شایع کرے اور پہر دونون رسالون کے چہپنے کے بعد کسی ثالث کی راے پر یا خود فریق مخالف کے حلف اُٹھانے پر فیصلہ ہوگا جس طرح وہ راضی ہو جائے لیکن شرط یہہ ہے کہ فریق مخالف نامی علماء میں سے ہو اور اپنے مذہب کی کتاب مین مادہ علمی بھی رکھتا ہو اور بمقابل ہماری حوالہ در بیان کے اپنا بیان بھی بحوالہ اپنی کتاب کے تحریر کر سکتا ہو تا ناحق ہماری اوقات کو ضائع نہ کرے - اور اگر اب بھی کوئی نامنصف ہماری اس صاف صاف منصفانہ طریق سے گریز اور کنارہ کر جائے اور بدگوئی اور دشنام دہی اور توہین اسلام سے بھی باز نہ آوے تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ وہ کسی حالت مین اُس لعنت کے طوق کو اپنے گلے سے اوتارنا نہیں چاہتا کہ جو خدا تعالیٰ کی عدالت اور انصاف نے جھوٹون اور بے ایمانون اور بدزبانون اور بخیلون اور متعصّبون کے گردن کا ہار کر رکہا ہے والسّلام علیٰ من اتّبع الہُدیٰ

بالآخر واضح رہے کہ اس اشتہار کے جواب میں ۲۲ ستمبر ۱۸۸۶ء سے تین ماہ تک کسی پنڈت یا پادری جواب دہندہ کا انتظار کیا جائیگا اور اگر اس عرصہ میں علماء آریہ وغیرہ خاموش رہے تو اُنہیں کی خاموشی اُنپر حجت ہوگی ؛

المشتہر

خاکسار غلام احمد مولف رسالہ سرمہ چشم آریہ